

# بوستان سعیدی انسائیکلو پیڈیا

مصنف: حضرت شیخ عرف العین فیصلہ سعیدی شہزادی

مترجم: احاطہ القاری مولانا غلام حسن قادری  
مفتی دارالعلوم منہاج ٹیچنگ لائبریری

# بوستان سعدی علیہ الرحمۃ انسانی کلویڈیا

مُصَنِّف: حضرت شیخ شرف الدین مصلح سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مُتَرَجِم: احیاء الفہم مولانا غلام حسن قادری  
مفتی دارالعلوم حنبلیہ خٹک لاہور

مَشْرِقِیَّاتِ کَکَبِ کَکَبِ  
ایک۔ بی۔ ایس۔ آرٹو یا زار، لاہور

### جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	بوستان سعدی (اُردو)
مصنف	شیخ شرف الدین سعدی شیرازی
ترجمہ	مفتی غلام حسن قاضی
ناشر	مشاق احمد
اہتمام	سلیمان خالد
پرنٹرز	اسلم عصمت پرنٹرز، لاہور
کمپوزنگ	گل محمد افدکس
قیمت	روپے

کتاب پڑھیں اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرما کر شکر ادا کرنے کا موقع فراہم کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درجی کی جائے۔ شکریہ

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	◎
15	ایستدائیہ	◎
18	اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا	◎
23	نعت جناب محمد مصطفیٰ ﷺ	◎
26	یوستان کتاب لکھنے کا معیہ	◎
	<b>باب نمبر 1</b>	◎
28	(عدل و انصاف، رائے اور حکومت کرنے کی تدبیر کے بیان میں)	
28	چھپتے پر سوادری	◎
30	نوشیرواں بادشاہ کی بیٹے کو وصیت	◎
32	خسرو شاہ ایران کی شیر دیہ کو وصیت	◎
34	غیر ملکی تاجر ڈاکوؤں کے ترغیے میں	◎
35	بڑھاپے کا صدمہ	◎
38	فیصلہ کرنے میں سوچ و بہار ضروری ہے	◎
40	سزا دینے میں بھی انصاف لازم ہے	◎
41	شامی خزانہ عوام کی امانت ہے	◎
42	دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری	◎
43	ایران کا بادشاہ اور چرواہا	◎

45	ایک فقیر کی بادشاہ کو نصیحتیں	⊙
47	حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ	⊙
48	تحفہ شادی اور پرہیز گاری	⊙
49	شاہ روم اور ایک درویش	⊙
50	ایک بزرگ اور ظالم حکمران	⊙
51	دشمن میں قحط سالی	⊙
52	پتھر دل انسان	⊙
53	ظلم کا انجام	⊙
54	ایک بادشاہ کی اپنے بیٹوں کو نصیحت	⊙
55	اپنی جان کا دشمن	⊙
56	بادشاہ کی کھوپڑی	⊙
58	نیکی اور بدی کا انجام	⊙
59	حجاج بن یوسف	⊙
60	باپ کی بیٹے کو نصیحت	⊙
61	ظالم کے لیے دعا کرنا بے سود ہے	⊙
62	دنیا فانی ہے	⊙
63	بے وفادار دنیا	⊙
65	مضبوط قلم	⊙
66	ایک مجذوب کی شاہ ایران کو ڈانٹ	⊙
67	باپ کی جگہ بیٹا	⊙
68	بادشاہ کا گرہ میں پھنسنے	⊙



98	ایک فقیر اور متکبر والدہ	⊙
99	حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ	⊙
101	نسکی	⊙
103	درویش اور لومڑی	⊙
104	ایک بخیل عبادت گزار	⊙
105	حاتم طائی کی سخاوت	⊙
107	حاتم طائی کی آزمائش	⊙
109	دختر حاتم بارگاہ رسالت ماب علیہ السلام میں	⊙
111	ایک بادشاہ اور حاتم طائی	⊙
112	بادشاہ کا حوصلہ	⊙
113	کینہہ والدہ اور صاحب دل درویش	⊙
114	مخلوق کی ولداری	⊙
115	موتی کی تلاش	⊙
116	لا پرواہیٹا اور بخیل باپ	⊙
117	احسان کا بدلہ احسان	⊙
119	نسکی کا بخیل	⊙
120	مردوں کے ساتھ نسکی کرنا نیکوں پر ظلم کرنا ہے	⊙
122	بہرام بادشاہ اور سرکش گھوڑا	⊙
123	<b>باب نمبر 3</b>	⊙
123	عشق و محبت کے بیان میں (اصلی و حقیقی عشق نہ کر جلی اور فتنوں)	⊙
123	ایک فقیر زادہ اور ایک شہزادہ	⊙

125	قوال اور ایک پری جگر	⊙
126	دیوانگانِ عشق	⊙
128	محبوب کا مقتول	⊙
130	چوں مرگ آئے قسم برباد است	⊙
131	دل کا بادشاہ	⊙
132	استقامت	⊙
133	بلندی کا حصول کیسے ہو؟	⊙
134	ظالم داماد اور غفلتِ سر	⊙
135	بندہ آقا	⊙
136	مجھے بیمار ہے درد	⊙
137	شیر اور شیرالسن	⊙
138	محبت کی کوئی قیمت نہیں	⊙
139	الحیٰ و مجنوں	⊙
140	محمود الایاز	⊙
142	پانی پہ مصلیٰ بچھا دیا	⊙
144	کسان کی حکایت	⊙
145	جگنو کی کہانی	⊙
146	اللہ! بس (ماسوی اللہ ہوس)	⊙
148	خوابِ صورت آواز کی تاثیر	⊙
149	پردائے کی حکایت	⊙
151	شمع اور پردائے کی آتش	⊙



153	باب نمبر 4	⊙
153	تواضع (عاجزی) کے بیان میں	⊙
153	بارش کا قطرہ	⊙
155	پاکیزہ جوانی	⊙
156	حضرت بازید بسطامی علیہ الرحمۃ	⊙
158	حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ایک گنہگار	⊙
159	عقلمند درویش اور سنگبر قاضی	⊙
161	علم کی عظمت	⊙
173	شہزادہ کی توبہ	⊙
175	شہد بیچنے والا	⊙
176	مردانِ خدا کی عاجزی	⊙
177	عزت نفس کا بیان	⊙
178	نیک آقا اور نافرمان غلام	⊙
180	حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ	⊙
181	نخل و برداشت	⊙
184	بادشاہ کی بروہاری	⊙
186	خود پسندی بخرومی ہے	⊙
187	صلیہ و رضا	⊙
189	اولیاء اللہ کی عاجزی کا بیان	⊙
191	حضرت حاتمِ اہم علیہ الرحمۃ	⊙
193	چور اور سادھ	⊙

195	دوستی	⊙
196	حضرت بہلول دانا خلیہ الرحمۃ	⊙
197	حضرت لقمان حکیم	⊙
198	حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ	⊙
199	پرہیز گار اور گویا	⊙
200	ظلم پھر کرنا	⊙
202	حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم	⊙
203	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	⊙
205	حسن ظن	⊙
206	حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ	⊙
208	<b>باب نمبر 5</b>	⊙
208	خلیم و رضا کے بیان میں (مقدمہ)	⊙
210	اصقبانی دوست کی کہانی	⊙
212	فولادی پنچ والا	⊙
214	ایک حکیم اور کروڑی مرہض	⊙
215	مردہ گدھے کا سر	⊙
216	قسمت	⊙
217	باپ کا بیٹے پر ظلم	⊙
218	دولت مقدر سے ملتی ہے	⊙
219	یہ صورتی اور ایک اب	⊙
220	گدھے اور غیل	⊙

221	انسانی طاقت و اختیار	⊙
222	اوتھ کا پتہ	⊙
223	اخلاص کی برکت اور ریاکاری کا نقصان	⊙
224	بچے کا روتہ	⊙
226	قناعت کا بیان (حاجی کا اخلاق)	⊙
227	الانچیزی ملا ہے	⊙
228	غیرت	⊙
230	بسیار خوری کی ذلت	⊙
231	پیٹھ صوفی	⊙
232	فائدہ کشی	⊙
233	ریشمی لباس	⊙
234	اپنی روکھی سوکھی	⊙
235	طمع	⊙
236	بلند ہمت عورت کا واقعہ	⊙
238	سودخور	⊙
239	چھوٹا سامکان	⊙
240	حکمرانی کا تشہ	⊙
241	ادائیں سر الہائیں	⊙
242	إن مع العسر یسرا	⊙
244	باب نمبر 7	⊙
244	ترتیب کے بیان میں (ہاتھ داری)	⊙

246	خاموشی و خور داری	⊙
248	راز داری	⊙
249	جابل کی سلامتی خاموشی میں ہے	⊙
250	خاموشی آفت سے بچاؤ کا ذریعہ ہے	⊙
251	ایک چپ ہزار سنگھ	⊙
252	جو شیا مرید	⊙
254	پردہ پوشی	⊙
256	غیبت	⊙
257	چوری اور چغلی	⊙
258	حسد اور چغلی	⊙
259	حجرات کے ظلم کی شکایت اور بزرگ کا جواب	⊙
260	اپنوں کا لحاظ	⊙
261	ظاہری و باطنی طہارت	⊙
262	کافر سے صلح مومن سے جنگ؟	⊙
263	ایک دیوانے کی بات	⊙
264	دن کا چور	⊙
265	ایک سونی یا صفا کا جواب	⊙
266	قریب و دور کا ذریعہ	⊙
268	آجی بیوی	⊙
270	تیری کا ستایا ہوا	⊙
271	اولاد کی تربیت	⊙

273	ترماتے کی روش	⊙
275	ہد زبانی	⊙
276	غیب و ہنر	⊙
248	<b>باب نمبر 8</b>	⊙
278	شکر کے بیان میں	⊙
280	ماں کی فریاد	⊙
281	تحلیق انسانی میں صنعت باری تعالیٰ	⊙
283	ایک احسان قراموش یا ارشاد	⊙
284	اللہ تعالیٰ کی نعمتیں	⊙
286	عطیات خداوندی	⊙
288	مکڑوروں کی حالت زار	⊙
290	یاد شاہ اور پہرے دار	⊙
292	چوکیدار اور چور	⊙
293	کچے چیزے کا لباس	⊙
294	تہشیرپہ و انعام	⊙
295	گدھے کی نصیحت	⊙
296	تکلمتہ	⊙
298	اسباب اور مسبب الاسباب	⊙
300	ارادہ و تمیق	⊙
301	ستر ہند اور بت پرستوں کی کہانی	⊙

305	باب نمبر 9	⊙
305	توبہ کے بیان میں	⊙
306	بوزہ کی حسرت	⊙
308	بوزہ کی تیج و پکار	⊙
310	بڑھاپا اور جوانی	⊙
311	دلا اغاقل نہ ہو یکدم بید نہ نیا چھوڑ جانا ہے	⊙
313	باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر مہانا ہے	⊙
315	شہنشاہ ایران	⊙
316	سونے کی اینٹ	⊙
318	رود دشمن	⊙
320	باپ اور بیٹی	⊙
322	وعظ و نصیحت	⊙
325	بچپن کی یاد	⊙
328	ہاوشاہ کا دشمن	⊙
329	شیطان کا درست	⊙
331	ایک گنہگار اور خدا کا دربار	⊙
333	شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن	⊙
334	کھلیاں جاناٹے والا امست	⊙
335	عادی محرم	⊙
336	یوسف (مایہ السلام) اور بی بی زلیخا	⊙
337	بی بی کی خوبی	⊙

338	شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور چغتائی	⊙
339	اللہ سے صلح کر لو	⊙
340	بیٹے کی موت	⊙
342	<b>باب نمبر 10</b>	⊙
342	دعا کے بیان میں	⊙
344	کسی عزیز کے مرنے پر رونا	⊙
365	ایک دیوانے کی دعا	⊙
367	سیاہ قام	⊙
368	درویش کی تویہ	⊙
369	محبوبی کا قصہ	⊙
371	ایک مست اور موزن کی کہانی	⊙
375	شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی ایک پرسوز دعا	⊙



## ابتدائیہ

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ۲۴ شرف الدین لقب مصلح الدین جملہ سعدی اور وطن شیراز ہے (جو صدیوں تک ایران کا دار الحکومت رہا) جس کی وجہ سے آپ کو شیرازی کہا جاتا ہے آپ کی پیدائش ۵۸۹ھ بمطابق ۱۳۳۳ء کے لگ بھگ ہوئی اور فاطمہ ۶۹۱ھ میں ہوئی۔ اس لحاظ سے تو آپ کی عمر ایک سو دو سال بنتی ہے مگر بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کی عمر ایک سو بیس سال لکھی ہے (واللہ اعلم) آپ کے والد ماجد شیخ عبداللہ شیرازی چونکہ بادشاہ اتابک سعد زنگی کے ملازم تھے اس لیے شیخ علیہ الرحمۃ نے سعد کی نسبت سے اپنا جملہ سعدی تجویز فرمایا۔

آپ نے اپنا زندگی کے تیس برس تعلیم حاصل کرنے میں صرف کیے تیس سال بیرونیات میں گزارے، تیس سال تصنیف و تالیف میں بسر کیے اور باقی تقریباً بیس سال کا عرصہ گوش نشینی اور عزت میں رہے۔

تصوف و روحانیت کی منازل طے کرنے کے لیے آپ نے حضرت شیخ شہاب الدین مہروری علیہ الرحمۃ کو اپنا راہنما و راہبر منتخب کیا۔ اگرچہ بسا اوقات آپ شاہان وقت کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں لیکن اسی کی آڑ میں امراء و سلاطین کو نصیحت کرتے اور ان کے سامنے حق بات کہتے ہوئے بھی دکھائی دیتے ہیں اور یہ اس وقت کی بات ہے کہ جہول شیخ علی بن احمد جب بڑے بڑے علماء و مشائخ ایک بیزی فروش اور قصاب کو بھی نصیحت کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ آپ نے گلستان میں خود لکھا ہے: "بادشاہوں کو نصیحت وہی شخص کر سکتا ہے جسے نہ اپنے سر کا خوف ہو نہ زری امید۔"

آپ کی زندگی مبرور قناعت اور عزت نفس سے عبارت ہے جس پر گلستان و بوستان کی کئی حکایات شاہد عادل ہیں۔ خود اری، غیرت و حمیت دینی کو کسی صورت بھی



قربان کرنے کا آپ کی زندگی میں تصور تک نہ تھا۔

آپ اپنی زندگی میں ہی فصاحت و بلاغت، حسن تقریر و زور بیاں، قوت گویائی اور ادبیانہ انداز تکلم کی بنا پر شہرت کے آسمان پر بیڑیاں بن کر چمکتے رہے شعر و سخن پر آپ کو اس قدر ملکہ اور مہارت تامہ حاصل تھی کہ ایک مرتبہ ترکستان کے صدر مقام کاشغر میں پہنچے یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب چنگیز خان نے سلطان محمد خوارزم سے چند دنوں کے لیے صلح کر رکھی تھی شیخ مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ ایک طالب علم مقدمہ زمخشری ہاتھ میں لیے حضرت زینت غفروا! کارنا لگا رہا ہے، شیخ نے ازراہ مزاح طالب علم کو فرمایا! بھئی میاں صاحبزادے! خوارزم و چنگیز میں تو صلح ہو گئی ہے لیکن زید و عمر نے کونسا ایسا جرم کیا ہے کہ ان کی لڑائی آج بھی جاری ہے اور صلح نہیں کر رہے؟ طالب علم اس ظرافت آسمنہ متولہ پر ہنس پڑا اور پوچھا! آپ کا دامن کونسا ہے؟ شیخ نے فرمایا شیراز۔ شیراز کا نام سنتے ہی طالب علم نے فوراً سعدی کا کلام سننے کی فرمائش کر زالی۔ شیخ نے فی البدیہہ عربی کے دو شعر سنادے اس نے فارسی کلام کا مطالبہ کیا، شیخ نے اسی وقت شعر بتایا اور سنایا جو یہ ہے

اے دل عشاق بدام تو صید

ماہو مشغول و تو باعمر و زید

یہ شعر سن کر سعدی تو کاشغر سے روانہ ہو گئے اور طالب علم درط حیرت میں ڈوب گیا، جب کسی نے بتایا کہ یہی سعدی تھے تو کف افسوس ملنے لگا کہ کچھ اور حاصل کر لیا ہوتا۔

شیخ کی تصانیف میں سے گلستان و بوستان ایسی ردکنائیں ہیں کہ بہت کم کسی کتاب کو ان جیسی مقبولیت ملی ہوگی۔ کئی ممالک اسلامیہ میں یہ کتب باقاعدہ مدارس کے نصاب میں شامل ہیں جو مقام فارسی نثر میں گلستان کا ہے وہی فارسی نظم میں بوستان کو حاصل ہے۔ بوستان کی تقریباً تمام حکایات سعدی کی اپنی آپ بحق و نخبات و مشاہدات پر مبنی ہیں لیکن اپنی اس سرگذشت سے بھی انہوں نے جواخلاقی فکائنات اور پند و نصائح اخذ کئے ان کا اثر پڑھنے اور سننے والے پر دیر پا ہوتا ہے۔

یہ کہنا کہ بوستان کی شہرت کا سبب یہ ہے کہ اس میں اخلاق جیسے اہم مضمون کو زیر بحث لایا گیا ہے اور وہ بھی نظم میں، محل نظر ہے کیونکہ فارسی ادب پر نگاہ رکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ اخلاق و موعظت پر اس طرح کی بیسیوں کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں بعض تو درس نظامی کے نصاب میں بھی شامل ہیں مگر ان کے نام بھی زبان پر بمشکل ہڑتے ہیں، قاری و سامع پہ اثر ہوتا تو بعد کی بات ہے اس کے برعکس بوستان نے لوگوں کے اخلاق و سیرت پر صدیوں پر محیط جواثر ڈالا ہے وہ باکمال و لا جواب اور بے مثال و عدم النظیر ہے یقیناً سعدی کا اپنا شعر سونی صدائی پر صادق آتا ہے کہ

۔۔۔ ایں سعادت بزور بازو نیست  
تائید بخشد خدائے بخشندہ

میں نے گلستان کی طرح بوستان کی حکایات کو بھی اردو زبان میں نشر کا جامہ پہنا دیا ہے اور عام فہم الفاظ استعمال کئے ہیں تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ ہر حکایت کے تحت سبق کے عنوان سے اس حکایت کا اصلاحی، عملی، دینی و مذہبی پہلو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ معصفت کے چند و نصائح سے کما حقہ استفادہ کیا جاسکے اس کوشش میں میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں یہ فیصلہ قارئین پہ چھوڑتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس حقیر سی کوشش کو اپنے دربار میں قبول فرما کر میرے لیے اخروی نجات اور میرے والدین کریمین مرحومین مغفورین کے لیے بخشش کا سامان بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکرم الامین

۔۔۔ ایں دعا ازمن و از جملہ جہاں آمین باد

دعاؤں کا طالب، غلام حسن قادری



## اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز ہے جو جہاں کو قائم رکھے والا اور جہاں کو پیدا کرنے والا ہے۔ ایسا حکیم ہے کہ بات کو زبان پہ پیدا فرما دیتا ہے۔ مددگار و مالک و بخشش فرمانے والا ہے، دعا قبول کرنے والا، گناہ بخشنے والا اور کرم فرمانے والا ہے۔ ایسا عزت و عینے والا ہے کہ جو کوئی اس کے در سے پھر گیا اس کو کوئی بھی عزت نہ دے سکا۔ بڑی بڑی عظمتوں والے بادشاہ اس کی بارگاہ میں جھکے ہوئے ہیں۔ گناہ گاروں کو جلدی نہیں پکارتا اور نہ ہی ظالموں کو (جب وہ توبہ کر لیں) اپنی بارگاہ سے بھگاتا ہے۔ اگر بندے کی نافرمانی کی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے تو جب بندہ نافرمانی چھوڑ دیتا ہے تو اللہ بھی اس کی کہانی لپیٹ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے باپ کو تنگ کرے تو باپ ناراض ہو جائے، کسی رشتہ دار کو ستاؤ تو وہ بیگانوں کا سلسلہ کرے، نوکر اگر کام چور ہو جائے تو مالک ناراض ہو جائے، دوست اگر دوستی میں کمی کرے تو دوست چھوڑ جاتے ہیں، لشکری اگر ملک کی خدمت چھوڑ دے تو بادشاہ اس سے بیزار ہو جائے، لیکن اس مالک الملک اللہ نے کبھی ہماری گنت کاری کی وجہ سے ہم پر رزق کا ورڈانہ بند نہیں فرمایا۔

اس کے علم کی وسعتوں کا یہ عالم ہے کہ دو جہاں اس کے علم کے سمندر کے سامنے ایک قطرے کی حیثیت رکھتے ہیں، گنت گاروں کو گناہ کرتا دیکھ کر قہر موت ہونے کے باوجود پردہ پوشی فرماتا ہے۔ ساری زمین اس کا دستر خواں ہے جس پر دشمن و دوست سب بل رہے ہیں۔ اگر وہ ظالم کو پکڑ لے تو اس کے قبر سے اس ظالم کو کون پیچائے؟ اس کی ذات مذ مقابل اور ہم جنس سے پاک ہے۔ اس کی حکومت جن دافس کی تابعداری سے ہے نیاز ہے۔ ہر کوئی اس کے حکم کا پابند ہے چاہے وہ انسان ہے یا درندہ، پرندہ، چرند یا مہر و گیس، اس نے سخاوت کا

ایسا دسترخوان بچھایا ہوا ہے کہ کوہِ قاف میں رہنے والا پرندہ بھی روزی سے محروم نہیں مخلوق کے کام سنوارنے والا کریم و مہربان ہے، عظیم بذات الصدور اور سب کا محافظ ہے، خدوی و کبریائی صرف اس کی ذات کو زیبا ہے کیونکہ اس کا ملک باقی ہے اور وہ خود بخفی ہے۔ تمسکی کے سر تاج رکھتا ہے اور کسی کو تخت سے اتار کر تختے پہ چڑھا دیتا ہے اور مٹی میں ملا دیتا ہے کوئی اس کی عطا سے نیک بختی کی ٹوہنی پیئے ہوئے ہے تو کوئی بد بختی کی گدڑی میں ہے۔ غلیل اللہ پہ آگ کو گلزار کر رہا ہے تو کلیم اللہ کے دشمن کو دریائے نخل میں غرق کر رہا ہے۔ وہ اس کے کرم کا مظہر ہے تو یہ اس کی بارائستگی کا نشانہ۔ پروے میں ہو کر بدکاروں کو دیکھتا ہے اور ان کی پروہ پوشی فرماتا ہے۔ اگر صرف ڈرانے دھمکانے کے لیے ہی اپنے حکم کی تلواریں سونے تو مقرب فرماتے بھی گونگے بہرے ہو جائیں۔ اور اگر کرم کی آواز لگا دے تو شیطان کو بھی رحمت کی امید لگ جائے کہ میں بھی اس کے کرم سے محروم نہیں رہوں گا۔ اس کی عظیم بارگاہ میں بڑے بڑوں نے بزرگی کی ٹوپیاں اتار رکھی ہیں۔ اس کی رحمت مجز والوں کے بہت قریب ہے۔ وہ رونے والوں کی دعا قبول فرماتا ہے آنے والے حالات و واقعات کو جانتا ہے۔ سینوں کے راز جانتا ہے۔ بلندی و پستی کا نگہبان اور روز جزا کا مالک ہے۔ کوئی اس کی بندگی سے بے نیاز نہیں اور نہ کوئی اس کے حکم پر اعتراض کر سکتا ہے۔ قدیم ہے۔ نسکی کرنے والے کی قدر فرماتا ہے، تقدیر کے قلم سے رحم مادر میں تصویر سازی فرماتا ہے، مشرق سے مغرب کی طرف چاند اور سورج کو چلا دیا اور زمین کو پانی پہ بچھادیا اور جب زمین پانی پہ ٹھہر، نسکی تو اس پر پہاڑوں کی سینیں گاڑ دیں پانی کی بوند کو پری پیکر بنانے والا بھلا پانی پہ ایسی تصویر کشی کون کر سکتا ہے سو اس کے؟ اس نے پتھروں میں نعل و نیروز سے رکھ دیے، ہبز شاخ میں سے سرخ پھول نکال دیے، ہادل سے قطرہ سمندر کی طرف گراتا ہے اور پشت سے نطفہ رحم مادر میں ڈالتا ہے۔ اس قطرے سے چمکدار موتی بناتا ہے اور اس (نطفے) سے سرو قد صورت بناتا ہے، ڈرتے ڈرتے کو جانتا ہے، ظاہر و باطن اس کے آگے برابر ہیں۔ سانپ، چینی، نیک کو روزی دیتا ہے اگر چاہے کتنے نکو اما جزا ہیں۔ اس کے حکم سے عدم کو جو ملا جلا اس کے خواہشست کو ہست کہنا کون جانتا ہے، میرے ہر دم کرنے کے بعد محشر میں جمع فرمائے

گا۔ اس کے معبود ہونے پر سارا جہان متعلق ہے اگرچہ اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے۔ انسان کو اس کے جلال کے سوا کچھ سمجھائی نہیں دیتا اور آنکھ کو اس کے جمال کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ وہم کا پرندہ اس کی ذات کی بلند یوں تک رسائی نہیں رکھتا اور فہم کا ہاتھ اس کی صفات کے دامن کو نہیں چھو سکتا۔ اس بھنور میں کئی کشمٹیاں ڈوب گئیں کہ ان کا ایک تختہ بھی کنارے نہ لگ سکا۔ میں (سعدی) کتنا ہی عرصہ اس راہ میں گم سم بیٹھا رہا اچانک دھست نے مجھے تھمھوڑا کر اٹھ! کیونکہ اللہ کا علم تو کائنات کو گھیرے ہوئے ہے تیرا قیاس اس پر حادی نہیں ہو سکتا، نہ عقل اس کی ذات کی حقیقت کو پاسکے اور نہ فکر اس کی صفات کی گہرائی تک پہنچ سکے۔ بلاغت میں حبان (حبان بن وائل مشہور فصیح و بلیغ ایک شخص) کا متابا تو ہو سکتا ہے لیکن اس کی ذات پاک کی تہ تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ خاص الخاص لوگوں نے بھی اگر اس میدان میں گھوڑے دوڑائے ہیں تو لا آخِ صبی (ہمارے بس سے باہر ہے) کہہ کر اپنی بے بسی کا اعتراف کیا ہے کیونکہ ہر جگہ گھوڑا نہیں دوڑایا جاسکتا کسی جگہ حال گرانی بھی پڑتی ہے۔ اور اگر اس کی مدد سے کوئی کامیاب ہو بھی گیا تو واپسی کا راستہ اس پر بند کر دیا گیا۔ کیونکہ اس متعلق میں جس کو پتا نہ ملتا ہے اس میں بے ہوشی کی دوائی بھی ٹپائی ہوئی ہوتی ہے۔

ایک باز کی آنکھیں دوختے ہیں تو دوسرے کی آنکھیں کھلی اور پر چلے ہوئے ہیں۔ کیا کسی کو قماروں کے خزانے تک راستہ ملا؟ اور اگر کسی کو ملا تو پھر اس کی واپسی کا راستہ نہ ملا۔ میں (سعدی) تو اس خوبی و بدی کی موجوں میں غرق ہو گیا ہوں کیونکہ اس سے کوئی بھی کشش سلامت نہ لے جاسکا۔ اگر تو بھی چاہتا ہے کہ اس میدان کو طے کرے تو پہلے اپنے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دے۔ اپنے شیشے دل کی آہستہ آہستہ صفائی کرنا دے! شاید کہ عشق کی خوشبو تجھے مست کر ہی دے اور عبدالمست کا طلب کار کر دے۔ پھر تو اس راستے کو طلب کے پاؤں کے ساتھ طے کر سیکے گا اور محبت کے پروں کے ساتھ پرواز نصیب ہوگی۔ خیالات کے پروں کو چاک کرنا تاکہ اس کے جلال کے سوا کوئی پروہ نہ رہے، عقل کی سواری کا ہانگ حیرت نے پکڑی اور کہا کہ رک جا! (تو جانتی نہیں کہ) اس سندھ میں داعیِ اعظم (اللہ کے حبیب) کے سوا کوئی نہیں گیا، اور وہ شخص گم ہو گیا جو ان کے پیچھے نہ چلا۔ جو لوگ ان کی راہ

سے پھر گئے اگرچہ بہت چلے مگر پریشان ہی ہوئے۔

۔ خلافِ سبیر کے راہِ گزیدہ کوھر گز بہزلِ نخواستہ رسید  
پندارِ سعدی کہ راہِ صفا تو اں رفت یزید ہے مصطفیٰ  
جو اللہ کے رسول کے راستے پر نہ چلا کبھی منزل تک نہ پہنچا۔ اسے سعدی! کبھی نہ  
سمجھا کہ معرفت کا راستہ محمد مصطفیٰ کی پیروی کے بغیر بھی ملے ہو سکتا ہے۔

۔ حمد ہے اس ذات کو جس نے مسلمان کر دیا

عشقِ سلطانِ جہاں سینہ میں پہناں کر دیا

جلوۂ زیبا نے آئینہ کو حیراں کر دیا

مہرِ دماہ کو ان کے کندوں نے پشیمیاں کر دیا

اسے شہِ لولاک! تیری آفرینش کے لیے

حق نے لفظِ بُکسُن سے پیدا ساز و سماں کر دیا

کیا کشش تھی سرورِ عالم کے حسنِ پاک میں

سینکڑوں کفار کو دم میں مسلماں کر دیا

ہو گئی کانورِ ظلمت! دلِ منور ہو گئے

جس طرف بھی اس نے اپنا روئے تاباں کر دیا

نعت کو نین دے کر ان کے دستِ پاک میں

دونوں عالم کو خدا نے ان کا مہماں کر دیا

یادِ قرما کر قسم حق نے زمینِ پاک کی

خاکِ نعلِ مصطفیٰ کو تاجِ شاہاں کر دیا

دودھی سے سبز گنبد کی جھلک کو دیکھ کر

عاشقوں نے گلے گلے کئے جب داماں کر دیا

اس عرب کے پیادہ کا جلوہ مجھے دکھا رہے

جس نے ہر ذرت کو اپنے ماہِ تاباں کر دیا

تنگنازوں مردہ دلوں کو روئے ایمان بخش کر  
 زندہ جاوید اسے عیسیٰؑ و دریاں کر دیا  
 گرمیہ و زاری نے راتوں کو تری ابر کرم  
 مثل گل موج قیامت ہم کو خداں کر دیا  
 یارسول اللہ! انجیسی ہے وقت امداد کا  
 نفس کافر نے مجھے بے حد پریشاں کر دیا  
 ہے جمیل قادری پہ فضل اللہ و رسول  
 تیرا مرشد حضرت احمد رضا خاں کر دیا



از خدا دلِ خلافِ دشمن و دوست

کہ دلِ ہر دو در تصرفِ دوست

گر چہ تیرا کمسانِ مسکندر

از کمانِ اربابِ دالِ خرد

## نعت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

عمر و حسین عادات والے، پیاری خصلتوں والے، کل کائنات کے نبی اور کل امتوں کی شفاعت فرمانے والے، امام الرسل، سیدگی راہ کی ہدایت دینے والے، خدا کے امانت دار اور جبریل امین علیہ السلام کے آقا، مخلوق خدا کے سفارشی، قیامت کے سردار ہدایت کے امام اور محشر کی پکھری کے صدر۔ ایسے کلیم کہ گھوٹنے والا آسمان جن کا طور ہے، تمام نور آپ ہی کے نور کا کس ہے۔ ذرّہ-قیم ایسے کہ کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کے باوجود کتنے ہی مذہبوں کے کتب خانے دھوڑا لے۔ ارادہ فرماتے ہیں تو چاند و نوازے ہو جاتا ہے، آپ کا ظہور ہوا تو کسریٰ کے محلات میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ گلہ طیبہ کی تلواریں سے لات کا بت پاش پاش کر دیا اور دین کی عزت کے ساتھ غزی (بت) کی رونق نہ باد کردی، نہ صرف لات و غزی کو نیست و نابود کیا بلکہ تورات و انجیل کو بھی منسوخ فرما دیا۔ معراج کی رات سوار ہوئے اور آسمانوں سے آگے نکل گئے جبکہ مرتبہ اور مقام میں فرشتوں سے بھی بڑھ گئے، میدان قرب میں سواری کو ایسا دوڑایا کہ جبریل امین بھی دیکھتا رہ گیا اور

(سہ ماہ عرب کے جلوے اُدبِ نئے نکل گئے)

خورشید و ماہتاب مقابل سے ٹک گئے)

آپ نے جبریل کو فرمایا کہ اسے حاملِ وحی! میرے ساتھ کیوں نہیں چلتا؟ جب مجھے تو نے اوتی میں خلص پایا ہے تو میرے ساتھ چلنے سے کیوں گھبرا رہا ہے؟ جبریل نے عرض کیا! میں تو تھک گیا ہوں اور اتنا کہ اب میرے پردوں میں سکت ہی نہیں رہی،

اگر یکسر آوے ہر پر  
نروغِ تنجلی بسوزد پر



اگر ہال برابر بھی آگے جاؤں گا تو اللہ کے انوار و تجلیات کو برداشت نہ کرے  
ہوئے جل جاؤں گا۔ بھلا آپ کا کوئی امتی صرف گناہوں کے سبب دوزخ میں کیوں رہے گا  
جبکہ اس کے ہاتھوں میں حضور علیہ السلام کا واسنِ رحمت ہوگا۔ میں (سعدی) آپ کی تعریف  
کا حق کیسے ادا کر سکتا ہوں۔ بس یہی کہوں گا۔ علیک السلام امے نبی الودی۔

آپ پر اور آپ کے صحابہ کرام اور آپ کے پیروکاروں پرورد و سلام ہو، سب  
سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جو بیڑ بھی ہیں اور مرید بھی ہیں پھر سرکش شیطان کا پیچہ  
سروازنے والے عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر، پھر شہب زندہ دار اور عقل مند عثمان غنی رضی اللہ عنہ  
پر اور چوتھے علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ پر جو لدل (گھوڑے) کے شہسوار ہیں۔  
اے اللہ! فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد کا صدقہ کلمہ ایمان پر مجھے موت  
دیٹاں، میری دعا چاہے تو مقبول فرماتے یہ نہ فرمائے بہر حال میرے ہاتھوں میں تو آل  
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واسن ہے۔

اے صدر قیامت (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کا مرتبہ و مقام اس سے کم تو نہیں ہو  
جائے گا اگر آپ کے طفیل ہم مضمی بھر فقیروں کی جماعت جنت میں چلی جائے۔ اللہ نے خود  
آپ کی تعریف فرمائی ہے اور جبریل امین آپ کی قدم بوسی کرتا ہے۔ آپ کے مرجع کی  
بلندی کے آگے تو آسمان بھی شرمندہ ہے، آپ اس وقت پیدا ہوئے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی  
مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ آپ ہر وجود (ممکن) کی اصل ہیں اور ہر وجود (ممکن) آپ  
کی فرع ہے۔ مجھے نہیں سوچ رہا کہ کس لفظوں سے آپ کی تعریف کروں کیونکہ جو کچھ بھی  
کہوں گا آپ اس سے بلند ہیں آپ لولاک اور لیس وطن کی شان والے ہیں پھر بے چارہ  
سعدی آپ کی کیا تعریف کر سکتا ہے سوائے اس کے

علیک السلام امے نبی و السلام

(اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی علیہ  
الرحمتہ کی ایک نعت کے چند اشعار اس موقع پر بہت مناسب رہیں گے)  
زمین و زمان تمہارے لیے سکین و مکاں تمہارے لیے

جنین و چٹاں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے  
 دھن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جان تمہارے لیے  
 ہم آئے یہاں تمہارے لیے انھیں بھی وہاں تمہارے لیے  
 اصالت کُل امانت کُل سیادت کُل امارت کُل  
 حکومت کُل ولایت کُل خدا کے یہاں تمہارے لیے  
 تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک  
 زمین و فلک، خاک و سک، میں سدا نشان، تمہارے لیے  
 ظہور، نہاں، قیام جہاں، رکوع مہاں، تجود شہاں  
 نیازیں یہاں نمازیں وہاں یہ کس کے لیے ہاں تمہارے لیے  
 یہ فیض دیے وہ بخود کیے کہ ہم لیے زمانہ جیئے  
 جہاں نے لیے تمہارے دیے یہ اکرمیاں تمہارے لیے  
 نہ روح امیں نہ مرث بریں نہ لوح میں کوئی بھی کہیں  
 خبر ہی نہیں جو رحیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے  
 ظلیل و جلی مسج و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟  
 یہ سب خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے  
 اشارے سے چاند چر دیا چمپے ہوئے خور کو پھیر لیا  
 گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و قواں تمہارے لیے  
 صبا وہ چلے کہ بارغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے  
 بوا کے تلے ٹٹا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے



## بوستان کتاب لکھنے کا سبب

میں (سعدی) دنیا میں بہت گھوما پھرا، ہر طرح کے لوگوں سے ملا، ہر جانب سے نفع اٹھا با اور ہر کھلو ان سے خوش چینی کی لیکن شہر شیراز جیسے نیک طبیعت لوگ مجھے کہیں نہ ملے (اللہ کی ان پر رحمت ہو)۔

اس بارکت شہر کے لوگوں کی محبت نے مجھے شام و روم جیسے شہر بھلا دیے چنانچہ میں نے مردوت کے خلاف سمجھا کہ شیراز میں خالی ہاتھ واپس چلا جاؤں اور اس قدر محبت کرنے والوں کے لیے کوئی تحفہ بھی نہ لے جاؤں، میں نے سوچا کہ مصر سے لوگ مصری آتے ہیں میرے پاس اگرچہ وہ تو نہیں ہے تاہم اس سے زیادہ میٹھی باتیں ضرور ہیں جو دنیا بھر سے میں نے جمع کی ہیں، مصری تو ایک ہی بار کھالی جائے گی لیکن میری باتیں اہل دل کاغذوں پہ لکھ کر محفوظ کر لیں گے اور قیامت تک ان سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ میں نے کتاب بوستان لکھنا شروع کی اور اس کے دس باب مرتب کیے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

- 1- عدل و انصاف اور تدبیر و رائے، مخلوق کی نگہبانی اور خوف خدا کے بیان میں
- 2- احسان کے بیان میں (تا کہ مالدار لوگ اللہ کے شکر گزار ہوں)
- 3- عشق و مستی کے بیان میں (اصلی و حقیقی عشق نہ کہ جعلی اور فضول)
- 4- غازی کے بیان میں
- 5- رضا کے بیان میں
- 6- قناعت کے بیان میں
- 7- تربیت کے بیان میں

8- عافیت پر شکر گزار ہونے کے بیان میں

9- سیدھے راستے اور توبہ کے بیان میں

10- دعا اور ختم کتاب کے بیان میں

بروز جمعہ المبارک ماہ ذیقعد 655ھ کو کتاب بوستان مکمل ہوئی۔

چند حکایات جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شیخ سعدی جیسے بزرگ کو اس طرح کی باتیں لکھنا زبان نہ تھا، شیخ سعدی خود ہی تبصرہ فرماتے ہیں اور اس سوال کا جواب دیتے ہیں "اے عقل مند! آگاہ ہو جا! اکمال لوگ دوسروں کے عیب نہیں دیکھتے، قیاساً چاہے رئیس کی ہی کیوں نہ ہو اس میں بھرتی ضروری ہے۔ اگر تو رئیس (باصلاحیت) ہے تو مجھ پہ احسان کرتے تو نے میری بھرتی کو چھپالے، میں اپنی فضیلت نہیں بیان کر رہا بلکہ دست طلب دراز کیا ہے۔

۔ شنیدم کہ در روز امید و بیم

ہاں رایہ نیکاں پہ بخشد کریم

اور میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن برے لوگ نیکوں کی وجہ سے بخشے جائیں گے تو بھی اگر میرے کام میں کوئی عیب دیکھے تو اللہ کی صفت ستاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہزار میں سے ایک شعر بھی اگر تجھے پسند آجائے تو پر وہ پوشی کے کام لے، اگرچہ ایران میں میرا کلام بے قیمت سمجھا جیسے کستوری ہرن کے تانے میں، ڈھول دور کے ہی سہانے بگتے ہیں پھر میری ٹھڑی میں میوؤں کے سوا ہے ہی کیا؟ تاہم سعدی اپنی شوخی کی وجہ سے بارغ کی طرف تو پھول لایا ہے مگر ہندوستان کی طرف سرچیں لے کر آیا ہے یوں سمجھو کہ چھوہارے کی طرف چھلکا سٹھاس سے بھر پور ہے مگر اس کے اندر تو گھٹلی ہی ہوگی

۔ تھی نہ اپنے گناہوں کی ہم کو خبر دیکھتے رہے اوروں کے عیب و حذر

پڑی جو نہی گناہوں پہ اپنے نظر تو جہاں بھر میں کوئی برائے رہا

اس کے بعد شیخ نے بمطابق حدیث نبوی من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اپنے دور کے نیک میرت بادشاہوں کی تعریف میں کچھ اشعار کہے ہیں یعنی اتا بک ابو بکر بن سعد زنگی اور سعد بن ابی بکر بن سعد کے متعلق، ازاں بعد باب اول کا آغاز ہوتا ہے۔



## باب نمبر 1

(عدل و انصاف، راجے اور حکومت کرنے کی تدبیر کے بیان میں)

## (1) چیتے پر سواری

میں نے (گیلان اور قزوین کے درمیان) رودبار کے میدان میں ایک شخص کو چیتے پر سوار ہو کر آتے ہوئے دیکھا تو خوف کے مارے میرے پاؤں چلنے سے جواب دے گئے، اس شخص نے مسکرا کر مجھے کہا: اے سعدی! اس میں گھبرانے اور حیرت زدہ ہونے کی کوئی بات ہے؟ تو بھی اللہ کے حکم سے گردن نہ پھیر! اللہ کی مخلوق تیری تابعدار ہو جائے گی۔ جب بندہ اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تجھے دشمن کے رحم و کرم پہ چھوڑ دے؟ بس یہی مردان حق کا راستہ ہے آ اور مقصد حاصل کر لے۔ فیصلہ اس شخص کو نفع دے گی جو سعدی کے حکام سے محبت کرے گا۔

## سبق

اس حکایت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب بندہ اللہ کا مخلص بندہ بن جاتا ہے پھر ساری خدائی اس کی غامی کرتی ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں معن کسان قلہ کسان اللہ لہ۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ جب خدا اس کا ہو گیا تو خدائی اس کی کیوں نہ ہوگی؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں بہت سارے لوگ جمع دیکھے جو گھبرائے ہوئے تھے آپ نے پوچھا کیا بات ہے یہاں کیوں

کھڑے ہوئے ہوا اور اس قدر ڈرے ہوئے کیوں ہو؟ انہوں نے کہا! آگے راستے پر شیر بیٹھا ہوا ہے اور ہے بھی بھرا ہوا! آپ اکیلے تشریف لے گئے اور بیٹھے ہوئی شیر کو زور سے کمر پر کبھی ماری، شیر چپکے سے جنگل کی طرف بھاگ گیا آپ نے فرمایا جو اللہ کا ہو جائے اللہ کی مخلوق اس کی غلام ہو جاتی ہے۔

شرقیہ تہذیب میں ایک نیل نے بہت دھشت پھیلا رکھی تھی جب بازار میں نکل آتا تو بازار سنسان ہو جاتے لوگوں نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمۃ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا! جب وہ نیل بازار میں آئے تو مجھے بتانا چنانچہ نیل نکلا تو لوگوں نے آپ کو اطلاع دی آپ نے جا کر نیل کو کانوں سے پکڑ لیا (حالانکہ گائے نیل کان نہیں پکڑنے دیتے) اور اس کے کان کے ساتھ منہ لگا کر فرمایا "اللہ کی مخلوق کو تنگ نہ کیا کر۔" پس اس دن کے بعد بچہ بچہ اس نیل کو کان سے پکڑ کر جدھر چاہتا لے جاتا۔ پس شیخ سعدی مایہ الرمتہ نے اس حکایت میں سچ ہی تو کہا ہے

تو ہم گردن از حکمِ داد و بدست  
کہ گردن نہ پیچید ز حکمِ تو بدست

ایک بزرگ کو دیکھا گیا کہ شیر اور بکریوں کو اکٹھا چارہ رہے ہیں پوچھا گیا ان کی کب سے صلح ہوئی ہے؟ وہ فرماتے تھے جب سے میں نے اللہ سے صلح کر لی ہے، انہوں نے آپس میں صلح کر لی ہے۔

بندہ بننا ہے خدا کا تو گدا بن ان کا  
جو کہ بندے کو شہنشاہ بنا دیتے ہیں



## (2) نوشیرواں بادشاہ کی بیٹے کو وصیت

نوشیرواں بادشاہ نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے بیٹا! صرف اپنے ہی آرام کا خیال نہ رکھنا غریب کی دل جوئی کی فکر بھی کرنا کیونکہ اگر تو اپنے ہی آرام کی فکر میں رہا تو پھر تیرے ملک میں کوئی بھی آرام سے نہ رہ سکے گا۔ کوئی عقل مند اس بات کو جائز نہیں سمجھتا کہ چرواہا سو یا رہے اور بکریاں بھیڑیے کے سپرد کر دے، عوام کا خیال رکھ اس لیے کہ بادشاہ اگر درخت ہے تو عوام اس کی جڑیں ہیں اور درخت جڑ ہی سے مضبوط ہوتا ہے۔ جو عوام کے دل کو ستاتا ہے وہ اپنے ہی پاؤں پہ کلہاڑا چلاتا ہے۔ سیدھا راستہ وہی ہے جو پرہیز گاروں کا ہے اور وہ امید اور خوف کے درمیان کا راستہ ہے (الابسان بین الخوف والرجاء، ایمان، خوف اور امید کی درمیانی کیفیت کا نام ہے)

جو بادشاہ چاہتا ہے کہ میرے ملک کو نقصان نہ پہنچے وہ مخلوق کو ستانا کبھی پسند نہ کرے گا۔ اگر کسی بادشاہ میں یہ صفت نہیں تو اس کے ملک میں امن کہاں؟ تو جس کا بندہ ہے اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کر اور اگر تو خود مرے تو جا اپنا سر کھٹا۔ خوشحالی اس ملک میں نہیں آتی جہاں کی مخلوق بادشاہ کے ہاتھوں تک ہو۔ طاقتوروں سے ڈرنے کی بجائے ان سے ڈر جو اللہ سے نہیں ڈرتے (وہ تجھے ضرور نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے) رعایا کو ستانے والا خواب ہی میں ملک کے اندر امن دیکھ سکتا ہے، ظلم سے قرابتی اور بدنامی ہوتی ہے، اہمیت کو ظلم سے نہ مار کیونکہ وہی تو حکومت کی پشت پناہ ہوتی ہے۔ اپنے فائدے کے لیے کسان کو نہ ستا کیونکہ مزدور خوش دل ہوگا تو کام زیادہ کرے گا، کسی بھی ایسے شخص کے ساتھ برائی کرنا بہت برا ہے جس سے تو نے کئی بار بھلائی رکھی ہو۔

## سبق

اس حکایت میں بہت ساری ان لفظوں کا ذکر ہے کہ جن پر عمل کر کے ایک کامیاب حکومت کی جاسکتی ہے اور حکمران عوام میں اچھی شہرت اور مقبولیت حاصل کر سکتا ہے۔ حکمران عوام کا خیر خواہ ہو گا تو لوگ بدل و جان اس کی نہ صرف اطاعت کریں گے بلکہ اس کی کامیابی اور درازی عمر کے لیے دعا گو بھی رہیں گے ورنہ سامنے خوشامد کریں گے اور پس پشت گالیاں دیں گے ان تمام نصائح کا خلاصہ قرآن پاک میں ایک جملے کے اندر بیان کر دیا گیا ہے۔ احسن کما احسن اللہ الیک (القصص) لوگوں پر احسان کر جیسے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے۔

(یا رشا حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے قارون کو فرمایا تھا)

۔ ہادی نہ ملے گا تمہیں قرآن سے بڑھ کر

دولت نہ ملے گی تمہیں ایمان سے بڑھ کر

اس لیے حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے اس حکایت میں فرمایا

۔ خرابی و بدنامی آید ز جور بزرگاں رسد ایں سخن را بنور

حلق خدا کو ستانے سے بربادی بھی آتی ہے اور بدنامی بھی یہ ایسا نکتہ ہے جس کو

اولیاء اللہ نے (قرآن مجید میں) غور و فکر کرنے کے بعد پایا ہے۔ اقبال کہتے ہیں

۔ گر قوی خرابی مسلمان زمین

نہست ممکن جو بقرآن زمین





### (3) خسرو (شاہ ایران) کی شہر و یہ کو وصیت

میں (سعدی) نے سنا کہ خسرو نے (اپنے ولی عہد) شہر و یہ کو موت کے وقت وصیت کی اور کہا کہ اگر اس وصیت پہ تو عمل کرے گا تو لوگ کبھی تجھ سے غداری نہ کریں گے۔

وصیت یہ ہے کہ رعایا کے ساتھ بھلائی کر اور ان سے مشورہ لیتا رہ۔ کیونکہ رعیت ظالم بادشاہ سے بھاگتی ہے اور اس کو دنیا میں بدنام کر دیتی ہے اور جو بڑی بنیا رکھتا ہے وہ تھوڑے ہی وقت میں اپنی بنیا دکھو دیتا ہے۔ شیر اور شمشیر زن دونوں تباہی تو بچاتے ہیں لیکن اتنی نہیں جتنی کہ عورتوں اور بچوں (مظلوموں) کے دل کی آہ، بیوہ عورت کا جلایا ہوا چراغ شہر بھر کر جلا دیتا ہے۔ وہ بڑا خوش نصیب ہے جو حکومتی امور میں انصاف کرتا ہے ایسے شخص کے مرنے کے بعد لوگ اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں جب ہر نیک و بد نے مرنا ہے تو نیک ہو کر مرنا بہتر ہے۔ عمام پر نیک بندے کو ہی متعین کرنا چاہیے کیونکہ ایسا شخص ہی ملک کو آباد رکھتا ہے اور جو مخلوق کو تنگ کر کے تجھے خوش کرے وہ تیرا خیر خواہ نہیں ہے۔ ایسے شخص کو حکومت دینا گناہ ہے جس کے ہاتھوں (تنگ آکر) لوگ اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھائیں (بد دعا کے لیے) نیکوں کو نوازنے والا برائی نہیں دیکھتا اور بدوں پر مہربانی کرنے والا اپنی جان کا دشمن ہوتا ہے۔ دشمن کو نقص مالی جرمانے کی سزا کافی نہیں اس کی تو جڑ ہی کاٹ دینا بہتر ہے۔ ایسے ہی ظالم حاکم کو مہات نہ دے بلکہ فوراً اس کے موٹے جسم سے کمال اتار لے۔ یعنی بھیڑیے کو کھریاں کمانے سے پہلے ہی مار دینا چاہیے اس طرح دشمن کو نقصان پہنچانے سے پہلے ہی ختم کر دینا چاہیے۔

گر یہ متعین روز ازل

(لیجیو پہلے ہی دن قتل کر دینا چاہیے یعنی ذمیل و بنا عصب کو ختم کر دیتا ہے۔)

## سبق

اس حکایت میں عوام کی فلاح و بہبود، ان سے مشورہ لینے کی اہمیت، ظلم کا خاتمہ، بدنامی سے بچنے کی تدابیر، مظلوموں کی داد دینی کرنا، مرنے کے بعد کی نیک نامی کے اسباب، خدا ترس افراد کا تعین، ظالم حکمرانوں سے جنگ آ کر عوام کا اپنے رب کی بارگاہ میں بدعنائیں کرنا اور نقصان کے بعد اس سے بچنے کی تدابیر کرنے کی حماقت (جیسے آج کل ہماری انتظامیہ نقل و حرکت اور بسوں کے دھماکوں کے بعد اس جگہ پھر سے سخت کر دیتی ہے جہاز جراثیم پیشہ لوگ اتنے ہی بے وقوف ہیں کہ ایک جگہ واردات کرنے کے بعد دوبارہ بھی اسی جگہ ہی کریں گے؟ اتنے وسیع ملک میں ان کو کوئی اور جگہ نہ ملے گی؟)

لے کر وہ منوات میں سے ہر موضوع اتنا تفصیل طلب ہے کہ پوری پوری کتاب ایک ایک عنوان پر لکھی جاسکتی ہے اور یہ تمام موضوعات دینی اور اسلامی ہیں کیونکہ ان کا تعلق حقوق العباد سے ہے جو بھروسہ دفعہ حقوق اللہ سے بھی مقدم ہوتے ہیں ہر موضوع پر قرآن و سنت سے بیسیوں دلائل دیے جاسکتے ہیں لیکن یہاں اتنی گنجائش نہیں اور اگر صرف دو شعروں میں ان کا مفہوم بیان کیا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے

مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر  
ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے آتے ہیں جو کام دوسروں کے

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان  
(القرآن) سے بھی یہی مفہوم اخذ ہو سکتا ہے۔



## (4) غیر ملکی تاجروں کو اس کے نرنے میں

ایک غیر ملکی قیدی تاجر پر چوروں نے حملہ کر دیا تو اس نے کہا! جب ذاکو اس قدر  
بہادر ہو جائیں تو انتظامیہ کے لوگ چاہے مرد ہوں یا عورتیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے، جو  
بادشاہ سوداگروں کا تحفظ نہیں کر سکتا وہ اپنے شہر اور لشکر پر بھلائی کا دروازہ بند کر لیتا ہے کیونکہ  
جب لاقانونیت کا راج ہوگا تو غیر ملکی وہاں جانے سے اور کاروبار کرنے سے گریز کریں  
گے۔ لہذا بادشاہ کو اگر نیک نامی چاہیے تو قاصدوں اور تاجروں کا تحفظ کرے۔ اچھے لوگ  
مسافروں کا احترام کرتے ہیں تاکہ وہ جہاں جائیں ان کی نیک نامی ساتھ لے جائیں اور وہ  
ملک برباد ہو جاتا ہے جس میں مسافروں سے اچھا سلوک نہیں دیتا۔ اگرچہ نادانف سے  
احتیاط بھی لازم ہے کہ نقصان بھی پہنچا سکتا ہے دوست کے لباس میں دشمن بھی ہو سکتا ہے  
تاہم پہچان بھی حاصل کر اور مہمان و مسافر کو عزیز بھی جان!

اپنے پروردہ کی قدر بڑھا کہ وہ تجھ سے بے وفائی نہیں کرے گا اور اگر وہ بڑھا  
ہو جائے تو اس کی ساری زندگی کی خدمت کا حق یاد رکھ اور بڑھاپے میں اس کو صلہ دے۔ اگر  
بڑھاپے نے اس کے ہاتھ باندھ دیے ہیں تو تو اس پر اپنے خلوت کے ہاتھ کھول کے  
رکھ۔

## سبق

ایک کامیاب حکمران وہی ہوگا جو کہ سیاحوں اور غیر ملکی تاجروں کے ساتھ اچھا  
سلوک کرے اور ان کے مال و جان کا تحفظ کرے، مسافروں کو عزیز رکھے تاکہ وہ اس کے  
لیے دعا گو رہیں اور جہاں جائیں اس کی نیک نامی کے گن گاتے رہیں اس حکایت میں رعایا

کی نگہبانی اور خلقِ خدا کی خدمت کی تعلیم بھی ہے۔  
 - درو دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو - درنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کز ویاں



## (5) بڑھاپے کا صدمہ

جب خسرو بادشاہ نے (اپنے اہلکار) شاہ پور کو بڑھاپے کی حالت میں معزول کر دیا تو اس نے یہ حکایت بادشاہ کو لکھ کر بھیجی۔

اے بادشاہ سلامت! اگر میں کسی کام کا نہیں رہا تو خدا کرے تو نکلا نہ ہو، جب میں نے اپنی جوانی تیری خدمت کی نذر کر دی ہے تو اب بڑھاپے میں مجھے کیوں دھتکارنا ہے؟ فتنہ باز مسافر کو ملک سے نکال دینا ہی کافی مزا ہے۔ اس سے دشمنی کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کی بری عادت ہی اس کا کافی دشمن ہے اور اگر وہ تیرے ملک کا رہنے والا ہے تو اس کو دوسرے ملک میں بھیج کر اپنے ملک کو بدنام نہ کر (کہ وہ کہیں اس ملک کے تمام لوگ ایسے ہی ہوں گے) کیونکہ وہاں کے لوگ بد دعا کریں گے یہ مصیبت ہمارے سر ڈال دی۔ ذمہ داری کا بوجھ ڈالنے کے لیے مظلس کی بجائے خوشحال شخصوں کو مظلّم کیونکہ مظلّم تو پہلے اپنا پیٹ بھرے گا اور جب چکا جائے گا تو سواروں کے کچھ نہ کرے گا۔ اگر بڑا افسر بھی بد دہائی پہ اتر آئے تو اس پر کسی چھوٹے کو نگرانی سونپ دے اور اگر وہ دونوں آپس میں ساز باز کر لیں تو دونوں کو غارت کر دے، خزانچی خوفِ خدا رکھنے والا رکھ نہ دے کہ جو صرف تجھ سے ڈرے، ایسے لوگ تلاشِ بسیار کے بعد تجھے ایک فیصد بھی نہیں ملیں گے، وہ پرانے ہم ٹکڑ اور ہم عہدہ شخص ایک جگہ منعین نہ کر! ہو سکتا ہے ایک چور بن جائے دوسرا اس کا محافظ۔ اور جب چور آپس میں ایک دوسرے سے ڈریں گے تو قافلہ کو کوئی خطرہ نہیں۔ جس کو تو نے نوکری سے نکال دیا ہے کچھ عرصہ بعد اس کی مظلّمی، حاف کر دے کیونکہ امیدوار کی حاجت پوری کر

دینا ہزاروں قیدیوں کی رہائی سے بہتر ہے۔ پڑھے لکھوں کو کام سونپ تاکہ تیرا مقصد حاصل ہو، انصاف پسند بادشاہ اپنے کارندوں پر ایسے ہی غصہ کرتا ہے جیسے باپ بیٹے پر، کبھی اس کو مار بھی لیتا ہے تاکہ اصلاح ہو اور کبھی اس کے آنسو بھی خود ہی صاف کرتا ہے، اگر تو صرف نرمی ہی کرے گا تو دشمن دلیر ہو جائے گا اور اگر سختی ہی سختی کرے گا تو ہر کوئی تجھ پر شیر ہو جائے گا کہ بے گناہوں کو بھی سزا کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ سختی و نرمی دونوں ضروری ہیں جیسے جراح اوریشن بھی کرتا ہے مگر ہم بھی رکھتا ہے۔ سختی اور بہادری! جب اللہ تجھ پر مہربان ہے تو تو اس کے بندوں پر مہربان ہو جا۔ اگر تجھے پہلے بادشاہ یاد آئیں تو اپنے آپ کو ان پر قیاس کر لے کہ وہ نہیں رہے تو بھی نہیں رہے گا، دنیا فانی ہے صرف نیک نامی ہی باقی رہتی ہے۔ اس شخص کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے جو لوگوں کے لیے رفاقتی ادارے، پل، سڑکیں، سرائیں وغیرہ بنا کر مرے۔ جو کوئی اپنی اچھی یا دگوار نہ چھوڑ گیا اس کے وجود کا درخت بار آور نہ ہوا۔ ایسے کے لیے کوئی دعا بھی نہیں کرتا۔ لہذا نیک نامی چاہتا ہے تو اپنے بڑوں کی اچھی عادات اپنا! یہی حکومت اور خوشیاں ان کے پاس بھی تھیں آخر چلے گئے اور سب کچھ چھوڑ گئے، کوئی دنیا سے نیک نامی لے گیا اور کوئی رسم بد چھوڑ گیا کسی کی چغلی خوش ہو کر نہ سن اور اگر سن لے تو اس کی تحقیق کر، قصور دار کی معافی قبول کر لے کیونکہ اس کو پہلی خطا پر ہی سزا دینا (اور ایسا سزا کہ قتل ہی کر دینا) انصاف نہیں ہاں! اگر ایک بار اس کو صحت کی اور اس نے نہ سنی تو پھر بے شک اس کو قید کر دے اور اگر قید کرنے سے بھی باز نہ آئے تو اس کو قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔ بہر حال سزا دینے میں کافی سوچ و بچار سے کام لے کیونکہ بدشتاں (افغانستان اور روس کی سرحد پر ایک شہر ہے جہاں کے محل بہت مشہور ہیں) کا محل تو زو دینا تو آسان ہے اور اگر ٹوٹ گیا تو دوبارہ پہلے کی طرح نہیں بن سکے گا

۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ہے

## سبق

اس حکایت کے بیان کرنے سے دیگر بے شمار بد نصائح کے علاوہ یہ مقصد بھی

ہے کہ جو شخص تیری خدمت کرتے کرتے بوزھا ہو گیا ہو اس کو (صرف اس وجہ سے کہ بوزھا ہو گیا ہے) معزول کر دینا اور پھر اس کی کوئی خبر گیری نہ کرنا مردّت کے خلاف ہے اگر اس کو معزول کرنا ضروری ہو گیا ہے تو اس کی پیشین مقرر کردے تاکہ بڑھاپے کی حالت میں بے روزگاری کا شکار ہو کر دروہ کی بھیک نہ مانگتا پھرے۔

اب تو حالت یہ ہے کہ جس کو چند مہینوں کے لیے کوئی چھوٹی سی بھی وزارت مل جائے تو وہ اس تھوڑے سے وقت میں دوسروں کے لیے کچھ کرے یا نہ کرے بہر حال اپنے لیے اتنا کچھ کر جاتا ہے کہ نسلوں سے بھی ختم نہیں ہوتا۔ اس لیے تو کروڑوں کا خرچہ کر کے ایکشن جیتے ہیں اور جب کامیاب ہو کر حکومت میں داخل ہو جاتے ہیں تو پہلی حکومت کو چور ڈاکو بھی کہتے رہتے ہیں اور خود چوری ڈاکہ کا "مقدس پیشہ" اپنائے بھی رکھتے ہیں، پہلوں نے اپنے سے پہلے والوں کو چور کہا اور بعد والوں نے ان کو چور ڈاکو کہا "چور چھائے شور" دونوں ہی سچے ہو تم دونوں کو ہی چوروں ڈاکوؤں والی سزا ملنی چاہیے اس لیے تو اسلام کے نفاذ کے لیے دونوں ہی رکاوٹیں کھڑی کرتے ہو کہ اسلام آگیا تو ہم سب ٹنڈے ہو جائیں گے اور ہمیں چوروں ڈاکوؤں کی سزا ملے گی۔

۔ شرم سے گڑھ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

ہا بے سعدی نے یہ نہیں کس اچھے وقت کی بات کی ہے کہ وزیر بوزھا ہو کر بھی بے چارہ اپنے لیے کچھ نہ کر سکا کاش وہ ہمارے وزراء سے "ٹٹر" سیکھ لیتا تاکہ بڑھاپے میں اس "ذلت" سے توفیق حاصل شرم تم کو مگر نہیں آتی۔



## (6) فیصلہ کرنے میں سوچ و بچا ضروری ہے

ایک شخص جہاندیدہ بحرمتاں عبور کر کے، دریاؤں اور جنگلوں کا سفر کرنے اور عرب، ترک، تاجیک، دیکھنے کے بعد مختلف لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کے بعد واپس (قد کاٹھ میں تناور درخت کی طرح قوی لیکن بے سرو سامان تھا، کپڑے پھسے پراسے اور حالت ناگفتہ بہ دریا کے کنارے) ایک شہر میں آیا جس کا حاکم بزرگ تھا جو درویشوں کا قدردان تھا۔ اس نے خوب آؤ بھگت کی۔ اپنے خدمت گزاروں کو اس کی حالت درست کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے حمام میں لے جا کر اس کا سر اور جسم دھویا تو اس شخص نے شکریہ کے طور پر بادشاہ کی تعریف کی اور کہا! آپ کے پورے شہر میں مجھے کوئی شخص تکلیف میں مبتلا نظر نہیں آیا۔ نہ ہی کسی کو شراب پی کر مدھوش دیکھا ہے بلکہ شراب خانے پر بادیکھے ہیں یہ ایک بادشاہ کی کامیابی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کچھ ایسی نصاحت و بلاغت سے کلام کیا کہ بادشاہ نے خوش ہو کر خوب نوازا۔ اس کا حسب نسب پوچھا اس نے ساری حقیقت بیان کی تو بادشاہ نے اس کو اپنا وزیر بنانے کا پروگرام بنالیا لیکن اس خیال سے کہ اگر جلد ہی اس کو وزارت کی کرسی پر بٹھا دیا تو ارکان دولت میری رائے کی کمزوری پر نہیں گئے۔ جو شخص سوچ و بچا رکھے بعد فیصلہ کرتا ہے وہ اہل علم کے سامنے شرمندہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص نیک اور علم میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح کا بھی ہو تو پھر بھی سالوں بعد عزیز معمر بنتا ہے۔ جب اس کو پوری طرح آزمایا اور ہر لحاظ سے باکمال پایا تو اس کو اپنا وزیر اعظم بنالیا۔ چنانچہ اس نے بہت اچھی کارکردگی دکھائی اور ملک میں امن و سکون پیدا کیا۔ یہاں وزیر اعظم حسد میں آگ جگولا ہو گیا لیکن اس میں کوئی ایسی خرابی نہ دیکھی کہ طعنہ زنی کر سکے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ بادشاہ کے درباریوں میں دونوں جوان آئے (جن کا وجود ایسے

تما جیسے حور اور پری، ان جیسا صرف شیشے میں ہی نظر آسکتا ہوگا۔ ہاتھ صاف بشریت دذیر اعظم نے ان سے محبت کرنی شروع کر دی اور آہستہ آہستہ ان کی محبت اس کے دل میں گھر کر گئی۔ سابق وزیر سب کچھ دیکھتا رہا اور موقع کی انتظار کرتا رہا ایک دن بادشاہ کے سامنے وزیر اعظم کی شہوت پرستی کی شکایت لگا دی اور کہا کہ اس طرح کا بے حیا آدمی ملک کو بدنام کر دے گا اور میں یہ بات پوری تحقیق کے بعد عرض کر رہا ہوں آپ بھی تحقیق کر لیں۔ بادشاہ نے چھان بین شروع کر دی اور ایک دن ایک لڑکے کے ساتھ اس کو مسکراتے ہوئے دیکھ بیٹھا، بادشاہ کا گمان پختہ ہو گیا۔ چنانچہ اس کو بلا کر اس بارے میں پوچھا، اس نے اپنی صفائی بیان کرنے کی کوشش کی لیکن بادشاہ غضبناک ہو گیا۔ تو اس نے عرض کیا: بھلا جس شخص کی جگہ آپ نے مجھے بٹھایا ہے وہ میرے اوپر الزام نہیں لگائے گا کیا کرے گا۔ اگر آپ میری بات نور سے سنیں تو میں آپ کو اس پر ایک قصہ سنانا چاہتا ہوں جو یہ ہے۔

ایک شخص نے شیطان کو خواب میں خوبصورت شکل میں دیکھا اور حیران ہو کر پوچھا کہ لوگ تو تجھے بدصورت سمجھتے ہیں اسی لیے تیری تصویر نہایت خوفناک بناتے ہیں، شیطان نے کہا اس لیے کہ میں نے ان کو جنت سے نکلایا تھا اب قلم ان کے ہاتھ میں ہے وہ میری تصویر کو برا کر کے پیش نہیں کریں گے تو کیا کریں گے؟ اے بادشاہ! میری حالت بھی کچھ اسی طرح کی ہے کہ سابق وزیر اعظم نے مجھ پر حسد کی وجہ سے یہ الزام لگایا ہے لیکن جب میں اس الزام سے بری ہوں تو مجھے کیا غم؟ جس درد کا انداز کے پاس سودا صبح ہوا وہ محتسب سے کیوں ڈرے اور جس کے ہاتھ پورے ہوں اس کو چیک کر کا کیا ڈر؟ بادشاہ نادام ہوا اور پوچھا کہ تو ان لڑکوں کو اس قدر کیوں چاہتا ہے؟ اس نے کہا اس میں بھی ایک نکتہ ہے اگر آپ سنیں تو اور اصل بات یہ ہے کہ میرا تو کھیل کود کا دور ختم ہو گیا ہے جوانی گزار چکا ہوں، لیکن ان کی خوبصورتی دیکھ کر مجھے اپنا دور یاد آ جاتا ہے کہ کبھی میں بھی خوبصورتی میں بلوری جسم رکھتا تھا، اب حالت یہ ہے کہ واپس کر مئے بال جھڑ گئے، جسم ہلکے کی طرح ہو گیا، حسرت کے ساتھ ان کی طرف دیکھتا ہوں تو اپنی سنائی دینے والی زندگی کو یاد کرتا ہوں کہ جب وہ دن گزر گئے تو یہ جی گزر جاتیں گے، بادشاہ نے درباریوں کی طرف دیکھ کر کہا: ایسے شخص کو مذبذب سمجھنا



چاہے شکر ہے میں نے جلد بازی میں کوئی فیصلہ نہیں کر لیا اور نہ حسرت سے ہاتھ کاٹا۔

## سبق

کسی کے ظاہر کو دیکھ کر باطن کا اندازہ نہیں لگا لینا چاہیے اور سزا و جزا اپنے میں پوری تحقیق کرنی چاہیے اور دشمن کی بات پہ یقین کر کے جلد بازی کرنے والا ہمیشہ نادم و شرمندہ ہوتا ہے کیونکہ دشمن ہمیشہ گمناؤں کی تصویر کھینچتا ہے



## (7) سزا دینے میں بھی انصاف لازم ہے

شرعی حکم کے بغیر پانی پینا بھی گناہ ہے اور شریعت اجازت دے تو خون بہانا بھی جائز ہے۔ لیکن جب شرعی حکم سے کسی کو قتل کیا ہے تو اس کے اہل و عیال کا پورا خیال رکھا جائے کیونکہ عورتوں، بچوں کا اس میں کیا قصور ہے؟ اسی طرح قیدیوں میں کئی بے گناہ ہوتے ہیں ان کو سزا دینا دانشمندی نہیں ہے، جب کوئی نوادار و سوداگر تیرے پاس آئے تو اس کے مال کو ہڑپ کر لینا کینٹگی ہے۔ جب اس کے پچھلے روئیں گے تو وہ ضرور کہیں گے کہ وہ بے چارہ تو پردیس میں مر گیا اور اس کا مال ظالم نے ہڑپ کر لیا۔ ایسے ہی جنیم کی خبر گیری کر کہ اس سے نیک نامی حاصل ہوگی کبھی پچاس سال کی نیک نامی کو ایک بدنامی ختم کر دیتی ہے۔ اچھے لوگ دوسروں کے مال پہ ہاتھ صاف نہیں کرتے۔ اگر کوئی سارے جہاں کا بادشاہ ہے اور لوگوں کا مال چھینتا ہے تو فقیر ہے۔ آزاد مرد بھوک سے مر تو سکتا ہے لیکن کسی کے مال سے پیٹ نہیں بھرتا۔

## سبق

اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ مجرم کی سزا اس کے گمراہیوں کو نہیں دینی چاہیے  
ورنہ ان کی بددعاؤں کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا اور ظالم کے خلاف مظلوم کی بددعا بہت جلد قبول  
ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اتقوا دعوة المظلوم فانهن لیس بینہا و بین  
اللہ حجاب۔ کہ مظلوم کی دعا اور اللہ کی بارگاہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے (یعنی ادھر اس  
کے منہ سے نکلتی ہے ادھر اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتی ہے۔)



## (8) شاہی خزانہ عوام کی امانت ہے

ایک منصف بادشاہ نے معمولی لباس پہن رکھا تھا کسی نے کہا کہ آپ حمودہ لباس  
کیوں نہیں سلا لیتے؟ تو اس نے جواب دیا ستر کے لیے اتنا ہی کافی ہے اس سے زیادہ تو ذہنت  
ہی ہوگا۔ خزانہ اس لیے نہیں کہ میں فضول خرچی کروں۔ اگر میں عورتوں کی طرح ذہنت کرنے  
لگوں تو دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا۔ آرزوئیں میرے دل میں بھی بہت ہیں لیکن خزانہ  
سپاہیوں کے لیے ہوتا ہے نہ کہ زیب و زینت کے لیے۔ جو بادشاہ سپاہی کو خوش نہ رکھ سکے وہ  
اپنی سرحدیں محفوظ نہیں رکھ سکتا، بادشاہ عشر اور خراج کیوں لیتا ہے؟ اگر دیہاتی کا گدھا دشمن  
سے محفوظ نہیں۔ اگر دشمن گدھا لے جائے اور بادشاہ خراج تو ایسی حکومت کا کیا فائدہ؟ مگر سے  
ہوویں گو مارنا بہادری نہیں اور جیوٹیوں کے آگے سے دان اٹھا لینا کیونگی ہے۔ رعایا اور دست کی  
طرح ہوتے ہیں ان کی پرورش کرے گا تو پھل کھائے گا، نادان اور ظالم ہے جو پھل والے  
دست کو کاٹے اور پھر پھل کھانے کی امید رکھے۔ اگر کوئی کسزدگر جائے تو فحاشی اس سے کہ تیرے  
خلاف رب کی بارگاہ میں گمراہی ہے، جب صلح سے ملک حاصل کیا جاسکتا ہے تو خون کیوں بہاتا

ہے کیونکہ ساری دنیا کی حکومت خون کے ایک قطرے کے برابر بھی نہیں ہو سکتی۔

## سبق

حاکم وقت کو چاہیے کہ ملکی خزانہ الملوں تملکوں میں نہ اڑائے اور عوام کی فلاح و بہبود کو بہر حال اپنی عیاشیوں پر مقدم رکھے اس سے ملک آباد ہوگا، عوام خوشحال ہو کر بادشاہ کے دست و بازو بنیں گے اور ہمیشہ اس کے وفادار رہیں گے۔



## (9) دنیا کی بے ثباتی و ناپائیداری

جہشید (امیران کا مشہور بادشاہ جو شہنشاہ کے ہاتھوں قتل ہوا) بہت اچھی طبیعت کا مالک تھا ایک بار ایک چشمے پر گیا تو قریب ہی ایک پتھر پڑا ہوا تھا اس نے پتھر پر یہ تحریر لکھی۔  
 ”میری طرح اس چشمے پر بڑے لوگ آئے ہوں گے لیکن آنکھ جھپکنے کے برابر ہی ٹھہرے پھر چلے گئے یو ی بہااری سے حکومت حاصل کی جاتی ہے لیکن قبر میں اکیلے ہی جانا پڑتا ہے، اگر تو دشمن پہ قابو پائے تو اس کو مزیہ ستاتا اور سزا دینا مناسب نہیں ہے کیونکہ اس کو زیر کر لینا ہے اس کے لیے کافی سزا ہے، اگر دشمن تیرے آس پاس زندہ بھرتے رہیں تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کا خون اپنی گردن پہ لے کر کل بارگاہ خداوندی میں پیش ہو۔“

## سبق

عام طور پر بادشاہ اپنی حکومت کو بہتر اور وسیع بنانے کے لیے ہر طرح کا جرم کرنا اپنے لیے روا جانتے ہیں جبکہ خوف خدا رکھنے والے (اہل اللہ) کو سب کی بارگاہ میں پیش ہونے کی اس سے کہیں زیادہ فکر ہوتی ہے لہذا وہ ہر طرح کے گناہ سے بچنے کی کوشش میں

رہتے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو دنیا کی تو پردہ بہت کرتے ہیں مگر فکر آخرت کی نعمت سے ان کا دامن خالی ہوتا ہے حالانکہ دنیا کی زندگی اگر پچاس یا سو سال ہے تو آخرت کا صرف ایک پہلا دن پچاس ہزار سال کا ہے کسان مفسد ارہ حصبن الف سنہ۔ (القرآن) پھر بتاؤ کہ بعد دنیا کی ساری زندگی کو آخرت کے صرف ایک دن کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے فیباللعجب۔



## (10) ایران کا بادشاہ اور چرواہا

دارا (ایران کا بادشاہ جو سکندر سے جنگ کرتا ہوا مارا گیا) ایک دفعہ شکار کو نکلا تو لشکر سے جدا ہو گیا، تھک ہار کر ایک درخت کے سائے تلے بیٹھا ساتھیوں کی انتظار کرنے لگا کہ ایک آدمی دور سے آتا ہوا اس کو دکھائی دیا، یہ سمجھا کہ کوئی میرا دشمن آ رہا ہے ترکش سے حیر نکالا کمان پر چڑھایا تو اس آدمی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں تو آپ کے گھوڑوں کا رکھوالا ہوں اور کئی مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضری دے چکا ہوں، حیرت کی بات ہے کہ آپ کے ہزار گھوڑوں میں سے ایک ایک کو پہچانتا ہوں اگر آپ حکم کریں تو جو گھوڑا فرمائیں حاضر کر دوں، ان کے رنگ، چال، چل، ہر چیز سے واقف ہوں اور میں سمجھتا ہوں اس میں میرا کوئی کمال نہیں بلکہ میرا فرض ہے لیکن گستاخی معاف! آپ بھی تو میری طرح حوام کے دکھوائے ہیں آپ کو اس سے زیادہ حوام کا خیال کرنا چاہیے جتنا کہ مجھے آپ کے گھوڑوں کا ہے کیونکہ میں تو ایک نوکر ہوں اور یاد رکھیے! جس بادشاہ کو اپنے پرانے کی پہچان نہیں ہے وہ حکومت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

## سبق

بزرگانِ دین فرماتے ہیں

۔ در جہاں بدتر نہ بود از ناشناس

جس کو پہچان و تمیز نہیں ہے اس سے بُرا جہاں میں کوئی نہیں ہے کم از کم حکمت کرنا اس کا حق ہے جو عوامِ الناس کے حال سے باخبر رہے تاکہ ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دریا نہ دجلہ کے کنارے بکری کا بچہ بھی پیسا سر گیا تو قیامت کے دن اس کے یارے میں مجھ سے باز پرس ہوگی۔ وہ بادشاہ مظلوم کی فریاد کیا سنے گا جو گھوڑے باندھ کر اونچے محل میں سو جائے اور مظلوم چیختے رہیں۔ جس بادشاہ کے دور میں جو بھی ظلم ہو گا وہ اسی کے کھاتے میں ڈالا جائے گا۔ مسافر کا دامن کتا نہیں پھاڑتا بلکہ وصقان ہی پھاڑتا ہے جس نے اس کے کتے کو رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ اور رعایا کے درمیان دربان نہیں ہونا چاہیے تاکہ رعایا بلا روک ٹوک اپنی شکایات بادشاہ تک پہنچا سکیں اور بادشاہ اپنے کارندوں سے نہیں بلکہ خود ان کا ازالہ کرے۔ اور یہ ان بادشاہوں سے ستون ہے جو خوفِ خدا رکھنے والے ہیں ورنہ جو حقوق اللہ کی پروا نہیں کرتا وہ حقوق العباد کی کیا پروا کرے گا۔

۔ جس دور میں لٹ جائے فنیروں کی کٹائی

اس دور کے حاکم سے کوئی بھول ہوئی ہے

(مسافر صدیقی)

قرآن مجید میں حکمرانوں کی ذمہ داریوں کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے۔ الذین ان مکنتهم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و انوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نہوا عن المنکر (سورۃ الحج)

اہل ایمان حکمران وہ ہیں کہ وہ نماز قائم کرتے (اور کرواتے) ہیں زکوٰۃ کا نظام

قائم کرتے ہیں نیکی کو عام کرتے اور برائی کا خاتمہ کرتے ہیں۔

پتہ چلا! حکومت پھولوں کی بیج نہیں ہے کہ لپک لپک کے اس کو حاصل کر لیا جائے اور پھر بدمست ہو کر عیاشیوں میں گزار ہے بلکہ کانٹوں کا بستر ہے اس لیے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو جب خلیفہ بنایا گیا تو ساری رات روتے رہے اور جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا! پہلے میں صرف اپنا ذمہ دار تھا اب مجھ پر پوری رعایا کا بوجھ پڑ گیا ہے۔



## (11) ایک فقیر کی بادشاہ کو نصیحتیں

عراق میں ایک بادشاہ کے محل کے بچے کسی فقیر نے صد اہلند کی "تو اور میں دونوں دہ کی بارگاہ کے فقیر ہی ہیں اس لیے اس بارگاہ کی پیشی کو یاد کرو اور اپنے درد اذے پر آنے والوں کی حاجت کا خیال کرو! دہ کی انسانیت کی خدمت کرتا کہ محل کے دکھوں سے تو بھی بچ جائے مظلوموں کی آہ و فغاں بادشاہ کو تخت سے تختے پر پہنچا دیتی ہے، تو دو پہر کو آرام سے سو رہا ہے اور فقیر تیرے در پر گرمی میں جل رہا ہے، اگر تو نے آج ہمیں انصاف نہ دیا تو اللہ تعالیٰ تو ضرور انصاف کرے گا"

### سبق

صاحبان اقتدار و اختیار کو غریب اور پسے ہوئے طبقے کا خیال کرنا لازم ہے یہ سوچ کر کہ میں بھی اللہ کی بارگاہ کا فقیر ہی ہوں! کیا ہوا جو چند دن کی دنیوی حکومت مل گئی ہے۔ موت سر پر کھڑی ہے ہر کوئی اس کی انتظار میں ہے کوئی اچھا ہو یا برا اس سے آگے مخزن اخلاق سے ایک حلو مائی اور عبرت ناک اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

اِذَا جَاءَ أَحَدُهُمُ لَابِسًا خَرُوزًا سَاعِدُوْهُ لَا يَنْفَعِدُوْهُ ۝۱۱

جب کہ وقت اہل آجاتا ہے، نہ ہی ایک ساعت پیچھے ہوتا ہے نہ ہی ایک

سعادت آئے، خواہ کوئی دولت میں قارون، بکسر میں فرعون، ظلم میں بنیامک حرم میں عمرو دہش زوری میں رستم، روئیں تنی میں اسفندیار، خوبصورتی میں یوسف علیہ السلام، مہر میں الیوب علیہ السلام، بحر میں نور علیہ السلام، بسالت میں موسیٰ علیہ السلام، بصورتی میں مانی، عشق میں مجنوں، عدل و سیاست میں عمر رضی اللہ عنہ، ملک گیری میں سکندر دہدہ، حبشہ عیاشی میں محمد شاہ اقبال میں اکبر فصاحت میں حبان انصاف میں نوشیروان، حکمت میں اقبال، دانش میں ارسطو، سخاوت میں حاتم، طوہب قناعت میں عروج بن عقیق، موسیقی میں تان سین، شاعری میں انوری، فردوسی و سعدی، مردانگی میں محمد قانع، خانوشی میں زکریا، گریہ میں یعقوب علیہ السلام، رضا جوئی میں ابراہیم علیہ السلام، غرام میں محمود، جہالت میں ابو جہل، حیا داری میں عثمان رضی اللہ عنہ، غربت میں یحییٰ علیہ السلام، ذہانت میں فیضی، سخاوت میں یزید، تصوف میں بابا یدر حرۃ اللہ علیہ، حکومت میں سلیمان علیہ السلام، نازک و مبالغہ میں شاہ شجاعت میں علی رضی اللہ عنہ، خوزیری میں چنگیز، فلسفہ اسلام میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، رفاہ عام میں شیر شاہ سوری، محسن کشی میں ربیعہ، فقہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، قادر اندازی میں بہرام گور، کسب حلال میں سلطان صلاح الدین، صدق میں ابو بکر رضی اللہ عنہ، خوش الحانی میں وازو علیہ السلام، کثیر الازدواجی میں واجد علی شاہ، جہاد میں سلطان صلاح الدین، سیاحت میں ابن بطوطہ، تصحیح ارادہ میں علاؤ الدین غلی، رتبہ شہادت میں امام حسین اسی کیوں نہ ہو، لیکن موت سے کسی کو رستگار نہیں ہے۔



## (12) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کی انگوٹھی میں ایسا گنبد تھا کہ جو ہری اس کی قیمت لگانے سے عاجز تھے، ایک وفدان کے ملک میں سخت قحط پڑ گیا آپ نے وہ گنبد بیچ کر رعایا پر خرچ کر دیا۔ بعض لوگوں نے کہا! اب دوبارہ ایسا گنبد آپ کو نہیں ملے گا۔ آپ نے فرمایا جب عوام اس قدر پریشان ہوں تو بادشاہ پر زب دزینت حرام ہو جاتی ہے۔ میرا گزرا تو معمولی انگوٹھی پہن کر بھی ہو سکے گا۔ لیکن مخلوق خدا کی پریشانی نہیں دیکھی جاسکتی۔

### سبق

حاکمِ دلت کو چاہیے کہ قحط سالی اور جنگی کے دور میں لوگوں کی تکلیف کا احساس کرے، یوسف علیہ السلام قحط سالی میں خود بھی بھوکے رہتے تاکہ بھوکوں کی تکلیف کا اندازہ ہو، بادشاہت ہوتا ہے وہ بادشاہ جو لوگوں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پہ مقدم جانے۔ اگر بادشاہ تخت پہ آرام کی نیند سوئے گا تو پھر فقیر کو آرام سے کون سلائے گا اور اگر وہ رات کو جاگ کر لوگوں کے حالات کا جائزہ لے گا تو اس کی رعایا اس کی حفاظت میں سکون سے سوئے گی۔ اگر کوئی ابدی سکون کی تلاش میں ہے تو اس کو چاہیے کہ اس دنیا میں اپنے سکون کو خلقِ خدا کے سکون پر ترجیح دے اور وہ بنو نسون علی انفسہم کی زندہ تصویر بن جائے، تاکہ آخرت کی بے سکونی سے محفوظ رہ سکے اور اس کو حسرت کے ساتھ یہ کہنے کی نوبت ہی نہ آئے کہ

۔ کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے جیکے

بن جائے نیشن تو کوئی آگ لگا دے





## (13) تختِ شاہی اور پرہیزگاری

جب شہزادہ ”نکھہ“ سلطانِ زندگی کے تخت پر بیٹھا تو اس نے بڑی کامیاب حکومت کی اور ایک بار کسی صاحبِ حال سے کہنے لگا کہ میں تو اپنی زندگی برباد کر بیٹھا۔ اس نے پوچھا وہ کیسے؟ تو شہزادے نے جواب دیا: جب اتنی بڑی حکومت میں سے قبر کے اندر کچھ بھی میرے ساتھ نہ جائے گا تو پھر بادشاہ سے تو فقیر ہی اچھا بنی، جو اپنی کمائی (جو اس نے آخرت کے لیے کی ہے) ساتھ تو لے جائے گا۔ اس لیے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ باقی زندگی گوشہ نشین ہو جاؤں۔ جب اس اللہ والے نے یہ بات سنی تو شہزادے کو ڈانٹ کر کہا خبردار! تو نے کیا سمجھ رکھا ہے کہ دنیا سے بے تعلق ہو جانے سے اللہ راضی ہو جائے گا؟ نہیں نہیں بلکہ مخلوق خدا کی خدمت کا نام ہی رضائے الہی ہے نہ کہ خالی شیخ، بھٹائی اور گدڑی۔ تو حکومت بھی کر اور خلق خدا کو خوش رکھ کر خدا کی رضا بھی حاصل کر، خالی دعووں سے پرہیز کر! طریقت میں عمل کی اہمیت ہے نہ کہ دعووں کی، پاکیزہ اخلاق اپنا اور خلق خدا کی خدمت کا جذبہ رکھنا کئی گدڑیوں سے بہتر ہے۔

### سبق

طریقت و معرفت کے لیے ترک دنیا کوئی ضروری امر نہیں ہے تختِ شاہی پر بیٹھ کر بھی رب کو راضی کیا جاسکتا ہے اگر بادشاہ عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرے تو وہ صرف بادشاہ ہی نہیں درویش بھی ہے اور اگر عبادت گزار صاحبِ سجادہ کے دل میں مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ نہیں تو وہ پھر بھی دنیا دار اور دین سے دور ہے کیونکہ

— طریقت بجز خدمتِ خلق نیست      یہ شیخ و سجادہ دلق نیست —



## (14) شاہ روم اور ایک درویش

روم کا بادشاہ ایک مرتبہ کسی اللہ والے کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنا دکھڑا سناٹے ہوئے رونے لگا کہ دیکھو دشمن نے ملک پر قبضہ کر لیا ہے صرف ایک صوبہ میری ملکیت میں رہ گیا ہے، بہر حال میں تو اپنی گزرا بیٹھا ہوں اللہ جانے میرے مرنے کے بعد میرے بیٹے کا کیا ہے گا۔ اللہ والے کو بادشاہ کی باتیں سن کر غصہ آ گیا اور فرمایا: تو اپنی فکر کرتا بیٹا اگر اس قابل ہوا تو کیا ہوا ملک بھی واپس لے لے گا ورنہ ایسے کے لیے فکر اندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ اپنی فکر خود کرے۔ زمین اللہ کی ہے وہ جس کو بخشی چاہے چند دنوں کے لیے دے دیتا ہے۔ جو اس کی صحیح نیاہت کرے گا اللہ اس کی مدد فرمائے گا بصورت دیگر اس کے لیے ذلت و رسوائی ہی مناسب ہے۔

### سبق

دنیا فانی اور ناپائیدار ہے اس کی فکر کرنے کی بجائے اپنی آخرت سنوارنے کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ انسان خواہ کیسا ہی احمق اور کتنا ہی بیوقوف کیوں نہ ہو، لیکن موت کا یقین اسے یلحد نہیں ہو سکتا، موت کا سیاہ بادل جو اس پر آنے والا ہے اس کے فاصلے کے حساب اور یہ حادثہ زول میں خواہ وہ غلطی کرے مگر اس کو یہ یقین کامل ہے کہ وہ میرے سر پر ضرور آئے گا۔ خواہ وہ کیسا ہی زبردست وقوی اور جوان مرد ہو مگر موت کے پنجے میں ضرور گرفتار ہوگا۔ قضا و قدر نے جو موت کا فتویٰ دے دیا ہے، وہ کسی طرح نہیں ٹل سکتا۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جس کو وہ کہہ سکے کہ یہ میری ہے۔ مگر موت اور وہ زمین جو کہ اس کی ہڈیوں کو چھپائے گی۔ کوئی امر موت کے آنے سے زیادہ تحقیق اور موت کے آنے کے وقت سے

—❁❁❁—

(15) ایک بزرگ اور ظالم حکمران

اللہ کے ایک بندے کے پاس خلق خدا کا تائب بندہ ہار بٹا تھا لوگ اپنی حاجات اور صلاح مشورے کے لیے ان کے پاس آتے۔ آخر ہجوم سے گھبرا کر انہوں نے دور دراز ایک جنگل میں ڈیرہ لگا لیا لیکن لوگ وہاں بھی ان کے پاس جانے لگے اس علاقے کا بادشاہ بڑا عالم شخص تھا وہ بھی بزرگ کے پاس آتا مگر بزرگ اس کی طرف بالکل توجہ نہ کرتا جبکہ اس کے سامنے ہی غریبوں اور مزدوروں سے محبت کے ساتھ پیش آتا۔ ایک دن بادشاہ نے کہا! مانا کہ آپ کو بادشاہ کا کوئی ڈر نہیں لیکن بادشاہ آپ کی توجہ کا اتنا توفیق دار ہے جتنا ایک غریب مزدور؟ بزرگ نے فرمایا! ہاں یہ اس وقت ممکن تھا کہ جب تو بھی ان جیسا غریب مزدور ہوتا جبکہ تم حاکم ہو یہ عکوم، تم ظالم ہو یہ مظلوم، تم جانتے نہیں کہ مخلوق خدا کا کبہ ہے۔ جب تو اللہ کے کتبے پر ظلم کرتا ہے تو میں تجھ سے پیار کیسے کر سکتا ہوں۔ جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ! اگر میری توجہ چاہے ہو تو مخلوق پر ظلم کرنا بند کر دو نہ اور دوبارہ آنے کی کوشش نہ کرنا۔

## سبق

ظالم شخص خدا اور خدا کے بندوں کی بارگاہ کا مردود ہوتا ہے نہ اس سے مخلوق خوش ہے نہ خالق، نہ وہ خدا کا دوست ہے نہ خدائی کا۔ اس کی آخرت برباد ہے کیونکہ کائنات کا خالق و مالک نہ خود ظلم کرتا ہے نہ ظلم کو پسند کرتا ہے تو پھر ظالم بادشاہ اللہ کے ساتھ جنگ نہیں کرتا تو اور کیا کرتا ہے؟ و ما ظلمونا ولكن كنا انفسهم بظلمون (القرآن) وہ ظالم ہمارا کچھ نہیں بگاڑتے بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔



## (16) دمشق میں قحط سالی

ایک مرتبہ دمشق میں ایسا قحط پڑا کہ عاشقوں کو عشق بھول گیا۔ کھیتیاں خشک ہو گئیں، چشمے سوکھ گئے، صرف حیم کی آنکھ میں پانی کا قطرہ اور بیوہ کی آنکھوں میں نظر آ رہا تھا، درخت فقراء کی طرح بے برگ اور قوت والے کمزور ہو گئے، نہ پہاڑ پر سبزہ اور نہ بارش میں شاخیں رہیں، بکڑی نے بارش کھالیا اور انسانوں نے بکڑی کھالی، اس دوران میرے (سعدی کے) سامنے ایک شخص آیا جس کی صرف ہڈیاں اور کھال ہی نظر آ رہی تھی حالانکہ وہ بہت آسودہ حال تھا میں نے اس سے اس کمزوری کا سبب پوچھا تو اس نے غصے سے کہا ایہ کیسا تجاہل عارفانہ ہے کہ جانتے ہوئے بھی سوال کر رہا ہے؟ دیکھتا نہیں ہے نہ آسمان برس رہا ہے اور نہ مصیبت زدہ کے دل کا دھواں اوپر جا رہا ہے۔ میں نے کہا تجھے کیا غم؟ زہر تو اس کو مار رہی ہے جس کے پاس تریاق نہ ہو۔ میری تو کنگال مریں بھلا طبع کو طوفان کا کیا ڈر۔ اس نے بار دیگر مجھے غضب سے دیکھا اور کہا میں بے سرو سامانی سے پریشان نہیں ہوں بلکہ لوگوں کی بے لوائی کی وجہ سے میرا دل زخمی ہے۔ میں نہ تو اپنے آپ کو پریشان دیکھنا چاہتا

ہوں اور نہ ہی دوسرے کی پریشانی دیکھ سکتا ہوں۔ بیمار کو دیکھ کر درد دل رکھنے والا تندرست بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ جب کسی مسکین کو بھوکا پیاسا دیکھتا ہوں تو میرے حلق میں بھی اتھرنہ ہر بن جاتا ہے جس کا دوست قید خانے میں ہو اس کو باغ کی سرکہاں سمجھتی ہے۔

## سبق

صاحب دل انسان دوسروں کی تکلیف کو بھی اپنی ہی تکلیف سمجھتا ہے۔  
 اخوت اس کو کہتے ہیں جیسے مکاٹا جو کامل میں  
 تو ہندوستان کا ہر پیر و جوان بے تاب ہو جائے



## (17) پتھر دل انسان

ایک رات بغداد شہر میں آگ لگ گئی اور آدھا بغداد جل گیا۔ ایک شخص اسی دھوئیں میں اللہ کا شکر کر رہا تھا کہ میری دکان تونج گئی۔ ایک صاحب دل وہاں سے گزرا اور اس نے اس سے کہا! کیا تجھے صرف اپنا ہی غم ہے یا کسی اور کا بھی؟ تو تو چاہتا ہے سارا شہر جل جائے گا مگر میرا گھر تونج جائے۔ وہ شخص کتنا مسک دل ہوتا ہے کہ لوگ پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھے ہوئے ہوں اور اس کا معدہ کھا کھا کر پھٹنے کے قریب پہنچا ہوا ہو۔ دردِ لیش خون کھار رہا ہو تو اس کے سامنے کوئی لقمہ کیسے کھالے گا۔ بادشاہ عادل جب لکڑہارے کے گدھے کو کچڑ میں پھنسا دیکھتا ہے تو بے چین ہو جاتا ہے۔ نیک بخت کے لیے ہدی کا ایک حرف ہی کافی ہے کہ اگر تو کانٹے بوئے گا تو جیشیلی نہیں کاٹ سکے گا۔

## سبق

جو شخص دوسروں کی تکلیف پر بے چین نہ ہو جائے اس کو انسان کہنا ہی انسانیت

کی توہین ہے۔ عام تباہی اور ہمد گیر مصیبت کے وقت جو شخص اپنی عافیت پر مسرور و مطمئن ہو وہ انسانیت سے بہت دور ہے۔ بغداد کے بارے میں حکایت ہے تو اس وقت بغداد میں کیا ہو رہا ہے امریکہ و برطانیہ کیا کیا ظلم نہیں ڈھارے روزانہ سینکڑوں مسلمان شہید ہو رہے ہیں لیکن دنیا بھر کے مسلمان خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں اور کسی کے کانوں میں جوں تک نہیں رہی۔

۔ وائے بر تو دوائے بر اسلام تو عار گیرد کفر از ایمان تو

جب ایسا ہے درد انسان نہیں ہو سکتا تو با ایمان اور مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔



## (18) ظلم کا انجام

عجم کے کئی بادشاہوں نے اپنی رعایا پر ظلم کا بازار گرم کیا، مگر نہ ان کا ظلم رہا اور نہ دبدبہ شاہی۔ ظالم کسی ظلمی کرتا ہے کہ بمع ظلم ختم ہو جاتا ہے۔ روز محشر عادل بادشاہ عرش کے سامنے میں ہوگا۔ جب اللہ کسی قوم پر رحمت کرنا چاہتا ہے تو اس کو عادل بادشاہ دے دیتا ہے اور جب کسی قوم کی بربادی چاہتا ہے تو اس کو ظالم کے قبضے میں دے دیتا ہے۔ نیک لوگ اس ظالم سے بچاؤ کا سامان کرتے ہیں کیونکہ وہ عذاب الہی ہوتا ہے۔ لہذا اللہ کی نعمت کو غنیمت جان اور شکر کر کہ اس سے نعمت بڑھتی ہے۔ نعمت میں شکر کرنے سے تجھے لازوال حکومت ملے گی اور بادشاہی میں ظلم کرنے سے تیری حکومت کو زوال آئے گا۔ بادشاہ پر نیند حرام ہے جبکہ گنہگار ظالم سہرا ہو۔ اگرچہ وہ اپنے کے ہاتھوں ہی بکریاں ظلم دیکھیں تو ان کی مخالفت کون کرے گا؟ مرنے کے بعد اگر امت سے بچنا چاہتا ہے تو زندگی میں نیکی کو اپنا شعار بنائے۔

## سبق

ہرے کام کا برا انجام ہوتا ہے ظالم اور ناشکرے کی دولت و نعمت ضائع ہو جاتی ہے اور شکر گزار دونوں جہاں کی نعمتیں سمیٹ لیتا ہے رب کی رضا لوگوں کی دعائیں اور نعمت میں اضافہ اس کا مقصد رکھ دیا جاتا ہے ایسے شخص کو لوگ مرنے کے بعد بھی اچھے الفاظ سے یاد رکھتے ہیں اور اس کے لیے دعا گور رہتے ہیں جبکہ ظالم کو زندگی میں ہی لعنتوں اور بددعاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مرنے کے بعد خدا کے غضب اور عذاب کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْبَصَارِ (اے نظر والو! عبرت حاصل کرو۔)



## (19) ایک بادشاہ کی اپنے بیٹوں کو نصیحت

ایک بادشاہ نے مرنے سے پہلے اپنے دونوں پڑے لکھے بیٹوں کو بلا کر کہا! کہ میں نے اپنا ملک دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک حصہ تمہیں دے دیا ہے تاکہ میرے بعد تم آپس میں جنگ نہ شروع کرو۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد ایک بیٹا جولاہی تھا اس کو خزانہ بھرنے کی فکر لاحق ہو گئی چنانچہ اس نے رعایا سے ظالمانہ ٹیکس وصول کر کے خزانہ بڑھاوا شروع کر دیا جبکہ دوسرا بیٹا اور رحم دل تھا اس نے ٹیکس کم کر دیے اور خزانہ مستحقین میں بانٹ دیا۔ چنانچہ اس پہلے کے ظلم سے ملک آ کر لوگ ملک چھوڑنے لگے، تاجروں نے دوکانیں اور کسانوں نے زمین چھوڑ دی آمدنی جب ختم ہو گئی تو خزانہ خالی ہو گیا۔ ملازمین کی تنخواہیں بھی نہ دے سکا۔ ملک کا انتظام بگڑ گیا، توح نے بغاوت کر دی، دوسرے علاقے کے بادشاہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو حملہ کر کے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کو قید کر لیا۔ جبکہ دوسرے کے حسن سلوک اور حمد کی وجہ سے کسانوں اور زمینداروں کے حوصلے بڑھے، تاجروں نے دل کھول کر بیروں کا باج و زکوٰۃ میں آباد ہو گئی، گھیت بھلانا لگے،

تاجر خوش ہوئے، خزانہ بھر گیا، لشکر آسودہ ہو کر اس پر جان چھڑکنے لگا۔ چھوٹے چھوٹے علاقوں کے رئیس اس کی حکومت میں شامل ہو کر اس کے دست و بازو بن گئے۔

## سبق

عدل و انصاف سے ملک کو استحکام اور ترقی حاصل ہوتی ہے، جبکہ ظلم و ستم سے ملک کی تباہی ہو جاتی ہے۔ لاپٹائی شخص اپنے ہاتھوں سے اپنے ملک، عزت و وقار کی تباہی کے اسباب پیدا کرتا ہے، مزید حاصل کرنے کی بجائے پہاڑ بیکار اور بھی ضائع کر رہتا ہے۔



## (20) اپنی جان کا دشمن

ایک شخص درخت کی جس ٹہنی پر بیٹھا ہوا تھا اسی کو کاٹ رہا تھا، درخت کے مالک نے اس کو دیکھا اور کہا! تو میرا نہیں اپنا نقصان کر رہا ہے (اس کے بعد شیخ - حدی بادشاہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) اگر تجھے اللہ نے قوت بازو عطا کی ہے تو اس کے ساتھ کمزوروں کو نہ گرا دے وہ کمزور کل تجھے اللہ کی بارگاہ میں لے جائے گا۔ وہ طاقتور ہو گا اور تو کمزور، اگر کل قیامت کی بھی سرداری چاہتا ہے تو کم درجہ والے کو اپنا دوست نہ بنا کیونکہ جب تیری حکومت ختم ہوگی تو وہ ضرور تجھے پکڑے گا۔ کمزوروں کا بچہ نہ مروں! کیونکہ اگر تو اس کو سو بار بھی گرا لے گا تو اس کا ایک بار تجھے گرا لینا شرمسار کر دے گا۔ صاحبان دل کے نزدیک گرے ہوئے کے ہاتھوں گرا نہایت برا ہے۔ خوش نصیب لوگوں نے عقل مندی سے تخت و تاج لیے ہیں۔ تو سیدھوں کے پیچھے ٹیز حانہ چل اور سعدی کی نصیحت تجھے سیدھی راہ پر چلائے گی۔ یہ نہ سمجھ کہ حکومت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں بلکہ درویشی جیسی کوئی حکومت نہیں۔ جس کا بوجھ کم ہو وہ تیز چلتا ہے فقیر کو صرف اپنی روٹی کی فکر ہے اور بادشاہ کو سارے جہان



کی موت کے بعد خوشی اور غمی ختم ہو جاتی ہے، کیا وہ جو تاج والا ہے اور کیا وہ جو خراج (ٹیکس دینے والا ہے) کوئی سر بلند تاج آسمان ہو یا قید میں ہو موت کے بعد ان کی پہچان نہیں رہتی، سب خاک ہو جاتے ہیں۔

## سبق

نصیحت کو غور سے سننا چاہیے اس میں نصیحت کرنے والے کا کم اور جس کو کر رہا

ہے اس کا زیادہ فائدہ ہے

جس وقت ملا جان سے یہ جسم بد انجام	۔ کیا جانے گزری کون تھی محسوس وہ ناکام
جاتے ہیں عدم کو تو وہاں بھی نہیں آرام	جب تک رہے دنیا میں رہنم سے سدا کام
تن چھوڑ کے بھی روح کو راحت نہیں ملنی	وہاں حشر کی دہشت سے فراغت نہیں ملنی
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی	نیرے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا



## (21) بادشاہ کی کھوپڑی

دریائے وجہ کے کنارے ایک عبادت گزار جا رہا تھا کہ وہاں ایک کھوپڑی دیکھی جس نے زبان حال سے عبادت گزار کو کہا: کبھی میں بھی حکمرانی کی شان رکھتی تھی اور سر پر بڑائی کی ٹوپی تھی، ملک عراق کی حکومت میرے پاس تھی، پھر میں نے شیرزماں کو فتح کرنے کا لالچ کیا لیکن موت نے مجھے کرباں (کیڑوں) کی خوراک بنا دیا ہوش کے کان سے منتظمت کی رودی نکال تاکہ میرے کانوں میں نصیحت کے الفاظ داخل ہو سکیں۔

۔ کل پاؤں ایک کا سر پر جو پڑ گیا تاجدار وہ استخوانِ شکست سے چود تھا کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر میں بھی کبھی کسی کا سر بڑ غرور تھا

لوگ موت کی یہ شکایت مانتے ہیں کہ دونا گہانی اچانک اور دفعہ ہمارے پاس آجاتی ہے، حالانکہ موت سب جگہ موجود ہے۔ وہ ہم کو سب جگہ ملتی ہے۔ ہر مقام پر ہر بہانے موت موجود ہے۔ وہ تو ہمیشہ اپنے آنے کی خبر دیتی رہتی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ میں مردوں کا اور مرنے کا کوئی وقت معین نہیں جس کو وہ جانتا ہو۔ اگر یہ دونوں باتیں معلوم نہ ہوتیں تو بے شک شکایت بجا ہوتی۔ ہم روزانہ بلکہ ہر وقت اپنی آنکھوں سے امیر و غریب، بچے، بوڑھے، تندرست اور بیماروں کو مرتے دیکھتے ہیں، لیکن پھر بھی غفلت اس قدر اور اعمال ایسے ہیں کہ گویا ہم اس کو بالکل بھول بیٹھے ہیں۔ قدیم مشرقی بادشاہوں کا مقرر کردہ ایک افسر ہوا کرتا تھا، جو ہر صبح کو کسی خاص وقت ان کو موت کی یاد دلایا کرتا تھا۔ موت کے اکثر یاد رکھنے کا نتیجہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ انسان دنیا کے کاموں کی بے جا ہوس نہیں کرتا اور کسی پر ظلم و فساد اور جو ردہ قائم کرنے سے باز رہتا ہے۔ جن بادشاہوں نے ساری دنیا کو فتح کرنے کی آرزو کی یا جن علماء نے دنیا کے کل علوم میں کمال چاہا وہ اگر موت کو یاد رکھتے تو یہ آرزوئے بے جا نہ کرتے

۔ فکر منزل ہوئی ان کا گزرتا دیکھ کر

زندہ دل میں ہو گیا اوروں کا مرنا دیکھ کر

ذرتکسیر (شاہ ایران) اپنی بے شمار فوج کو دیکھ رہا تھا جبکہ دیوانوں سے لڑنے کے لیے دریائے علی پانٹ عبور کر رہی تھی، خوشی سے چہرہ ہشاش بشاش تھا کہ میں لاکھوں آدمیوں پر حکمران ہوں۔ مگر دفعہ چہرہ بدل گیا اور بے اختیار انگلیاں جو گیا۔ اس خیال سے کہ چالیس پچاس سال کے اندر اندر ان آدمیوں میں سے کوئی بھی نہ رہے گا۔

۔ چہا بسر نہ زود زود دھڑایام کہ خود بخود ورق ایس کتاب می گردد  
ایک سادھو کی انڈلی میں کسی نے کہا کہ دالیے سے پور مہاراجہ امر سنگھ تو مرنے کے بچے ہیں۔ سادھو نے کہا، بچہ بچہ کے مرے گا۔ آخر کب تک بچے گا۔

۔ موت سے کس کو رستہ باری ہے؟ آج فلاں کی کل ہماری باری ہے



## (22) نیکی اور بدی کا انجام

ایک پہلوان (جس کے خوف سے شیر بھی کانپتے تھے) کسی کنویں میں گر گیا اور فریاد کرنے لگا لیکن کسی نے بھی اس کو کنویں سے نہ نکالا ایک شخص وہاں سے گزرا اور ایک پتھر اس کے سر پر مارا اور کہا کبھی تو نے بھی کسی کی مدد کی ہے جو آج لوگوں کو مدد کے لیے پکار رہا ہے؟ جو تو نے بچ بویا ہے اس کا بھل تجھے مل گیا ہے۔ آج تیرے زخم پر کوئی نہیں سر ہم رکھے گا کیونکہ بے شمار لوگ تیرے لگائے ہوئے زخموں کی وجہ سے رورہے ہیں۔ تو ہماری راہ میں کنویں کھودتا تھا آج خود کنویں میں گر گیا ہے۔ کوئی شخص تو کنواں عیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیے کھدواتا ہے اور کوئی اس لیے تاکہ کوئی اس میں گر کر زندگی کا چراغ بجھا دے۔ بدی کرنے والا نیکی کی امید نہ رکھے کیونکہ جہاد (جہاڑی) سے انکو رحمتیں ملا کرتے۔ خزاں میں بیج بونے والا کبھی گندم نہیں کاٹے گا۔ اگر تھوڑا درخت جان جوکھوں میں ڈال کر لگایا جائے تو اس پر پھل نہ لگ جائے گا۔ لوگوں سے بدی کرنے والے کے سامنے نیکی نہیں آتی۔ لوگوں میں شر پھیلانے والا بچھو کی طرح شر کی طرف جاتا ہے۔ اگر تو نافع نہیں تو پتھر اور تھچ میں کیا فرق ہے بلکہ لوہے اور پتھر میں تو پھر بھی نفع ہے اور جس پر پتھر کو فضیلت ہو اس کا شرم سے سر جانا ہی بہتر ہے۔ بلکہ دوندے بھی ایسے ہزات انسانا سے بہتر ہیں کہ ان میں بھی کوئی نہ کوئی فائدہ ہے۔ جو انسان سونے اور کھانے کے سوا کچھ نہ جانے اس کو جو پائے پر کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ اس بد نصیب گمراہ سوار سے بیدل چلنے والا سبقت لے جائے گا۔

## سبق

انسان وہی ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے، جو دوسروں کی ہمدردی اور خیر خواہی نہ کرے وہ انسانیت کے لیے عار ہے اور اس سے خیر اور درد نہ بے بہتر ہیں۔



## (23) حجاج بن یوسف

ایک نیک شخص نے حجاج بن یوسف (مشہور ظالم جو ولید بن عبدالملک کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا) کی تعظیم نہ کی۔ حجاج نے اذیت ناک طریقے سے اس کو قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا کیونکہ جب ظالم کے پاس دلیل نہیں رہتی تو وہ پھر ظلم ہی کرتا ہے وہ مرد خدا یہ حکم سن کر پہلے ہنسا پھر رو دیا۔ حجاج بن یوسف نے حیرت زدہ ہو کر ہنسنے اور رونے کا سبب پوچھا تو اس نیک مرد نے جواب دیا رو دیا تو اس لیے ہوں کہ چار بچوں کا باپ ہوں وہ بیچارے کیا کریں گے اور ہنسا اس لیے ہوں کہ خدا کا شکر ہے مظلوم ہو کر مر رہا ہوں ظالم ہو کر نہیں۔ درباریوں نے اس کی جاں بخشی کی درخواستیں کیں کہ معصوم بچوں کی بد دعاؤں سے ڈر کر اس نے ایک نہ سنی اور قتل کر دیا۔ ایک بزرگ نے اس مقتول کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ حجاج کا ظلم تو میرے اوپر ایک منٹ کے لیے تھا مگر میرے قتل کا گناہ ساری عمر اس کے سر رہے گا اور اس کی سزا 'خلد بن فہہا ابدا' ہوگی۔

## سبق

بڑی ہی سبق آموز اور عبرت انگیز حکایت ہے کہ ظلم ہو یا کوئی اور گناہ اس کی لذت یا درد یہ تو چند لمحات ہوتا ہے لیکن اس کا گناہ سر پر پہاڑ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ظالم

اپنے ظلم کی وجہ سے ابدی سزا کا مستحق قرار پا جاتا ہے۔



## (24) باپ کی بیٹے کو نصیحت

ایک شخص اپنے بیٹے کو بڑے دردوں کے ساتھ نصیحت کر رہا تھا کہ اے بیٹے! کمزوروں پر ظلم نہ کرو ورنہ کسی دن کوئی طاقتور تجھ پر آ پڑے گا۔ کیا تو اس بات سے ڈرتا نہیں ہے کہ کسی دن کوئی چیتا آ کر تجھ کو چیر بھاڑ دے؟ میں بھی بچپن میں جب میرے بازوؤں میں بڑا زور تھا کمزوروں پر برس جاتا تھا اور وہ بے چارے مجھ سے بہت رنجیدہ تھے۔ ایک دن ایک طاقتور کا ایسا مکہ کھایا کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی کمزور پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ جو قوم کا سردار ہوتا ہے وہ غفلت کی نیند نہ سوئے واپس مآخوئوں کا غم کھانا لازم ہے اور زمانے کے چکر سے ڈرنا چاہیے جس نصیحت کے پیچھے لالچ نہ ہو وہ کمزوری و دوائی کی طرح (بہت مفید) ہوتی ہے۔

## سبق

بولی نصیحت سے یہ سبق ملا کہ اپنے سے زیادہ طاقت والے کے خوف سے ہی کمزور پر شفقت کر لی جائے ورنہ تو ہمارے دین ہمیں حکم دیتا ہے۔

من لم یرحم صغیرنا ولم یؤفر کبیرنا فلیس منا (الحدیث)  
جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جبکہ دوسری نصیحت ہمیں یہ بتا رہی ہے کہ بادشاہ کو اپنی رعایا سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیے کیونکہ انہی وجہ سے تو بادشاہ ہے اور زمانے کی گردش سے ڈرتے رہنا چاہیے مآخوئوں

اور ملازموں سے شفقت و محبت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ دن بدلتے ہوئے دیر نہیں نکلتی۔



## (25) ظالم کے لیے دعا کرنا بے سود ہے

ایک بادشاہ کو کسی خطرناک بیماری نے تنکے کی طرح کمزور کر دیا اس قدر لاغر ہو گیا کہ گرے ہوئے لوگوں پر بھی رشک کرنے لگا جیسے شطرنج کا بادشاہ اگرچہ ہسٹاپہ بڑا ہوتا ہے مگر کمزور ہو جائے تو پیادے سے بھی رومی ہو جاتا ہے ایک درباری نے دعا دے کر عرض کیا کہ اس شہر میں ایک مستجاب الدعوات بزرگ ہیں ان کو بلا کر دعا کرائی جائے چنانچہ بزرگ کو بلایا گیا اور بیماری سے شفا کی دعا کی درخواست کی مئی بزرگ نے بادشاہ کو ڈانٹ کر کہا اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ تجھ پر مہربان ہو جائے تو اسکی مخلوق پر مہربانی کر! میری دعا تجھے کیا نفع دے گی جبکہ آج بھی کوئی مظلوم کنویں میں بند ہے اور کوئی قید خانے میں ہے۔ جب تو نے مخلوق کو سکون کا سانس نہیں لینے دیا تو خود کیسے آرام پاسکتا ہے؟ چنانچہ بادشاہ پہلے تو بزرگ کی کھری کھری باتیں سن کر شہنشاہ پھر سوچا کہ سچ ہی تو کہا ہے بزرگ نے۔ حکم دیا تمام بے گناہ قیدی رہا کر دیے جائیں۔ بزرگ نے دو رکعت نفل پڑھ کر دعا کی! اسے بلند آسمان والے اتنے اس کو جنگ کی وجہ سے پکڑا تھا اب صلح کی وجہ سے چھوڑ دے ابھی بزرگ کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھے ہی ہوئے تھے کہ بادشاہ تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ خوشی سے ٹاپنے لگا اور حکم دیا کہ موتیوں کا خزانہ بزرگ پہنچا کر دو۔ بزرگ نے فرمایا میں بس ٹھیک ہے رہنے دو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے فوراً تو اپنا خیال رکھنا کہ پھر دوبارہ بیماری کی طرف نہ جاتا، ایک بار کرنا نہیں والا دوبارہ بھی تو اسی جگہ پھسل سکتا ہے اور اگر ابوہریرا نہیں اٹھتا۔

### سبق

ظالم جب تک ظلم نہ چھوڑے اس کے حق میں بزرگوں کی دعائیں بھی (جو کبھی رد

نہیں ہوتیں) قبول نہیں ہوتیں۔ اندازہ لگا لو کہ ظلم کتنا بڑا گناہ ہے۔



## (26) دنیا فانی ہے

اس دنیا سے وفا کی امید نہ رکھنی چاہیے دیکھو اللہ تعالیٰ کے نبی سلیمان علیہ السلام کا تخت ہوا پر چلتا تھا آخر کہاں گئے سلیمان علیہ السلام اور کہاں گیا ان کا تخت، باہر کت وہ شخص ہے جو سمجھ گیا اور انصاف کر گیا وہ باو شاہ دولت کی گیند لے گیا جو مخلوق کے آرام کی نگر میں رہا، وہی کام آبا جو مخلوق پہ خرچ کر گیا نہ کہ وہ جو جمع کر کے چھوڑ گیا۔

### سبق

دنیا بے وفا ہے اور انتہائی ناقابل اعتبار اس سے وہی فائدہ اٹھائے گا جو مخلوق خدا کو راحت اور آرام پہنچائے گا۔ یہاں جو آیا ہے جانے کے لیے ہی آیا ہے۔ نہ کہ ہمیشہ رہنے کے لیے یہ ایسی اہل حقیقت ہے جس کو مومن و کافر سب مانتے ہیں اس مضمون کی ایک عبرت تاک کہانی ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بیوہ عورت کا اکھوتا لڑکا مر گیا۔ لیکن فرط محبت سے وہ بچاری ماما کی ماری اس کو زندہ خیال کر کے اس کے علاج کی کوشش میں در بدر ماری بھرتی رہی۔ ہر چند کہ سکھا اس کو سمجھاتے کہ تمہارا لڑکا مر چکا ہے۔ لیکن جوش محبت میں اندھی ہونے کے باعث اس کو یقین نہ آتا تھا۔ آخر کار لوگ اس کو ہمتا بدھ کے پاس لے گئے کہ شاید وہ اپنے تدریو دوائی سے اس عورت کو سمجھائے۔ ہمتا بدھ نے اس سے کہا کہ فی الحقیقت تمہارا لڑکا مر گیا ہے۔ لیکن میں اس کو زندہ ضرور کر سکتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے ایسے گھر سے پانی کا ایک کنویر لا کر دے جس گھر میں کبھی کوئی آدمی مرانہ ہو۔ تاکہ میں اس پانی پر تیرے بیٹے کو زندہ

کرنے کا منتظر بیٹھ گئیں۔ اس عورت نے پانی حاصل کرنے کے لیے تمام شہر چھان مارا۔ لیکن کوئی گھرا یا نہ ملا جس میں کوئی نہ مرا ہو۔ بلکہ بہت سے گھروں میں سے تو یہ جواب ملا کہ مرے زیادہ ہیں اور زندہ کم ہیں۔ آخر کار لاچار اور مایوس ہو کر وہ مہاتما بدھ کے پاس واپس آئی اور اپنی اس کوشش میں ناکام رہنے کا ماجرایان کیا۔ مہاتما نے اس سے کہا کہ جب تمام شہر میں تجھے ایک گھر بھی ایسا نہیں ملا کہ جس میں کوئی مرنا نہ ہو۔ تو تو اپنے مرے ہوئے لڑکے کے زندہ ہونے کی کیا امید کر سکتی ہے۔ اس بات سے اس عورت کو صبر اور اپنے لڑکے کے مر جانے کا یقین آ گیا اور اس کی تجبیل و تکلفیں پر رضامند ہو گئی۔

دنیا سے ہے سب نے جانا ایک دن قبر میں ہو گا ٹھکانہ ایک دن  
اب نہ غفلت میں گنواں ایک دن منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن



## (27) بے وفادار دنیا

مصر کے ایک بڑے سردار پر نزع کا عالم طاری ہوا چہرے کی سرفروزی زردی میں جذبہ ہو گئی، دانشمند افسوس ہی کرتے رہ گئے کہ کیا کریں، کیونکہ موت سے بچاؤ کا طلب کی دنیا میں کوئی علاج نہیں۔ لوگوں نے سنا کہ مرتے وقت کہہ رہا تھا کہ مصر میں میرا جیسا کوئی نہ تھا لیکن جب انجام کار یہی (موت) ہے تو گویا میں کچھ بھی نہ تھا۔ میں نے جمع تو کیا مگر اس کا پھل نہ کھایا اور آج مجبوروں کی طرح چھوڑ کر جا رہا ہوں، اکلند وہی ہے جو کھاجائے اور دے جائے کیونکہ جو بچ گیا وہ تیرے لیے افسوس کا باعث بنے گا۔ سخاوت کا ہاتھ لہبا کر اور ظلم کا چھوٹا۔ اب اپنے ہاتھ سے کاٹنا نکال لے کہ کل کفن سے ہاتھ بھی نہ نکال سکے گا۔



## سبق

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اور مخلوق خدا پر رحم و کرم کرنا ہی انجام کار اخروی کا میابی کا ضامن ہے گمن گمن کر رکھتے جانا اور جمع کرتے جانا دنیا میں کام آتا نہ آخرت میں آئے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلَّهِ لُكُلٌ هَمَزٌ لَعَزَةٌ لَذِي جَمْعٌ مَالًا وَعَدَدَةٌ ۝ بِحَسْبِ ان مَالَهُ الْخُلْدَةُ ۝  
 خزاں ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب اور پیچھے پیچھے برائی بیان کرے، جس نے مال جزا اور گمن گمن کر رکھا، کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ دنیا میں رکھے گا (نہیں ہرگز ایسا نہ ہوگا) ایک مقام پر فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ اَنْتَ الْغَنِيُّ ذُوْنُ الْمَغْنَمِ ۝ تمہیں مال کی کثرت طلبی نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔ دنیا کی ہستی فنا ہو جانے والی ہے بظاہر تو صرف اللہ کی ذات کو۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ اسی حکایت میں فرماتے ہیں  
 ہمہ تخت و ملکہ پزیرد زوال بجز ملک فروماند لا یزال  
 سب تخت و تاج زوال پزیر ہیں اللہ رب العزت کے ملک کے سوا  
 نہ دیکھے مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو



ذکرِ کونگاہ از ثواب ماحصل الٰہی ہائے انصاف  
 چوں بنمزدگان رسا ختم ہمنشینانِ طالعہ یافتہ  
 ہرگز باشند محبت یافتہ کے بلند اصل انصاف  
 ذکرِ شان و کز آن یزدان بود یاد نیکو آواں بہاں بود  
 کتبہ حسنہ لفظہ حسنہ و حسنہ و حسنہ

## (28) مضبوط قلعہ

قزل ارسلان (شاہ ایران) مضبوط قلعہ کا مالک تھا جسکی بلندی پہاڑ کی چوٹی سے بھی اونچی تھی، انتہائی محفوظ مقام پر واقع تھا۔ ایک بزرگ جہانگیر ۱۰۰۰ روغن منیر، تجربہ کار دور دراز سے سفر کر کے بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ ایسا مضبوط و محفوظ مقام کہیں دیکھا ہے؟ بزرگ نے ہنس کر جواب دیا: ایہ قلعہ باہر کت تو ہے مگر میں اسے مضبوط نہیں مانتا اس لیے کہ تجھ سے پہلے اس میں کتنے رہے اور تیرے بعد بھی کتنے رہیں گے لہذا پہلوں کے دور کو یاد کر کہ اب ایک پانی کے بھی مالک نہیں رہے جب کوئی مخلوق سے ناامید ہو جائے تو خدا کا فضل ہی اسکی دشگیری فرماتا ہے۔ قلعہ کے نزدیک دنیا رڈوئی (گندگی کے ڈھیر) کی مانند ہے جس کا ہر لمبے کوئی دوسرا مالک ہوتا ہے (اور کوڑا پھینک کے چلا جاتا ہے)

## سبق

قلعہ کے نزدیک دنیا کی مضبوط غمار تیں کچھ نہیں ہیں ان سے موت کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ ان کو دیکھ کر خوف آتا ہے کہ جب انکو بنانے والے نہ رہے تو ہم کیسے رہیں گے اس بات کو مندرجہ ذیل حکایت کے تناظر میں سمجھیے۔

ایک تاجر کشتی پر سوار تھا اس نے مارچ سے پوچھا کہ تیرا باپ کیسے مرا؟ اس نے کہا! یہی کشتی چلاتے ہوئے؟ پھر پوچھا دادا جان کیسے فوت ہوئے؟ اس نے پھر کہا! یہی کشتی چلاتے ہوئے اور پھر صرف باپ دادا ہی نہیں سات سلوں کا یہی حال ہے۔ تاجر نے حیراں ہو کر سوال کیا کہ کیا تمہیں یہی کشتی چلاتے ہوئے ڈر نہیں لگتا کہ اس نے تیری سات سلوں کو بڑپ کیا؟ اب مارچ نے تاجر سے پوچھا: بھلا آپ بتائیں کہ آپ کے باپ دادا

کہاں فوت ہوئے؟ تاجر نے کہا اپنے گھر میں اور کہاں؟ ملاج نے جھٹ سے کہا! پھر آپ کو اس گھر میں لیٹے سے ڈر نہیں لگتا؟ الغرض موت سے ڈرتو ہے مفرطیں۔

پیام مرگ سے اے ول ترا کیوں دم نکلا ہے مسافر روز جاتے ہیں یہ رستہ خوب چلتا ہے



## (29) ایک مجذوب کی شاہ ایران کو ڈانٹ

ایران کے ایک مجذوب نے کسری (شاہ ایران) کو کہا: اے ملک حبشہ (ایران کا بادشاہ ہو گذرا ہے) کے وارث! تو جاکا اگر یہ ملک حبشہ کے پاس ہی رہتا تو تجھے یہ تخت و تاج مل سکتا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں! بادشاہ نے جواب دیا۔ تو پھر سن! اگر تو قارون (مشہور مالد اگر انتہائی کجیوں کجیوں جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوا اور قرآن پاک کی سورہ انقص میں اس کا قصہ بیان کیا گیا ہے) کا خزانہ بھی حاصل کر لے گا تو تیرا وہی ہوگا جو تو لوگوں پر خرچ کر جائے گا۔

### سبق

وہی بادشاہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہے جس کے سینے میں اللہ کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ موجزن ہے۔ عیش پرستی اور سہل پسندی کا کامیابی کی علامت ہے۔

کہتے ہیں کسی ناکام بادشاہ نے اپنا ایک سفیر کسی کامیاب بادشاہ کے پاس بھیجا کہ جائزہ لے کر آ کہ اس کی کامیاب حکومت کے اسباب کیا ہیں تاکہ اسی ڈگر پر ہم بھی حکومت کریں اور ترقی نصیب ہو۔ سفیر رات کے وقت بادشاہ کے پاس پہنچا تو باتیں کر رہے تھے چراغ میں جلیں فتم ہو گیا بادشاہ خود اٹھا اور چراغ میں تیل ڈالا حالانکہ نوکر پاس ہی سویا ہوا تھا۔ سفیر نے کہا! بادشاہ سلامت انوکرو چکا دیا ہوتا؟ بادشاہ نے کہا! نہیں

ابھی سویا ہے۔ اسکی نیند کچی ہے اور پھر جو کام میں خود کر سکتا ہوں کسی کو کیوں کہوں؟ اور من لے میری ترقی کا راز یہی ہے کہ میں اپنے نوکروں کا بھی اس قدر خیال رکھتا ہوں۔ تو بھی جا کر اپنے بادشاہ کو کہہ دوے کہ لوگوں کی دل جوئی کر، تیری سلطنت خود بخود ترقی پذیر ہوگی۔

۔ عمارت جہاں کی پاسداری پر تو اے منم  
نظر سے مت گرا دنیا کسی کے دل کے کونے کو

الخلق عبال اللہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس سے بہار کرو اور اللہ کے بہار سے

ہو جاؤ



## (29) باپ کی جگہ بیٹا

جب الپ ارسلان (ایرانی بادشاہ) نے اپنی جاں آفریں (اللہ تعالیٰ) کے حوالے کی اور اس کا بیٹا تخت شاهی پر متمکن ہوا اور اپنے باپ کو ایسی جگہ پر رکھا کہ جہاں نہ بیٹھنے کی جگہ تھی نہ تیر اندازی کی۔ یعنی قبر دوسرے ہی دن بیٹا بہت عمدہ سواری پہ سوار ہو کر جا رہا تھا کہ کسی اہل نظر کی نظر میں آ گیا جس نے دیکھتے ہی کہا "کہا خوب زوال پذیر ملک و زمانہ ہے کہ کل ہی باپ مرا ہے اور آج بیٹا رکاب میں پاؤں ڈالے ہوئے ہے۔ کیا زمانے کا پتھر ہے کہ بوڑھا لہنا دور ختم کرتا ہے تو جوان گودے سر نکال لیتا ہے گویا جہاں اس گویئے کی طرح ہے جو ہر روز نئے گھر کی تلاش میں ہوتا ہے، وہ بھی کیا عورت ہے جو ہر رات نئے شوہر کو طلب کرے۔ آج نیکی کرے کہ ملک تیرا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کل کسی دوسرے کے پاس چلا جائے۔

## سبق

زندگی ایک مسلسل سفر ہے جسکی آخری منزل موت ہے۔ کسی استاد نے شاگردوں سے پوچھا کہ بکرے کی ماں نے اس بکرہ جنگل جانے سے منع کیا تھا مگر اس نے ماں کی بات نہ مانی اور جنگل میں چلا گیا اور شیر کا لقمہ بن گیا، کیا خیال ہے اگر وہ ماں کی بات مان لیتا تو بچ نہ جاتا؟ ایک لڑکے نے جواب دیا! جناب اگر وہ جنگل نہ جاتا تو شیر سے توجہ جاتا لیکن انسانوں کا لقمہ بن جاتا۔

۔ ہر شمع اپنے زخم میں یاں برق نور ہے

ہر کنکری کو ہمسری کوہ طور ہے

عالم میں کبر و عجب کا ہر سوظہور ہے دنیاے انکسار جو ہے ہاں سے دور ہے

ہم کو تو اس جہاں سے شکایت ضرور ہے دنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے



## (30) بادشاہ کا گدھوں پہ قبضہ

نور (افغانستان کا شیر، غوری خاندان اسی کی طرف منسوب ہے) کا بادشاہ غریب دیہاتیوں کے گدھوں پہ قبضہ کر لیتا اور ان پر اتنا بوجھ ڈالتا کہ بے چارے دو دونوں میں مر جاتے کیونکہ چارہ بھی نہ ڈالتا تھا۔ جب زمانہ کسی کبیتے کو اختیار دے دیتا ہے تو وہ ظلم کا بازار گرم کر دیتا ہے جیسے مغرور اونچے مکان والا اپنی چھت کا کوزا بجلی چھت پہ پھینک دیتا ہے ایک دفعہ یہ ظالم بادشاہ شکار کے لیے نکلا، شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑایا تو قلعے سے دور نکل گیا، وہاں ہی کا راستہ معلوم نہ تھا چار ایک دیہاتی کے ہاں رات کو ٹھہر گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک دوسرا دیہاتی ایک نہایت ہی طاقتور گدھے کو مار رہا ہے کہ گویا ابھی اسکی بڑی توڑ دے گا

بادشاہ نے اس کو ڈانٹا کہ کیوں بلا وجہ اس بے چارے کو مارتا ہے؟ دیہاتی نے کہا! تو چپ رہ اس میں بھی مصلحت ہے۔ بادشاہ نے پوچھا! بھلا اس میں کوئی مصلحت ہے؟ تو دیہاتی نے جواب دیا! جو حضرت علیہ السلام کے کشتی توڑنے میں مصلحت تھی (قرآن پاک کی سورہ کہف میں واقعہ موجود ہے) بادشاہ نے کہا ہاں! تو ایک ظالم بادشاہ تھا جو صحیح سلامت کشتی پہ قبضہ کر لیتا تھا دیہاتی نے کہا یہاں ظالم بادشاہ ہے جو صحیح سلامت گدھوں پہ قبضہ کرتا پھرتا ہے۔ اس لیے تو اپنے گدھے کی ٹانگیں تو زرباہوں کو ٹوٹا ہوا مال اپنے پاس رہے تو اس سے بہتر ہے کہ صحیح سلامت ہو مگر دشمن کے پاس۔ اے بادشاہ! آج یہ مظلوم گدھے تو تیرے ظلم کا بوجھ کھینچ رہے ہیں کل بروز قیامت تو ان پر ظلم کرنے کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔ ایسا ظالم سو باہی رہے تو بہتر ہے جس کا آرام دوسروں کی تکلیف میں ہے۔ دیہاتی کی اس کھری بات نے بادشاہ کو سوچنے پر مجبور کر دیا، ساری رات جاگ کر ستارے گنتا رہا۔ صبح ہوئی تو قافلہ بھی بادشاہ کو تلاش کرتا کرتا پہنچ گیا۔ بادشاہ نے رات کی فصاحت کو بھلا دیا بکا اس دیہاتی گستاخ کو ذلت کے ساتھ ہاندہ کر زمین پر گرایا اور تھوڑا نکال کر اس کو قتل کرنے لگا تو جو اس کے منہ میں آیا کہنے لگا۔ (چا تو سر پر ہو تو قلم کی زبان تیز ہو جاتی ہے) ”تیرے دور سے بڑھ کر کسی دور میں ظلم نہیں ہوا تیرا علاج صرف ظلم چھوڑ دینا ہے نہ کہ مظلوموں کو مار دینا۔ ظالم یہ امید نہ رکھے کہ اسکی نیک نامی دنیا میں پھیلے گی تجھے خیندہ کیسے آسکتی ہے؟ جب کہ تیرے ہاتھوں سے ستائے ہوؤں کو خیندہ نہیں آتی صرف دربار کی خوشامد تجھے قابل تعریف نہیں بنا سکتی۔ منہ پہ تعریف کا کیا فائدہ جبکہ پس پشت ہر کوئی تجھے لعنتیں برسا رہا ہے۔ ظالم بادشاہ کے ان باتوں سے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ جاہل دیہاتی کی کھری کھری باتوں سے اس کو ہدایت مل گئی ظلم کرنا چھوڑ دیا اور اس دیہاتی کو انعام و اکرام سے نوازا بلکہ اس علاقے کی حکومت ہی اس کو بخش دی۔

## سبق

مرلہ زبان کا مشہور مقولہ ہے السو ضیع اذا ارتفع کبر و اذا حکم نجیب (مفید الطالبین) کہیں اور گنایا جب تمہارا اونچا ہو جاتا ہے تو تکبر کرتا ہے اور اگر اس کو

حکومت مل جائے تو ظلم کرنا شروع کر دیتا ہے۔

ظلم قابلِ مذمت ہے اور حق گوئی کا تقاضا ہے کہ ظالم کے منہ پر اس کے قلم کی  
مذمت کر کے بمطابق حدیث نبوی افضل الجہاد کا ثواب کمایا جائے نیز کبھی اہل علم سے وہ  
صحیح حاصل نہیں ہو سکتی جو ایک جاہل سے مل جاتی ہے۔ اپنے متعلق کبھی دشمن سے بھی سنا  
چاہیے کہ وہ کیا کہتا ہے کیونکہ خوشامدی تو سوا تعریف کے اور کیا کریں گے۔ کہتی ہے تجھے  
خلقِ مائتہ سالہ کیا کیا۔ خوشامد کرنے والے نہیں بلکہ ملامت کرنے والے تیرے خیر خواہ ہیں جو  
تجھے تیرے عیب پر مطلع کرتے ہیں تاکہ تو اپنی اصلاح کرے ورنہ وہ عیب ساری عمر تجھ میں  
موجود رہتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں تیرا بہترین دوست وہ ہے جو  
تجھے تیرے عیب پر مطلع کرے۔



### (31) مامون الرشید (بادشاہ) اور پری پیکر (کنیر)

مامون الرشید (بنو عباس کا مشہور خلیفہ) نے ایک چاند سے چہرے اُٹار کر گلاب  
کے بدنِ چمکنندوں کی عقل کو حیران کر دینے والی لوٹری خریدی اور جب اس کے قریب ہوا تو  
اس نے نفرت کی اور اپنے آپ کو بادشاہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ پہلے تو غصے کی  
وجہ سے بادشاہ نے چاہا کہ اس کو تلووار سے دو ٹکڑے کر دوں پھر سنبھل گیا اور اس نفرت کا سبب  
پوچھا! کنیر نے کہا! تو میرے ٹکڑے کر یا زندہ رکھ میں تیرے ساتھ نہیں بیٹھ سکتی کیونکہ تلووار  
سے تو ایک ہی بادمر جاؤں گی مگر تیرے منہ کی بدبو مجھے ہر لمحہ موت سے براہ کر تکلیف دے  
گی۔ بادشاہ کی آنکھیں کھل گئیں اور اس نے غیدگی کے باوجود اپنا علاج شروع کر دیا اور بدبو  
خوشبو میں تبدیل ہو گئی اور بادشاہ پہلے سے زیادہ اس کو چاہنے لگا کہ اس نے میرے عیب پر  
مجھے اطلاع دی ہے۔ تیرا دوست وہ ہے کہ جو تجھے بتائے کہ تیری راہ میں غلاں جگہ کاٹتا ہے۔

گمراہ کو کہنا کہ تو ٹھیک چل رہا ہے بہت بڑا ظلم ہے۔ اگر تیرا عیب بیان نہ کیا جائے گا تو تو جہالت کی وجہ سے اس کو کمال سمجھتا رہے گا۔ ستمو نیا (کڑوی دوائی) جس کو فائدہ دے رہی ہو اس کے سامنے شہد اور شکر کے فضائل مت بیان کر کہ اسکی شفا کڑوے وارو میں ہے ہاں معرفت کی چمکانی میں چھان لے اور عبادت کا شہد ملا لے۔

## سبق

کبھی خوش طبع شیریں مزاج دوستوں سے بد مزاج شخص بہتر نصیحت کرتا ہے مگر عقل مند ہے تو نصیحت میں آنے کی بجائے ہمت سے کام لے گا اور اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کرے گا اہل عرب کہتے ہیں العاقل يكفبه الاشارة، یعنی عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے کم عقل اور بے وقوف کو کتابوں کا بوجھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔



## (32) بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ

ایک درویش کی حق گوئی سے ناراض ہو کر بادشاہ نے مسکبرانہ انداز میں اس کو جیل میں ڈال دیا۔ وزراء میں سے کسی نے درویش کو کہا بادشاہ کو بھرے دربار میں اس طرح نصیحت کرنا مناسب نہ تھا۔ درویش نے کہا! حق بات کہنا عبادت سمجھتا ہوں اور مجھے قید خانے کی کوئی پروا نہیں کہ یہ چند لمحوں کی بات ہے۔ بادشاہ کو درویش کی دوزیر سے گفتگو کا پتہ چلا تو اس نے پیغام بھجوایا کہ چند لمحے نہیں ساری زندگی جیل میں ہی رہنا پڑے گا۔ درویش نے واپسی جواب دیا کہ کیا تو جانتا نہیں دنیا ہے ہی ایک گھڑی۔ درویش کے لیے خوشی اور غمی برابر ہے الحمد للہ علی کل حال۔ تو لشکر اور خزانوں میں خوش ہے تو میں رنج اور محرومی میں بھی اپنے رب سے راضی ہوں۔ جب ہم دونوں کو موت آئے گی تو چند دنوں میں برابر ہو جائیں کوئی نہ پہچان سکے گا کہ درویش کون ہے اور بادشاہ کون؟ ظالم بادشاہ کو ان تصانیف



باتوں سے اور غصہ آیا اور رویش کی زبان کھینچ لینے کا حکم دیا۔ حق گو رویش نے فرمایا مجھے اس سے بھی فرق نہیں پڑے گا کہ میرا اللہ بغیر میری زبان کے بھی جانتا ہے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں میں ظلم برداشت کروں گا جو میری آخرت بہتر کر دے گا بلکہ مجھے تو خوشی ہوگی اگر تجھے بھی مرتے وقت ایمان نصیب ہو جائے۔

## سبق

بادشاہوں کی ناراضگی کے سبب حق کوئی کافر بیضہ چھوڑ دینا اہل حق کا شیوہ نہیں ہے۔

— آئین جواں مرداں حق کوئی د بے باکی  
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رد باہی



## (33) ایک پہلوان

ایک پہلوان نے تنگ و ست ہو کر پشت پر مٹی ڈھو کر اپنا پیٹ بھرنا شروع کر دیا نہایت دل تنگ اور افسردہ رہنے لگا۔ کہ کہاں بڑے بڑے بہادروں کو پھچھاڑا اور کہاں یہ دن؟ لوگ شہد پیتے، مرغ اور بکرے کھاتے اور اس بے چارے کی روٹی ساگ پات کو ترستی رہتی۔ کتے بلیوں کے جسم پر لباس اور یہ بے چارہ رنگا۔ حسرت سے دعا کرتا کہ ماری زندگی کا رزق اکٹھا ہی مل جائے تو چند دن تو آسانی سے گزر جائیں۔ ایک دن زمین کھوڑا تھا کہ ٹھوڑی کی ہڈی نظر آئی اور ساتھ موتیوں کا ٹوٹا ہوا ہار پایا جو زبان حال سے یہ کہہ رہا تھا۔ زمانے کی گردش کا ٹکڑہ نہ کر یہ تو ٹھوڑی رہتا ہے۔ پہلوان کو تھوڑی تسلی ہوئی کہ جب انجام سب کا ایک ہی جیسا ہے تو کیا تخت نشیں اور کیا خاک نشیں۔ غمی خوشی ختم ہو جائے گی ہاں مل کی جزا اور نیک نامی رہ جائے گی۔ ملک، تاج، تخت والے بھی چل دیے اور گدا بچتا بھی۔

دنیا سے دھوکہ نہ کھاؤ کیونکہ اگر تیرے پاس دینا کا سونا نہیں ہے تو سعدی کی نصیحتیں سونے کی ڈلیوں سے کم نہیں ہیں ان سچے موتیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لے۔

## سبق

مال دولت تخت و تاج پہ گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے۔ خوشحالی و تنگ دستی انہماک کے لحاظ سے برابر ہے کیونکہ موت سب کو ایک جیسا بنا دے گی۔

شاہوں کو اپنی صولت شاہی پہ ہے گھمنڈ

نعت پہ عیش و عشرت شاہی پہ ہے گھمنڈ

جاہ و خشم پہ دولت شاہی پہ ہے گھمنڈ

مہل و علم پہ شوکت و شاہی پہ ہے گھمنڈ

برفِ غص ان کو دیکھ کے کہتا ضرور ہے دنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے

فغانبر و ابوالولی الالباب



## (34) بھینس کے آگے بٹن بجانا؟

کسی ملک پر ایک ظالم حکمران تھا۔ اس نے لوگوں کے دن کے اُجالے کو رات کی تاریکی میں بدل دیا، لوگوں کی فیند حرام کر دی۔ دن کو اس کے ستارے ہوئے رات کو بارگاہِ الٰہی میں اس کی خلاف ورستی بدعا ہوتے۔ کچھ لوگ اس زمانے کے ایک بزرگ کے پاس جا کر روئے کہ اس ظالم کو نہ کاوا۔ بلا دو کہ اتنا ظلم نہ کرے بزرگ نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اس کے سامنے اپنے پیارے خدا کا نام لوں کیونکہ ہر کوئی اللہ کے پیغام کے لائق نہیں ہے۔ جہنم کو ماننا ہی نہ ہو اس کے سامنے حق کا نام لیا ہی نہ جائے۔ یہی حق ہے کہ حق و حق والے کے

سامنے ہی کہنا چاہیے۔ نادان کے سامنے علم کے موتی بکھیرنا بخر زمین میں جج ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ جب اس پر اثر ہی نہیں ہوگا تو مجھے دشمن جان کر نقصان پہنچائے گا۔ تنبیہ کی عادت موم میں جتنا ہے نہ کہ پتھر میں۔ اگر ظالم مجھ سے خفا ہے تو تعجب نہیں کیونکہ وہ چہرہ ہے اور میں جو کیدار کوشش بھی کرتے ہیں لیکن نیکی کی گیند ہر کوئی نہیں لے جاسکتا۔

### سبق

ظالم کے سامنے اللہ کا واسطہ پیش کرنے سے ممکن ہے وہ اللہ ہی کی توبہ بن کر دے کیونکہ اس ظالم کے مرغوب عمل (ظلم) کو اللہ نے ناپسند فرمایا ہے لہذا ظالم اللہ سے ہی بیزاری کا اظہار کر سکتا ہے نصیحت اسی کو کی جائے جس کو فائدہ پہنچنے کی امید ہو ورنہ نصیحت بھی برباد ہوگی اور وقت بھی ضائع ہوگا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

فَلَمَّا كَرِهَ اللَّهُ لَكَ اسْمَاءَ (الاعلیٰ) نصیحت کر اگر فائدہ دے۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوئی نصیحت کرے تو اسکی نصیحت کو غور سے سنو اور قبول کرو! آنے والے وقت میں ہو سکتا ہے کوئی نصیحت کرنے والا ہی نہ ہے الامان۔ الحفظ۔



### (35) نصیحت کی باتیں (تدبیر)

تدبیر سے کام نکل سکتا ہو تو جنگ سے پرہیز کرنا چاہیے بلکہ اگر دشمن سے مقابلے کی طاقت نہ ہو تو دلت کے ساتھ فتنہ کا دروازہ بند کرنا بہتر ہے۔ جس سے نقصان کا خطرہ ہو اس پر احسان کر کے اس کی زبان بند کر دو کیونکہ احسان تیر دانتوں کو کند کر دیتا ہے۔ ہاتھ کاٹ نہ سکو تو چوم لو اس لیے کہ تدبیر سے رستم بھی قید میں آ جاتا ہے جس کی کندھے اسفند یار (گشتاسب کا بیٹا، بڑا پہلوان) بھی نہ ٹکا سکا۔ فرصت تک دشمن کی دوست کی طرح رعایت کر، فرصت ملے تو اس کی کھال بھی اتار لے۔ کہنے کی لڑائی سے بھی بچ کر کبھی قطرے

سے بھی سیلاب نظر آ جاتا ہے۔ کمزور دشمن سے بھی دوست بہر حال بہتر ہے۔ اپنے سے بڑی فوج پہ حملہ آور نہ ہو کیونکہ لشکر پر انگی مارنا بے فائدہ بلکہ نقصان دہ ہے۔ کمزور دشمن پر چڑھ روز ناکوئی بہادری نہیں۔ خواہ تو کتنا ہی طاقتور ہے پھر بھی جنگ سے صلح ہی بہتر ہے۔ ہاں! اگر کوئی حیلہ کار کرنے رہے پھر تلوار پکڑنا درست ہے۔ اگر دشمن صلح کی بات کا طلبگار ہو صلح سے اعراض نہ کرے اور اگر وہ لڑنا ہی چاہے تو پھر صلح کی بات زبان پر نہ لا۔ لڑائی شروع ہو جائے تو پہلے سے ہزار گنا زیادہ طاقتور اور بہت ناک ہو جا اس صورت میں بروقتیا مت سمجھ سے نہ پوچھا جائے گا کیونکہ کینہ پر مہربانی کرنا ناجائز ہے۔ اگر تو کہیں سے نری یا مذاق کی بات کرے گا تو اس کی سرکشی بڑھ جائے گی، ہاں! اگر دشمن عاجز ہو کر تیرے دروازے پر آجائے تو دل سے کینہ اور سر سے رشتی نکال دے۔ رہ اگر امن چاہے تو اس کو امن دے رے لیکن اس کے کمرے ہوشیار رہ۔ ہزارگوں کی نصیحتیں ہمیشہ یاد رکھ کہ ان کے یہ محرب نصیحتیں ہیں۔ جو کام نوجوان تلوار سے بمشکل کرتا ہے وہ بوڑھا تھکیر سے آسانی کر لیتا ہے۔ لڑائی کے وقت داپسی کا راستہ بھی ذہن میں رکھ؛ آخر شکست کا امکان تو ہے اگر سارا لشکر ہی پیچھے بھجور جائے تو اکیلے وہاں کھڑے رہنا حماقت ہے اس صورت میں اگر تو کنارے پر ہے تو بھاگ کر جان بچالے اور اگر دشمن میں کھرا ہوا ہے تو اس کی ہاں میں ہاں ملا۔ رات کو دشمن کے ملک میں نہ ٹھہر! اگر چہ تیری فوج ایک ہزار اور دشمن کی دوسو ہو کیونکہ جب ہزار سو جائے گا تو ایک سو بھی ان کے لیے کافی ہوں گے۔ رات کو سفر کرتے ہوئے دشمن کے مورچوں سے ہوشیار رہ۔ جب دونوں لشکروں میں ایک دن کا راستہ رہ جائے تو توڑک چلا اور تازہ دم ہو کر تھکے ماندے لشکر پہ حملہ آور ہو جا۔ فتح کے بعد اس کے زخم کو پھر سے تازہ کرنے کے لیے اس کے جھنڈے کی توہین نہ کر۔ اور نہ شکست خوردہ دشمن کا زیادہ پیچھا کرتا کہ تو اپنے لشکر سے زیادہ دور نہ ہو جائے۔ گھمسان کی لڑائی میں گرد غبار بارل کی طرح چھا جائیں تو اس دوران دشمن کی تلواروں اور نیزوں سے بچ لشکر لوٹ مار کے پیچھے پڑے گا تو بادشاہ کی پشت خالی رہ جائے گی جو کسی طرح بھی مفید نہیں ہے کیونکہ فوج کے لئے بادشاہ کی حفاظت میدان میں لڑائی کرنے سے بہتر ہے۔

## سبق

نصیحت کی ان باتوں میں تین سپاہ گری کے وہ ذر میں اصول بیان کیے گئے ہیں جو اختصار کے باوجود اس جامعیت کے ساتھ آپ کو کہیں نہیں ملیں گے۔ ان میں سے اکثر کا ماخذ قرآن و حدیث ہے۔ آیات جہاد میں آپ کو مندرجہ بالا سنہری اصول امن و جنگ چمکتے ہوئے نظر آئیں گے جس کو حضرت سعدی علیہ الرحمۃ تے بڑی محنت کے ساتھ گفتار کے نام سے جمع کیا ہے اور حکمرانوں کو درد دل کے ساتھ پرزور دعوت دے رہے ہیں کہ

اب جس کے دل میں آئے پائے وہ روشنی  
ہم نے تو دل جلانے کے سر بام رکھ دیا



## (36) قدروانی

جو شخص اپنی بہادری کے جوہر دکھائے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کو ضرورت پڑتی رہتی چاہیے۔ تاکہ دوبارہ بھی جان و سینے کا اس میں حوصلہ پیدا ہو پھر اگر مقابلہ میں یا جوج ماجوج بھی آجائے تو پیچھے نہیں ہٹے گا۔ لشکر کو امن کے دور میں خوش رکھنا کہ جنگ کی حالت میں تیرے کام آئے۔ امن میں بھی جنگی بہادریوں کا ہاتھ چوم نہ کہ جنگ کا خنارہ بچنے کے وقت ہے سرد سامان سپاہی جنگ کے روز جان نہ دے گا۔ سرحدوں کی حفاظت لشکر سے کر اور لشکر کی مال سے بادشاہ ہمیشہ غالب رہے گا فوج آسودہ اور خوشحال ہوگی۔ اگر خزانہ لشکر سے بچا کر رکھا جائے گا تو لشکر تلواری کی طرف ہاتھ نہ لے جائے گا۔ جس کا ہاتھ اور پیٹ خالی ہو وہ جنگ میں کیا بہادری دکھائے گا۔

## سبق

حکومتیں سیاست اور تدبیر سے چلا کرتی ہیں نہ صرف زور سے اور نہ خالی نرمی سے۔ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اگر نرمی سے کام چل سکتا ہو تو سختی نہ کی جائے اور اگر سختی کی ضرورت ہو تو نرمی سخت نقصان دہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھانے والے سپاہی کی حوصلہ افزائی بہت ضروری ہے اس صورت میں دوبارہ ضرورت پڑنے پر وہ جان کی بازی بھی لگا رہے گا بصورت دیگر اس کی حوصلہ شکنی ہوگی اور میدان جنگ میں جا کر ہو سکتا ہے کسی لالچ میں آجائے اور دشمن کی فوج میں جا کر وہ نقصان پہنچائے کہ دشمن کا پورا لشکر بھی اتنا نقصان نہ پہنچا سکتا تھا۔ الغرض فوج اور لشکر کی تیاری میں مال و دولت خرچ کرنے سے دریغ کرنا سخت نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔



## (37) تجربہ کاری

دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی نوبت آجائے تو بہادروں اور ولیروں کو بھیج اور شیروں سے لڑنے کے لیے بہر شیروں کو بھیج۔ تجربہ کار لوگوں سے فائدہ اٹھا کیونکہ پرانا بھیڑیا شکار کھیلے ہوئے ہے۔ شمشیر زن جوانوں سے ڈرنے کی ضرورت نہیں پرانے تجربہ کار بوڑھوں سے احتیاط لازم ہے کیونکہ شیر انگن اور ہاتھیوں کو گرانے والے جوان بوڑھی لومڑی کے حیلوں کو نہیں جانتے۔ خوش نصیب لوگ بوڑھوں کی بات کو نظر انداز نہیں کرتے۔ اگر تجھے ملک آباد چاہیے تو اس کو لو جوانوں کے سپرد نہ کر اور فوج کا سالار بھی ماہر اور آزمائے ہوئے فوجی کو بتا۔ تو نے دیکھا نہیں کہ شکاری کتا چیتے سے بھی لڑ جاتا ہے اور ناتجربہ کار شیر لومڑی سے بھی بھاگ جاتا ہے۔ بچپن کا شکاری جنگ سے کبھی نہیں ڈرتا اور کئی کھیل بچوں کو بہادر بنا دیتے ہیں۔ عیش و عشرت میں لپٹے والا لڑائی دیکھے گا تو کانپنے لگے گا اس کو اگر مرد مرد

بھی اٹھا کر گھوڑے پر بیٹا نہیں گئے تو ممکن ہے ایک بچہ ہی اس کو گرا دے جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگنے والا اگر دشمن سے بچ بھی گیا ہے تو تو خود اس کو مار دے اس سے تو قہر اہمتر ہے جو لڑائی کے دن عورتوں کی طرح ایکشن کرتا ہے۔

### سبق

عربی مقولہ ہے لکل فن رجاء۔ ہر کام کے لئے مرد ہوتے ہیں اور ہمارے ہاں کہتے ہیں ”جس کا کام اس کو سا بھے۔“ تجر بہ کاری اور ہوشیاری ہر کام کے لئے بہت ضروری ہے بالخصوص میدان جنگ کے لیے اگر نا تجربہ کار (اگرچہ کتنا ہی زود اور ہو) کا انتخاب پورے لشکر کی شکست کا سبب بن سکتا ہے ایسا ایک شخص بھی اگر بہت بار جائے گا تو جنگ کا پانسہ پلٹ جائے گا اور فتح شکست میں تبدیل ہو جائیگی۔



## (38) جنگ میں بزدلی

گرگین (ایران کے پہلوان) نے اپنے بیٹے سے کہا (جبکہ وہ جنگ کی تیاری میں مصروف تھا اور ہتھیار ہاتھ رکھ رہا تھا) اگر تو نے میدان جنگ میں جا کر عورتوں کی طرح بھاگ آتا ہے تو مت جانتا کہ تیری وجہ سے بہادروں کی عزت خراب نہ ہو کیونکہ جو سوار میدان جنگ سے بھاگ جاتا ہے وہ صرف اپنا ہی ٹیس بلکہ تمام بہادروں کا خون بہا دیتا ہے۔ (ایسے دروست بڑی بہادری سے جنگ کرتے ہیں جو ہم جنس ہونے کے ساتھ ہم پیالہ اور ہم زبان بھی ہوں کیونکہ جب بھائی دشمن کے پنجے میں ہوگا تو اس کو پیچھے لٹنے میں شرم آئے گی ہاں اگر دروست بھی بے وفائی کر جائے تو جان بچا کر بھاگے کو ہی غنیمت جان۔

## سبق

میدان جنگ میں اتر تو جان بھڑک کر بہادروں کی طرح لڑو ورنہ ملک و ملت کی بدنامی ہوگی۔ اہل اسلام کو قرآن مجید میں یہی تعلیم دی گئی ہے

ہایہا الذین امنوا اذ القبتم الذین کفروا زحفا فلا تولوهم الا دیاراً  
ومن یولہم یومئذ ہونہ مذہبہ الا متحرکات الفصال او متحیزا الی فئۃ فقد بآء یغضب  
من اللہ و ما وہ جہنم و ینس العصیرۃ (انفال: ۶۱)

اے ایمان والو! جب کافروں کے لشکر سے تمہارا مقابلہ ہو تو پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو۔  
اور جو اس دن پیٹھ پھیرے گا مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو تو وہ اللہ کے  
غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا بڑی جگہ ہے ملنے کی۔





## (39) جنگی حکمت عملی

اے بادشاہ! دو شخصوں کی حفاظت کر ایک بہادر کی اور دوسرے راؤ دار کی۔ جو قلم اور تلوار کی مشق نہیں کرتا وہ اگر مر جائے تو کوئی افسوس نہیں۔ قلم کار اور شمشیر زن کی نگہداشت کرنے کے گوپے کی کیونکہ عورت جنگ میں بہادری نہیں دکھا سکتی۔ کیا یہ بہادری ہے کہ دشمن جنگ کی تیاری میں ہو اور تو ناچ گانے میں مست ہو؟ بہت سے لوگوں کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی جبکہ وہ ناچ گانے میں مشغول تھے۔

### سبق

ملکی ترقی کے لئے اہل علم اور صاحبانِ سیف کی بہت ضرورت ہے۔ لیو واجب میں مست رہنے والا حکمران اپنے ملک کی حفاظت نہیں کر سکتا تو فتوحات کا خواب کیسے دیکھ سکتا ہے۔ علامہ اقبال کہتے ہیں

آئندہ کو بتاؤں میں تقدیر اُمم کیا ہے

شمشیر سنانِ اولِ طاؤس و ربابِ آخر

ایک حدیث شریف میں ہے الغناء تنبت النفاق فی القلب کما تنبت

العاء الزرع (منکرة شریف)

ترجمہ: گانا با جادوں میں ایسے نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی بھٹی کو اگاتی ہے۔

ایران والوں کو حالت جنگ میں کثرت سے ذکر الہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اذ القبم فاثبوا و اذکروا اللہ کلیر العکم تغلحون

(الانفال)

۔ مومن! ذکر خدا بسیار کرو تا بیابی در دو عالم آہد



## (40) دشمن پہ غلبہ پانے کی تدابیر

کھل کر جنگ کرتے والے دشمن سے زیادہ صلح کی پیش کش کرنے والے دشمن سے ڈر کیونکہ بہت سارے دشمن دن کو فداکرات کی دعوت دیتے ہیں اور رات کو حملہ کر دیتے ہیں، مرد زحیں بہن کر سوتے ہیں نہ کہ عورتوں کی طرح غفلت کے ساتھ خواب گاہوں میں خفیہ طور پر بھی جنگ کے لئے تیار رہنا چاہیے کہ دشمن پوشیدہ حملہ کر سکتا ہے۔ خیرہ کار لوگ احتیاط سے رہتے ہیں اور لشکر کے لئے دھات کی تلوار بن کر پھر رہے ہیں۔ دو کڑہ دشمنوں میں بے خوف ہو کر بیٹھنا حماقت ہے اگر وہ دونوں متفق ہو جائیں تو یہ کچھ نہ کر سکے گا لہذا ایک کو ہاتوں میں لگا کر دوسرے کا کام تمام کر دے اگر تیرا دشمن لڑائی چاہے تو تدبیر کے ساتھ تلوار چلا کر اس کا خون کر دے اور جا کر اس کے دشمن سے دوستی کر لے تاکہ اس کا لباس ہی اس کے لئے قید خانہ بن جائے اور اگر وہ دشمن آپس میں لڑ پڑیں تو تو اپنی تلوار نیام میں ڈال لے کیونکہ بھیڑیے اگر آپس میں لڑ پڑیں تو بکریاں محفوظ ہو جاتی ہیں۔

### سبق

دشمن پر قابو پانے کے لئے اگر دشمن کے دشمن سے دوستی کر لی جائے تو اس پر خود ہی عرصہ حیات تنگ ہو جائے گا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

چو دشمن بد دشمن شود مشتغل  
تو بادوست بلغیں با آرام دل

جب دشمن دشمن کے ساتھ الجھ جائے تو تو دوست کے ساتھ آرام سے بیٹھ جا۔  
تیری ضرورت نہیں وہ خود ہی ایک دوسرے کا علاق کرنے کے لئے کافی ہیں۔



## (41) دشمن کے ساتھ نرمی کرنا

جنگ شروع ہو جانے کے باوجود بھی دشمن سے صلح کا راستہ محفوظ رکھنا کیونکہ فاتحین کو اوروں کو بھی چلاتے ہیں اور پوشیدگی میں صلح جوئی بھی کرتے ہیں یہ ایسا ہتھیار ہے کہ ہو سکتا ہے اس کے استعمال سے دشمن بھی تیرے قدموں میں آکرے۔ اگر کوئی دشمن کا سپہ سالار تیرے ہاتھ آجائے تو اس کو فوڑ اُقل نہ کرنا ہو سکتا ہے تیرا کوئی جرنیل بھی دشمن کے قابو میں آجائے۔ اگر تو نے اس کو مار دیا تو تیرا جرنیل بھی نہ بچ سکے گا۔ قیدیوں پر وہی نرمی کرے گا جو خود قیدی رہا ہو۔ اگر کوئی تیری اطاعت کرتا ہے تو اس کو نواز دے تاکہ دوسرا بھی تابع ہو جائے۔ خفیہ طور پر کسی کو اپنا بیالیسا سوشب خون مارنے سے بہتر ہے۔ اگر تیرے دشمن کا کوئی رشتہ دار تیرے قابو میں آجائے تو اس سے محتاط رہنا جب بھی اس کو رشتہ دار یاد آئے گا دشمنی بھڑک اُٹھے گی۔ دشمن کی بیٹی اور خوشامدہ باتوں میں نہ آنا ہو سکتا ہے شہد میں نہ ہرٹی ہو۔ دشمن کے شر سے بچنے کے لئے دوستوں سے بھی محتاط رہو۔ اسی کی تحلیلی چوری ہونے سے بچنے کی جو سب کو تحلیلی چور سمجھے گا۔ کسی بھی امیر کے باغی کو اپنا ملازم نہ بنا جب اس نے اپنے محسن سے رفا نہیں کی تو تیرے ساتھ بھی ضرور غداری کرے گا۔ اس کی قسموں پہ اعتبار نہ کر بلکہ اس پر جاسوس مقرر کر۔ ناخبر یہ کار کی رسی کاٹنے کی بجائے زنجیلی کرتا کہ تیرے کام آئے۔ اگر دشمن پہ جنگ یا محاصرے کے ساتھ قابو پالے تو اس کے قیدیوں کو اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ قیدی جب مجبور ہو جاتا ہے تو کوئی لحاظ نہیں کرتا اور مفتوح علاقے کی رعایا کو زیادہ آرام پہنچاتا کہ اگر دشمن دوبارہ واپس آئے گا ارادہ کرے تو وہ خود ہی اس کو سنبھال لے اور اگر تو رعایا کو ستائے گا تو شہر کے دروازے بند کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ دشمن دروازے پر ہے بلکہ دشمن تو دروازے کے اندر ہے۔ تدبیر سے کام

لے اور راز کو چھپا کے رکھ! کبھی ہم بہانہ بھی جاسوسی کرتے ہیں۔ سکندر جو کہ مشرق و مغرب پر حاکم تھا اس قدر احتیاط کرتا کہ دائیں طرف حملہ کرنا ہوتا تو اعلان بائیں طرف کا کرتا تھا۔ اگر تیرے راز کو دوسرا جانتا ہے تو افسوس ہے تجھ پر۔ نیکی کر اس سے ساری دنیا تیرے تابع ہو جائے گی کیونکہ اگر کوئی کام نرمی سے کیا جاسکتا ہو تو سختی کرنا بیکار ہے۔ اگر تو رنج سے بچنا چاہتا ہے تو رنجیدہ لوگوں کو رنج سے نکال۔ فوج صرف افراد سے طاقتور نہیں ہوتی دعاؤں کی بھی ضرورت ہوتی ہے بلکہ کمزوروں کی دعاؤں میں طاقتوروں کے بازوؤں سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔ جو شخص نیکیوں کی دعائیں لے کر حملہ آور ہوتا ہے اس کا دشمن کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

## سبق

دنوی کامیابی کے لئے بھی صرف طاقت اور لشکر ہی کافی نہیں بلکہ حکمت عملی اور احتیاطی تدابیر ضروری ہیں اسی لیے حدیث شریف میں فرمایا گیا الحرب خدعہ۔ جنگ دھوکے اور حکمت عملی کا نام ہے اندھازور لگادینا اور نتائج کی طرف دھیان نہ رکھنا لھندہ نہیں حماقت ہے اللہ نے ہر وقت دشمن کی جنگی چالوں سے خبردار رہنے کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یا ایہا اللہین امنوا غلوا حلو کم فانفرو اثبات اور انفروا جمعہا (سورہ نسا نمبر ۷۱)

اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو۔



## (42) احسان کے بیان میں

ایک قیمتی بچے کے پاؤں میں کانٹا چھ گیا۔ جو درو سے کراہ رہا تھا، کسی امیر گھوڑ سوار نے دیکھا تو اس کو ترس آ گیا۔ گھوڑے سے اتر اس کے پاؤں سے کانٹا نکالا اور اس کو اپنے گھوڑے پہ بیٹھا کر گھر چھوڑ آیا، چند دنوں کے بعد اس امیر کا انتقال ہو گیا تو کسی نے اس کو جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ تجھے یہ مقام کیسے مل گیا؟ اس نے کہا خدا کا شکر ہے جو اتنا مہربان ہے کہ ایک سو کھے کانٹے کے عوض اس نے مجھے جنت کے باغ عطا کر دیے۔

### سبق

تو جب کسی پہ رحم کرے گا تو تیرے اوپر بھی رحم ہوگا اور اگر کسی پر احسان کرے تو تکبر نہ کر کہ میں سردار ہوں اور یہ ماتحت، اگر زمانے کی تلوار نے اسے گرا دیا ہے تو وہ تلوار اب بھی کھینچی ہوئی ہے، جو تجھ سے دولت کا طلب گار ہے اللہ کا شکر ادا کر کے اس کو دولت دے کہ اللہ نے تجھے دینے کے قابل بنایا ہے نہ کہ کسی کا محتاج، سخاوت سرداروں کی سیرت ہی نہیں نبیوں کا اخلاق بھی ہے۔ زیرِ خاک وہی آسودہ ہوگا جس سے دنیا میں لوگ آرام سے سوتے تھے۔ مال و دولت اب اُٹا جا کہ تیرے بعد اس پر کسی اور کا حکم چلے گا۔ اپنا توشہ ساتھ لے جا کہ بعد مرگ تیری بیوی اور بچوں کو بھی تجھ پر ترس نہ آئے گا جن کے ہاتھ میں تیرے

قزائے کی پالی ہوگی۔ درویش کا ستر چھپا تا کہ خدا تیری پر وہ پوشی کرے۔ مسافر کو دروازے سے محروم نہ لو تا کہ خدا کبھی تجھے مسافر بنا کر دروازے نہ پھرائے۔ مسکینوں کو وہی نوازے گا جس کو ڈر ہو کہ کہیں وہ بھی نہ مسکین ہو جائے۔ اگر اللہ نے تجھے سوالی نہیں بنایا تو اسی شکرانے میں تو سوالیوں کو نواز تارہ۔

گرد مہر بانی تم اہل زمیں پر  
خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر



## (43) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مجوسی مہمان

حضرت ابراہیم علیہ السلام بغیر مہمان کے کھانا نہ کھاتے تھے ایک دفعہ مہمان نہ آیا تو آپ باہر نکلے کہ شاید کوئی مسافر دکھائی دے۔ آپ نے اچانک دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص نہایت ہی کمزور، جنگل کی طرف سے آرہا ہے، آپ بہت خوش ہوئے کہ آج بزرگ مہمان مل گیا ہے اس کو دعوت دی جو اس نے قبول کی آپ نے شکر یہ ادا کیا اور اس کو گھر لے کر آئے اس کو عزت سے بٹھایا، دسترخوان بچھ گیا۔ کھانا لگ گیا، جب کھانے لگے تو سب نے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کیا مگر اس بوڑھے نے بسم اللہ نہ پڑھی آپ نے فرمایا: ایہ کیا جراثیم کہ نعمت کھانے سے پہلے نعمت دینے والے کا نام تک تو نے نہیں لیا؟ اُس نے کہا: میں اپنا اپنا ہے میں تو آتش پرست ہوں کیا روٹی کے لئے اپنا دین چھوڑ دوں؟ آپ نے اس کو دسترخوان سے اُٹھا دیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ مجھے بھی تو پتہ ہے یہ مجوسی ہے مگر میں تو سو سال سے اس کو کھلا رہا ہوں تو ایک وقت کا بھی نہیں کھلا رکھا اگر وہ آگ کو بوجہ کرتا ہے تو کرتا پھرے تجھے تو سخاوت نہ چھوڑنی چاہیے تھی۔

### سبق

مہمان نوازی پیغمبروں کا اخلاق ہے جو امتوں کو بھی اپنانا چاہیے۔ ہمارے نبی مکرم علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں مہمان نوازی کے سینکڑوں ایمان افروز واقعات موجود ہیں اگر کافر مہمان بھی آیا ہے تو آپ نے اس کی خوب تو انصاف کی ہے ایک مرتبہ ایک کافر آپ کے ہاں رات کو ٹھہرا آپ نے اس کی مہمان نوازی فرمائی وہ جاتے ہوئے بستر پر پیشاب کر گیا جو آپ نے اپنے ہاتھوں سے دھویا۔ جب صحابہ کرام نے عرض کیا ہم دھوتے ہیں تو آپ نے فرمایا: نہیں میں ہی دھوؤں گا کیونکہ مہمان میرا تھا۔ سبحان اللہ۔



## (44) ایک مٹکار اور ایک عبادت گزار

ایک عبادت گزار کے پاس ایک ادیب مگر فرائیا آیا اور اپنا رونا پیوں روایا "میں بڑی طرح پھنس گیا ہوں کہ ایک کہنے کے میں نے دس درہم دے دیے ہیں جن کا ایک ایک ٹکا میرے دل پر دس من کے برابر ہے۔ ساری رات پریشانی میں گزرتی ہے اور سارا دن وہ سائے کی طرح میرے ساتھ رہتا ہے۔ اس نے میرا دل پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ میرے گھر کا دروازہ بھی توڑ دیا ہے۔ شاید اللہ نے زندگی میں اس کو صرف یہ دس درہم ہی دیے ہیں، انتہائی کہینے ہونے کے ساتھ جاہل بھی ہے۔ سورج نے کبھی اپنا چہرہ نہ نکالا ہوگا کہ جس دن اس دلاٹ نے میرا دروازہ نہ کھٹکھٹایا ہوگا۔ خدا ارہمے دس درہم دیجیے تاکہ میں اس سے جان چھڑاؤں" بزرگ نے اس کی باتیں سنیں تو رحم آگیا اور اس کو دس درہم دے دیے وہ وہاں سے نکلا اسی تھا کہ ایک شخص نے کہا! جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ تو ایسا شخص ہے کہ اگر مر بھی جائے تو اس پر رونا جائز نہیں یہ تو ایسا مکار ہے کہ بڑے بڑوں پر زین ڈال لیتا ہے۔ عبادت گزار نے ہاراض ہر کر کہا! تو چپ ہو جا اور زبان کی بجائے کان بن جا! اگر یہ مستحق تھا تو اس کی عزت محفوظ ہوگئی ہے۔ اور اگر مکار تھا تو پھر بھی مجھے افسوس نہیں کیونکہ ایسے مکار سے میں محفوظ ہو گیا ہوں۔ اچھے پر خرچ کرنا نیکی ہے اور بڑے پر خرچ کرنا شرارت سے بچنا ہے۔

## سبق

نیک و بد کی تمیز کے بغیر خرچ کیا جائے اگر نفع نہیں ہوگا تو اس کے شر سے ضرور بچ جائے گا۔ ایک بزرگ جب سالکوں کو دیتے تو اپنی آنکھیں پٹی رکھتے تاکہ ایک تو سالکوں کو



شرمندگی نہ ہو اور دوسرا کوئی بھی محروم نہ رہے اس موقع پر کسی نے اس بزرگ (ہندی شاعر  
عبدالرحیم خان خاناں) سے پوچھا کہ

۔ کس سے سیکھے خان جی ایسی انوکھی دین  
دام گروہ سے دیوت ہو پھر نیچے راکو نین  
تو اس بزرگ نے جواب دیا۔

دینے والا دیوت ہے دیوت ہے دن رین  
لوگ بھرم مجھ پر کریں یا وہ سے نیچے نین  
(مخزن اخلاق ص ۵۷۶)



## (45) بخیل باپ کا سخی بیٹا

ایک کنجوس مر گیا تو اس کے سخی بیٹے نے اس کا خزانہ بے دریغ حاجت مندوں کو لٹایا، ہر وقت اس کے دروازے پر جمنا جوں کا ہیوم رہتا اپنے اور بیگانے کو نوازتا، ایک ملامت کرنے والے نے کہا! اے فضول خرچ! جو تیرے باپ نے ساری عمر جمع کیا ہے تو ایک ہی دن میں اس کو کیوں خرچ کرتا ہے۔ سال بھر میں جمع ہونے والے کھلوڑے کو ایک دن میں چلا دینا عقلمندی نہیں ہے۔ (اس نے جواب دیا) فراخی کے وقت حساب وہ لٹوٹا رکھے جو تنگ دستی میں صبر کر سکتا ہو۔ مجھے اللہ نے سخی بنایا ہے تو صابر بھی بنایا ہے۔

حکایت: ایک دیہاتی خاتون نے اپنی بیٹی کو کہا کہ خوشحالی کے دن شکستہ کی کاٹھن کر لے۔ مشک اور گھڑے کو بھر کر رکھ کیونکہ عریٰ خشک ہونے والی ہے۔ دنیا سے آخرت کمائی جاتی ہے اور سونے چاندی سے دیو کا بچہ بھی مردہ اچا سکتا ہے۔ ہاتھ خالی ہو تو کوئی امید پوری نہیں ہوتی فقیر تیری امداد سے مالدار نہیں ہوں گے بلکہ تو فقیر ہو جائے گا۔ ملامت گر کی ساری باتیں سن کر غیرت مند لڑکے نے غصے سے اس کو جھڑک دیا اور کہا! میرے پاس جو خزانہ ہے میرے باپ نے کہا تھا کہ میرے دادا کا ہے۔ وہ دونوں مر گئے اور خزانہ چھوڑ گئے۔ اگر میں بھی اس کو استعمال میں نہ لاؤں تو میرے بعد کسی اور کو مل جائے گا۔ لہذا یہی بہتر ہے کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں اور فائدہ اٹھا نہ سکی ہے کہ کھانا، پہنا، بخشش کرنا اور لوگوں کو آرام پہنچانا نہ کہ بعد والوں کے لئے جوڑ جوڑ کر رکھنا۔ اس خزانے کے ساتھ اگر میں آخرت خرید لوں تو بہتر ہے ورنہ حسرت کے ساتھ مر ہی جاؤں گا۔

## سبق

جہاں تک ہو سکے مال و دولت میں سخاوت کی جائے، اسے جوڑ جوڑ کر رکھنے سے وارثوں کو تو فائدہ پہنچتا ہے لیکن خود بندہ آخرت کے خسارے میں رہتا ہے۔ ہالگ بات ہے کہ روپیہ پیسہ کفایت شعاری سے خرچ کرنا چاہیے اور مستقبل کی فکر بھی ضرور کرنی چاہیے دولت ضائع کرنے سے تو خزانے بھی خالی ہو جاتے ہیں ہاں! اللہ کی مخلوق تکلیف میں نہ تو دولت سنبھال کر رکھنا یا اس سے عیاشی کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے: **وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يَسْرِ فَوًا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا** اللہ کے بندے وہ ہیں جو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ حد اعتدال میں رہتے ہیں۔ (الفرقان: ۶۷)

دوسری جگہ فرمایا **وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبُطْ فَتَقْعَدَ مَلُومًا** اور اپنا ہاتھ اپنی گروں سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ تو (بیکار ہو کر) بیٹھ جائے ملامت کیا ہوا، جھکا ہوا۔ (نئی اسرائیل آیت نمبر ۲۹) ہمارا دین ہمیں میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے اور اسی لیے اس ”امذوسطا“ فرمایا گیا ہے جس کا ایک مطلب یہی ہے عربی کا مقولہ ہے **خبر الامور اوسطها** بھر بن کام در میانے ہی ہوتے ہیں۔



## (47) ہمسایوں کے حقوق

ایک عورت نے اپنے شوہر سے پڑوسی دوکاندار کی شکایت کی اور کہا کہ آئندہ اس سے ہرگز آنا نہ خریدنا کہ یہ تو گندم دکھا کر جو بیچنے والا ہے (گندم نما جو فروش) اسی بے ایمانی کی وجہ سے اس کی دوکان پر گاہکوں کی نہیں بلکہ گھسیوں کی بھیڑ رہتی ہے۔ شوہر نے اپنی بیوی کی باتیں سنیں اور کہا! اے میرے گھر کی روشنی! اس بے چارے نے تو ہماری ہی امید پہ ہمارے گھر کے ساتھ دوکان بنائی ہے اگر ہم ہی اس سے سودا نہ خریدیں گے تو یہ شرافت کے خلاف ہوگا ہمیں نیک لوگوں کی راہ اختیار کرنی چاہیے اور گرے ہوں گا باز و پکڑ کر ان کو اٹھا کر پھینک دینا کہ ان کو مزید مارنا شروع کر دیں۔ اس بے چارے دوکاندار کو معاف کر دے کیونکہ اللہ والے بے رونق دوکان کے ہی گاہک ہوتے ہیں اور سچی بات تو یہ ہے کہ نئی مرد اللہ کا ولی ہے کیونکہ سخاوت پیشہ مولا علی ہے۔

### سبق

ہمسایہ اگر بڑا بھی ہو تو اس سے حسن سلوک اور احسان ہی کے ساتھ پیش آنا چاہیے کیونکہ

نہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے  
مرا تو تب ہے کہ گرتوں کو تمام لے ساتی

سخاوت مقبولانِ بارگاہِ خدا کا پیشہ ہے اہل عرب کا مقولہ ہے السخی حبیب اللہ ولو کان فاسفا حتی اللہ کا دوست ہے اگر چہ گناہ گار ہو۔ اور حدیث شریف میں ہے حتی اللہ کے قریب ہے جنت کے قریب ہے روزِ رخ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے اور روزِ رخ کے قریب ہے۔



## (47) احسان

ایک اللہ کا نیک بندہ بیت اللہ شریف کی طرف جاتے ہوئے ہر قدم پہ دو رکعت نفل پڑھتا جا رہا تھا اور اس قدر یاد خدا میں گمن کہ پاؤں سے کانٹا بھی نہیں نکال رہا تھا۔ آخر کار اس کو خود ہی اپنا یہ عمل پسند آیا، شیطان نے دل میں غرور پیدا کیا کہ اس سے بہتر تو سفر کرنا ممکن ہے اگر اللہ کا کرم اس کے شامل حال نہ ہوتا تو یہ خیال اس کو گمراہ کر دیتا، ایک غیبی فرشتے نے اس کو آواز دی کہ اے نیک مرد اور نیک طبیعت والے! اگر تو نے عبادت کی ہے تو یہ نہ سمجھ کہ میں رب کی باگاہ میں کوئی بہت بڑا تحفہ لے کر آیا ہوں ہاں! اگر تو کسی پر کوئی احسان کر کے اس کے دل کو راحت پہنچائے تو یہ عمل ہر منزل پہ ہزار نفل پڑھنے سے بھی بہتر ہوگا۔

## سبق

کسی غریب اور محتاج کی دلدادہی اور مدد کرنا نفل عبادت سے زیادہ ثواب رکھتا ہے اس سے وہ لوگ ہدایت حاصل کریں کہ جو پڑھنے پڑھانے کی بات ہو تو سارا سارا دل بھی پڑھتے رہتے ہیں اور جب خرچ کرنے کا معاملہ آئے تو سب کچھیں سکھیں چوس بن جاتے ہیں۔ ایسے خشکی کے مارے ہوئے عبادت گزاروں کی اللہ کی بارگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اسی بوستان میں اس سے پہلے فرمایا تھے ہیں

طریقت بجز خدمت مطلق نیست یہ تصبیح و سجادہ و اوق نیست  
طریقت مخلوق کی خدمت کرنے کا نام ہے نہ کہ تصبیح، سجادہ نشینی اور گدازی کا۔

فاعتبروا یا اولی البخل والاسراف.



## (48) روزے دار بادشاہ

ایک سپاہی کی بیوی نے اپنے خاند کو کہا! اے سرتاج! جا اور جا کر بچوں کے لئے کھانے کا انتظام کر! بادشاہ کے دسترخوان سے اپنا حصہ لے کر آ! کیونکہ بچے بھوکے ہیں اس نے جواب دیا! آج بارہ گچی خانہ بند ہے کیونکہ بادشاہ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ عورت نے زخمی دل کے ساتھ چہرہ لٹکا کر کہا! بھلا بادشاہ کو ایسے روزے سے کیا فائدہ جبکہ اس کا روزہ نہ رکھتا ہمارے بچوں کی عید ہے۔ جس بے روزہ کے ہاتھ سے کسی کو بھلائی ملے وہ دنیا دار دائمی روز کے دار سے بہتر ہے۔ روزہ تو اس کے لئے بہتر ہے جو اپنا دوپہر کا کھانا کسی بھوکے کو کھلائے ورنہ تو اس نے ضرور بچت کے لئے روزہ رکھا ہے کہ ایک وقت کا کھانا بچا کر دوسرے وقت میں خود ہی کھا لیا ہے۔ ایسے نادان! روزے دار کے نظریات کفر و اسلام کو گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ مقام غور ہے پانی بھی صاف ہوتا ہے اور شیشہ بھی صاف لیکن دونوں میں فرق تیز والا ہی کر سکے گا۔

### سبق

اگر نفل عبادت چھوڑ دینے سے کسی غریب کا بھلا ہو رہا ہو تو عبادت چھوڑ کر غریب کی بھلائی کے کام میں مصروف ہو جانا زیادہ بہتر ہے حضور علیہ السلام کی سیرت مبارکہ میں یہ بات موجود ہے کہ کوئی شخص اگر آپ کو ملنے آتا اور آپ نفل عبادت میں مصروف ہوتے تو عبادت متوقف کر دیتے پہلے اس کی بات سننے اور جو مسئلہ ہوتا مل فرماتے اور اس سے فارغ ہو کر عبادت میں لگ جاتے۔ (الشفاء جعفر بن حرق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از ابو الفضل حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعہ)



## (50) ایک سخی اور قیدی

ایک شخص کریمانہ اور سخاوت والی طبیعت رکھنے کے باوجود نکال تھا (خدا کرے کہ کہینے کو مال نہ ملے اور سخی تنگ دست نہ ہو) ایک قیدی نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ اے نیک بخت! میری مدد کر کہ میں قید خانے میں ہوں۔ خالی ہاتھ سخی نے قید کرنے والوں کو کہا! اس کو میری ضمانت پر رہا کر دو۔ انہوں نے ہات مان لی اور قیدی کو کھول دیا تو وہ ایسے بھاگا جیسے پرندہ بجنجرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر بھاگتا ہے اور ایسی دوز لگاتی کہ اس کی گردن کا ہوا بھی مقابلہ نہ کر سکی۔ انہوں نے اسی وقت اس ضمانتی کو پکڑ لیا کہ یا پیسے نکالو یا بندہ دوں ہے چارہ بے قصور جیل میں پڑا رہا نہ کسی کو نقد لکھا نہ پیغام بھیجا اور جسے بعد کسی دوست کا اس طرف سے گزر ہوا تو اس نے پوچھا! اے نیک بخت! میرا نہیں خیال کہ تو نے چوری کی ہو یا کسی کا مال کھایا ہو پھر جیل میں کیوں ہے؟ اس نے کہا بات تو ایسے ہی ہے مگر میں نے اسی جیل میں ایک قیدی کو پریشان حال دیکھا تو اپنے آپ کو قیدی بنالینے کے علاوہ مجھے اس کی رہائی نظر نہ آئی۔ آخر کار بے چارہ جیل میں ہی مر گیا مگر نیک نامی لے گیا۔ زندہ دل شخص مٹی کے نیچے بھی سویا ہو تو اس کا جسم اس زندہ عالم سے بہتر ہے جس کا دل مردہ ہو کیونکہ زندہ دل کا جسم سربجی جائے تو کوئی حرج نہیں اس کا دل تو زندہ ہے۔

### سبق

زاہد کو ریکھیں تو الگ اس کی شان ہے      خلق خدا پہ طعن ہے طاعت کا مان ہے  
حضرت کو زہر خشک پہ کتنا گمان ہے      گمراہ ہوا مزاج سر آسمان ہے

جو اس کے ڈھنگ دیکھ لے کہتا ضرور ہے  
 دنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے  
 عالم جو اپنے علم پہ پھولا ہوا نہیں ہم کو تو اس جہاں میں ابھی تک ملا نہیں  
 جاہل پہ کون عالم دان ہنسا نہیں رونا تو یہ ہے کوئی بھی عجز آشنا نہیں  
 نشہ شراب علم میں ہے اور ضرور ہے  
 دنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے  
 محروم خاکسار جہاں کا یہ حال ہے ہو اس جہاں سے دور جو فکر مال ہے  
 نام ہمنو نے جو بچھایا پہ جال ہے پچتا میرے خیال میں اس سے محال ہے  
 مگر کھل سکی نہ آنکھ تو پھنسا ضرور ہے  
 دنیا ہے جس کا نام وہ دارالغرور ہے





## (51) جانوروں پہ نیکی کرنا

ایک شخص نے جنگل میں ایک کتا دیکھا جو پیاس سے مر رہا تھا، اس نے اپنی نوپي کے ساتھ گھڑی باندھی، کنویں سے پانی نکال کر سچے کو پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی۔

### سبق

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی اس حکایت پر طویل تبصرہ فرمایا ہے، پہلے وہ ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر تو ظالم ہے تو اللہ سے ڈر، بخشش کر اور وفا کی عادت ڈال لے، جو ذات سنے کے ساتھ کی ہوئی نیکی منافع نہیں کرتی وہ بھلائی یک مرد سے بھلائی کرنا کیونکر منافع فرمائے گی چاہے جنگل میں کوئی کنواں کھدوا دے یا کسی زیارت گاہ پر کوئی چراغ ہی جلا دے خزانے سے ڈھیروں سونا خیرات کرنا وہ ثواب نہیں رکھتا جو مشقت سے کمایا ہوا ایک دینا۔ ہر ایک کو اس کی طاقت کے مطابق تکلیف دی گئی ہے چوٹی کیلئے تو لمبی کا پاؤں بھی بہت وزن رکھتا ہے۔ آج نیکی کرنا کہ کل کی سختی سے بچ جائے۔ گرے ہوؤں کو اٹھانے والا خود گر بھی جائے تو گر نہیں رہے گا کیونکہ اس کو اٹھانے والے بہت ہوں گے۔ اپنے ماتحت کو بھی سخت حکم نہ دے ہو سکتا ہے کل وہ حکمران ہو جائے اور تو ماتحت، جیسا کہ پیادہ (تاش کا پتہ) اچانک وزیر ہو سکتا ہے۔ سنے چھنے والے پر ناراض ہونے والا کسان اپنا ہی نقصان کرتا ہے، کیا وہ اس بات سے ڈرتا نہیں کہ کل کلاں مسکین کو دولت مل جائے اور وہ مسکین ہو جائے۔ بڑے بڑے زور آور گر جاتے ہیں اور بہت سے گرے ہوئے بچتا رہ جاتے ہیں۔

مذکورہ حکایت میں اگرچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا ہے تاہم حدیث کی کتابوں میں مثلاً بخاری شریف میں واضح طور پر میں ایک عورت کا ذکر ہے اور نوپا کی بجائے موزے کا جب کہ چٹڑی کی جگہ دوپٹے کا ذکر ہے کہ اس عورت نے (جس کو حدیث میں فاحشہ فرمایا گیا ہے) اپنا دوپٹہ موزے سے باندھ کر کنویں میں لٹکایا، پانی نکالا اور لمبے کو پلا کر اس کی جان بچائی تو اللہ نے اس کی بخشش فرمادی مقام غور ہے کہ اس دور کی فاحشہ عورت بھی سر پہ دوپٹہ رکھتی تھی اور آج کی شریف زادی نیگے سر پھرتی ہے۔

بخاری شریف میں ایک اور عجیب واقعہ بھی مذکور ہے کہ ایک پرہیزگار عورت کو پتہ کیا سوچھی کہ اس نے ایک بچی کو باندھ دیا اور اس کو کھانے پینے کو کچھ نہ دیا یہاں تک کہ بچی مر گئی اور اس سنگ دلی کی وجہ سے وہ عورت دوزخ میں چلی گئی۔ توجہ فرمائیں کہ جانوروں (وہ بھی حرام جانور) پہ بے رحمی کا اس قدر وبال ہے تو انسانوں پھر مسلمانوں پہ ظلم کا کتنا عذاب ہوگا۔ اور جب کہتے ہیں کہ رحم کرنے سے اس قدر اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے تو مسلمانوں کی جان بچانے والا اللہ کے کرم سے کیونکر محروم رہ سکتا ہے۔



شیخ کہ مرغان با حسنہ  
دل چمنان ہم مکر ذہن تک  
ترکے کیز شوریہ مستام  
کادہ تان غلافیہ جنگ

## (52) ایک فقیر اور متکبر مالدار

ایک حاجت مند فقیر مدد کے لئے کسی مالدار کے پاس گیا اس نے بجائے کچھ دینے کے فقیر کو ڈانٹ دیا۔ فقیر نے خون جگر پیتے ہوئے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا: شاید اس نے اس قدر سختی اس لیے کی ہے کہ یہ کبھی حاجت مند ہو اسی نہیں۔ مالدار کو یہ بات سن کر حریفہ غصہ آیا اور غلام کو حکم دیا کہ اس کو دھکے مار مار کے باہر نکال دو۔ نندا کا کرنا ایسا ہوا کہ یہ مالدار اتنا کنگال ہو گیا کہ ہسن کی طرح تنکا ہو گیا، نہ مال رہا نہ غلام۔ بھوک نے اس کے سر پہ قاتل کی گرد جھادی اور شعبدہ باز کی طرح ہاتھ اور کمر (جیب) خالی ہو گیا۔ زمانہ گزرا کہ وہی غلام جس نے فقیر کو دھکے دے کر نکالا تھا کسی مالدار کے پاس گیا جو بہت ہی سخی تھا۔ پریشان مسکین کو دیکھ کر ایسے خوش ہوا جیسے مسکین مال کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اس مالدار نے غلام کو حکم دیا کہ اس سائل کو خوش کر دے۔ دس ترخان بچھ گیا اور کمانے کے لئے سائل کو ساتھ بٹھالیا گیا کہ اس نے زور سے نعرہ لگایا، رخساروں پہ آنسو ٹپکے اور دوز کر پہلے مالک کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: کیا ماجرا ہے! تو غلام نے بتایا میں آج ایک سخی مالدار کے پاس گیا ہوں یقیناً وہی ہے جس کو تیرے حکم سے میں نے دھکے مار مار کے نکالا تھا۔ اللہ تعالیٰ حکمتاً اگر ایک دروازہ بند کرتا ہے تو اپنے فضل و کرم کا دوسرا دروازہ کھول دیتا ہے۔

### سبق

فقیروں اور سائلوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کل کو ہو سکتا ہے خداے قادر مطلق فقیر کو ترقی کر دے اور مالدار کو فقیر بنادے۔ قرآن مجید میں ہے: **وَلَا يَمْلِكُ الْإِيمَانُ وَلَا الْوَلَهَا بَيْنَ النَّاسِ هُمْ فِي أَعْيُنِ اللَّهِ كَوْنُهُمْ كَوْنُهُمْ**۔  
 فقاعتبروا یا اولی الایصار۔



## (53) حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمۃ

(صوفی باصفا، حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ) حضرت شبلی علیہ الرحمۃ ایک گندم فروش کی دکان سے گندم کا بورا اپنے کندھوں پہ اٹھا کر گاؤں لے گئے۔ بورا کھولا تو اس میں سے ایک چیونٹی ادھر ادھر دوڑتی ہوئی نظر آئی، اس کی پریشانی نہ دیکھی گئی اور ساری رات سو نہ سکے۔ رات گزری تو چیونٹی کو واپس کے ٹھکانے پہ پھوز آئے۔

### سبق

اس پر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے خود تبصرہ فرمایا کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مردت کے خلاف سمجھا کہ چیونٹی اپنے ٹھکانے سے دور رہ کر پریشان رہے۔ تو بھی پریشان حال لوگوں کے دل کو خوش رکھنا کہ تجھے اطمینان نصیب ہو، فردوسی (ایران کے بزرگ شاعر شاہنامہ کے مصنف) نے کیا خوب کہا ہے کہ دانہ کھینچنے والی چیونٹی کو نہ ستا کیونکہ اسے بھی جان اتنی ہی پیاری ہے جتنی کہ تجھے۔ وہ شخص سیاہ دل ہے جو چیونٹی کو بھی ٹنگ دل رکھنا چاہے، کمزور کے سر پر زور سے نہ مارا ہو سکتا ہے کسی دن تو چیونٹی کی طرح اس کے پاؤں میں گرے، دیکھ لے! شمع نے پروا نہ کی کہ ترس نہ کھایا تو ساری مجلس کے سامنے جلتی رہی۔ میں نے مانا کہ تجھ سے کمزور دنیا میں بہت ہیں لیکن آخر تجھے بھی تسلیم ہو گا کہ کئی تجھ سے زیادہ طاقتور بھی ہیں۔ اہل اللہ تو چیونٹی جیسی حقیر مخلوق کی تکلیف بھی برداشت نہیں کرتے تو انسانوں کو ٹنگ کرتا ہے۔

تجھے اپنے آباء سے نسبت ہو نہیں سکتی

اے بندے! کرم کر کہ کرم سے انسان کو ڈکار کیا جاسکتا ہے۔ مہربانی دشمن کی گردن بھی باندھ دیتی ہے اور یہ وہ کندھے جو گوار سے بھی نہیں کاٹی جاسکتی۔ دشمن مہربانی دیکھے گا تو پھر خباثت ذکر کرے گا۔ اگر تو بدی کرے گا تو اچھے دوست سے بھی بدی دیکھ لے گا کیونکہ بدی کے راج سے نیکی کا پھل نہیں اُگ سکتا۔ دوست کے ساتھ اگر تو بخشنے کرے گا تو اس کو تیری عقل سے بھی نفرت ہو جائے گی اور اگر دشمن کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو وہ چند دنوں میں تیرا دوست ہو جائے گا۔



## (54) احسان

میں تے دیکھا کہ ایک نوجوان کے پیچھے ایک بکری دوڑی دوڑی جا رہی ہے اور اس کے گلے میں رسی اور پنہ ہے۔ میں نے نوجوان کو کہا کہ یہ رسی اور پنہ کا کمال ہے جو بکری تیرے پیچھے پیچھے آ رہی ہے اس نوجوان نے میری بات سنی اور بکری کے گلے سے پنہ اور رسی کو اتار دیا لیکن بکری بدستور اچلتی کودتی اس کے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔ مجھے سمجھ آ گئی کہ کیا معاملہ ہے کیونکہ اس کے ہاتھ سے بکری نے جو اور پارہ کھایا ہے لہذا پنہ اور رسی اس کو اس کے پیچھے پیچھے نہیں لارہی بلکہ احسان کی رسی اس کو نوجوان کے پیچھے لارہی تھی۔ مست ہاتھی جو فیل بان پھل نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ ہاتھوں سے زیادہ طاقت رکھتا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ہاتھی نے اس کے ہاتھوں میں بانیاں دیکھی ہیں۔

### سبق

اہل عرب کہتے ہیں الانسان عبد الاحسان۔ احسان سے انسان تو غلام ہے دام بن ہی جاتا ہے جانور بھی تابعدار ہو جاتے ہیں۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں

۔ تو ہم گردن از حکم داور میچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو بیچ  
تو خدا کا تابعدار ہو جا مخلوق حیرتی تابعدار ہو جائے گی۔ صوفیاء کرام نے ایک حدیث کتب تصوف میں درج فرمائی ہے من کان لله کان الله له جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ جب خدا اس کا ہو گیا تو خدائی بھی اس کی ہو گئی

میں تو مالک ہی کیوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

اہل اللہ نروں سے بھی اچھا سلوک کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ گناہ سے نفرت کرو نہ کہ گنہگار سے۔ بدوں سے پیار اور تواضع کی جائے کیونکہ اگر تو کہتے پر بھی احسان کرتے ہوئے اس کو لغتہً ڈال دے گا تو وہ بھی تیرا لحاظ کرے گا۔ حکایات اولیاء میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ لکھنے کے دوران جب انہوں نے قلم سے سیاہی لگائی تو اچانک ایک کبھی قلم کی سیاہی والے حصے پہ آکر بیٹھ گئی انہوں نے اس خیال سے لکھنا متوقف کر دیا کہ خدا جانے کتنی پیاس ہوگی، چلو اس کو پیاس بجھا لینے دو میں دو منٹ بعد میں لکھ لوں گا بس یہی حسن نیت اور خیر خواہی اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ طریقت و روحانیت کے کئی درجے ملے ہو گئے اور اللہ کی رضا بھی نصیب ہو گئی۔

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ مذکورہ حکایت کے آخری شعر میں فرماتے ہیں

برآں مرد کد است دندان یوز

کہ مالد زباں بر بنیرش وروز

احسان اور مہربانی کی وجہ سے چھپتے کے دانت اس شخص پہ کد ہو جاتے ہیں جس کے بنیر سے دوون زبان مل لیتا ہے۔ جب ایسے درندے مہربانی کے نتیجے میں اس قدر مہربان ہو جاتے ہیں تو اللہ کی مخلوق جو کہ اشرف المخلوقات (انسان) ہے اس پر مہربانی و احسان کرنے سے اللہ تعالیٰ جو ہے ہی رحمن و رحیم کس قدر مہربان ہو جاتا ہوگا۔

رحمت دا دریا الہی ہر دم و گدا تیرا

ہے اک قطرہ بخشش میوں کم بن جادے میرا

(میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ)



## (55) ایک درویش اور لومڑی

ایک درویش نے ایک لنگڑی لومڑی کو دیکھا تو سوچنے لگا کہ بچاری کیسے کھاتی کھاتی ہوگی! اچانک یہ دیکھتے ہیں کہ ایک شیر گیدڑ کو پکڑ کے لے آیا اور اس کو جتنا کھاتا تھا کھا لیا اور جو بچ گیا وہ لومڑی نے کھالیا دوسرے دن پھر اللہ نے اس کو ایسے ہی روزی دی۔ درویش گھر گیا اور سوچا کہ جب مالک و مولیٰ ایسی مخلوق کو اتنے حیرت انگیز طریقے سے روزی پہنچا دیتا ہے تو مجھے کیا ضرورت پڑی محنت و مشقت کی۔ جیونی کی طرح گھر میں بیٹھ گیا کہ ہاتھی کو نسا اپنی طاقت کے بل بوتے پہ کھاتا ہے کئی دن بیٹھا رہا کہ غیب سے روزی آئے گی مگر نہ کسی اپنے نے پوچھا نہ بچکانے نے ستار کی تاروں کی طرح رگیں، ہڈیاں اور کھال ہی رہ گئی جب مہر کے بندھن ٹوٹ گئے تو محراب مسجد سے آواز آئی

برو شیر و تدمہ باش اے دغل مہندار خود راجو رو باہ شل  
اے مکار! جانگڑی لومڑی بننے کی بجائے چھارنے والا شیر بن۔ شیر کی طرح کسی کو اپنا بچا کھچا کھلا، کسی کا بچا کھچا نہ کھا۔ شیروں کی طرح جسم رکھنے والے اگر لومڑی کی طرح پڑے رہیں گے تو ان سے کتنا بہتر ہے دوسروں پہ امید رکھنے کی بجائے خود کا اور دوسروں کو کھلا۔ مرد بن، بیچرانہ بن، خود دوسروں کی کھاتی کھاتا ہے۔ خود گر کر کسی کو مدد کے لئے پکارنے کی بجائے دوسروں کی دشگیری کر۔ خدا اہل کرم پہ ہی کرم فرماتا ہے۔ یہ باتیں کم ہمت لوگ نہ سمجھیں گے کیونکہ وہ تو بے گری کی چھال ہیں۔

سبق

انسان کو دوسروں کا سہارا ڈھونڈنے کی بجائے خود غیروں کا سہارا بننا چاہیے۔ یعنی کسی کا احسان مند ہونے کی بجائے محسن بننے کی کوشش میں رہنا چاہیے۔





## (56) ایک بخیل عبادت گزار

میں نے ایک بزرگ کا شہر و سنا کہ روم کے اطراف میں رہتا ہے چنانچہ چند ساتھیوں کے ساتھ زیارت کو روانہ ہوا۔ بزرگ ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور عزت و تعظیم کے ساتھ سراور پیشانی کو چومنا، تعظیم سے بٹھایا۔ سنا چاندی، سامان سب کچھ موجود تھا لیکن بے پھل درخت کی طرح میں نے اس بزرگ کو بے سروت پایا۔ باتیں کرنے میں تیز لیں اس کا چولہا ہر وقت ٹھنڈا رہتا تھا۔ وہ ساری رات نہ سویا و نہ کھانا کھ پڑھنے کے سبب اور ہم نہ سوتے بھوک کے سبب صبح ہوئی تو وہی کل والی مہربانی شروع کر دی یعنی خالی ہاتھوں پر کھانے لگا۔ ہم میں سے ایک ظریف الطبع نے کہا ابوسہ واپس لے لیں اور تو شرعاً فرمادیں کیونکہ مسافر کو بوسے کی نہیں تو شے (کھانے) کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے جوتوں کو احترام سے ہاتھ لگانے کی بجائے ہمیں روٹی دیجئے پھر چاہے جوتے ہمارے سر پر مار لیں۔

### سبق

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اہل اللہ نے خالی شب بیداری سے نہیں بلکہ ایثار سے کمال پایا ہے۔ بزرگی تفاوت (و بطعمون الطعام) میں ہے نہ کہ خالی ہاتھوں میں۔ خالی دعوؤں سے جنت نہ ملے گی بلکہ کچھ کرنا بھی پڑے گا۔ ہاں اگر دعویٰ سچا اور حقیقت پر مبنی ہو تو کر لینے میں حرج نہیں ہے مگر بلا عمل کا دعویٰ ایک انتہائی کمزور سہارا ہے۔

اے مرغِ سحر عشقِ زہرِ دانہ بیاموز

کاں سو خستہ را جاں شد و آواز نیامد

اے سحر کی طرح بائیس دینے والے! عشق سیکھنا ہے تو ہر دانے سے

سیکھ جو شمعِ جان جلا دیتا ہے مگر اس سے آواز تک نہیں آتی۔



## (57) حاتم طائی کی سخاوت

حاتم طائی (عرب کا مشہور سنی) کا ایک تیز رفتار، بجلی کی گرج اور مباحی تیزی والا دھواں وار گھوڑا تھا جو درازتا تو جنگلوں، پہاڑوں پہ اوڑھنے پر سانا گیا کہ ابر بہاراں ہے اور تے ہوئے ہوا کو بھی عاجز کر کے پیچھے چھوڑ دیتا۔ یہاں تک کہ شاہ روم کے سامنے اس گھوڑے کی تعریفیں ہونے لگیں کہ جنگلوں کو ایسے طے کرتا ہے جسے کشتی پانی کو اور اس کی رفتار سے زیادہ کو ابھی نہیں اڑ سکتا۔ بادشاہ نے وزیر کو کہا کہ بے دلیل و دعویٰ تو شرمندگی ہوتا ہے تو جا اور حاتم سے وہی گھوڑا مانگ۔ اگر دے دے گا تو اس کی سخاوت کے چرچے حق سمجھوں گا ورنہ خالی ڈھول کی آواز ہوگی۔ چنانچہ اس افراد کا قافلہ قبیلہ بنی طے (حاتم طائی کا قبیلہ) کی طرف روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی حاتم نے دستِ خوان بچھا دیا اور ایک گھوڑا ذبح کر کے ان کو کھلایا اور رات گزارنے کے بعد الوداع کہتے وقت العیالات سے بھی نوازا۔ وزیر نے جرات کی اور مذکور گھوڑا مانگا تو حاتم طائی نے حسرت سے دیوانوں کی طرح وائٹوں سے ہاتھ کاٹا اور کہا! آپ نے پہلے کیوں نہ بتایا! رات کو میں نے تمہارے لیے وہی گھوڑا ذبح کر کے تمہیں کھلادیا ہے۔ کیونکہ گھوڑوں کی چراگاہ دور تھی اور ہارٹس کی وجہ سے میں وہاں نہ جاسکا اور اس کے علاوہ کوئی گھوڑا پاس نہ تھا۔ میں نے محرومت کے خلاف جانا کہ تم فاقے میں سوجاؤ اور میں گھوڑا بچالوں۔ مجھے تو نیک نامی چاہیے نہ کہ عمدہ گھوڑا۔ جب یہ خبر روم پہنچی تو بادشاہ نے ہزار آفریں کہی۔

## سبق

مہمان نوازی کے لئے اپنی عزیز ترین متاع بھی قربان کرنی پڑے تو اس سے دریغ نہ کرنا چاہیے۔ اس سے جو نیک نامی حاصل ہوتی ہے یہ غیر اسلام نے بھی اس کی تعریف فرمائی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)



دام دوزخ زرد و دل و دوزخ دوزخ  
 بی تو من عاشق سرسبز  
 پیوستہ کی گشت بی پرست  
 چمن پرستم تو حق حسنیت  
 ۱۴۰۰  
 مشفقہ بوستان سعدی  
 مکتبہ اسلامیہ  
 لاہور

## (58) حاتم طائی کی آزمائش

یمن کا بادشاہ جرتود بڑا نئی تھا اگر اس کو سخاوت کا بدل کہا جائے تو درست ہے کہ بارش کی طرح درہم برساتا تھا۔ کوئی اگر اس کے سامنے حاتم کا نام لیتا تو غصے میں آ جاتا کہ اس بچارے نے کیا سخاوت کرنی ہے کہ نہ اس کے پاس حکومت نہ خزانہ تھا۔ ایک دن بادشاہ نے شابانہ جشن منایا اور خوب دولت لٹائی کسی نے اس موقع پہ حاتم کا ذکر کر دیا تو بادشاہ کو شدید غصہ آیا اور ایک بندہ حاتم کے قتل پہ مقرر کر دیا کہ حاتم کے ہوتے ہوئے میری سخاوت تو بیکار ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ شخص حاتم کو قتل کرنے کے ارادے سے چل پڑا تو راستے میں ایک نوجوان جس سے محبت کی بو آ رہی تھی سامنے آیا انتہائی خوبصورت، عقل مند اور شیریں زبان تھا جو اس کو اپنے گھر لے گیا ایسی مہربانی کی کہ دشمن کا دل نیکی سے لوٹ لیا، صبح کو جب یہ جانے لگا تو نوجوان نے ایک رات اور ٹھہرنے کی درخواست کی۔ اس نے کہا میں ایک بڑی مہم پہ ہوں اس لئے اس سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ نوجوان نے کہا اگر تو مجھے بتائے کہ وہ کیا مہم ہے تو میں بدل و جان تیرے ساتھ تعاون کروں گا۔ اس نے کہا تو جو انور، سمجھدار اور راز کا امین معلوم ہوتا ہے اس لئے تجھے بتائے دیتا ہوں۔ اس ملک میں حاتم نامی کوئی شخص رہتا ہے جو نیک سیرت اور باہرکت ہے۔ خدا جانے یمن کے بادشاہ کو کیا ٹھانی ہے کہ اس نے حاتم کا سراغ لگا ہے اور بد قسمتی سے ڈیوٹی میری لگائی ہے۔ اگر تو اس تک میری راہنمائی کر دے تو تیرا احسان دوگا۔ نوجوان نے ہنستے ہوئے سر آگے جھکا دیا اور کہا! سر حاضر ہے۔ تلوار نکال اور اتار لے میں ہی حاتم ہوں۔ کیونکہ جب صبح روشن ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے کوئی رکاوٹ پڑ جائے یا تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔ حاتم کی یہ سرواگی دیکھ کر وہ شخص قدموں پہ گر گیا اور اس کی چٹائی نکلی، کبھی اس کے ہاتھ جو متا کبھی پاؤں۔ تلوار پھینک دی اور سینے پہ ہاتھ باندھ

کرتا مومن کی طرح کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا! اگر میں تیرے جسم پہ پھول بھی ماروں تو مرد نہیں ہوں بلکہ عورت ہوں۔ اس کی آنکھوں کو چوما اور یمن واپس آ گیا۔ بادشاہ نے چہرہ دیکھ کر پہچان لیا کہ کوئی کام کیے بغیر ہی واپس آ گیا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا! کیا خبر لائے ہو اور سر کہاں ہے، کیا اس نے اُٹا حیرے اوپر حملہ تو نہیں کر دیا کہ جس کی تو تاب نہ لاکر واپس خالی بھاگ آیا ہے؟ اس نے کہا اے بادشاہ! میں حاتم کے پاس گیا اس کی میں کیا کیا خوبی تیرے سامنے بیان کروں، اس کے احسانات نے میری کمر دوہری کر دی ہے، اس نے مہربانی کی تلواریں مجھے مار دیا ہے۔ پھر اس نے ایک ایک خوبی بیان کی اور ایسے انداز سے کہ خود بادشاہ بھی اس کی تعریف کرنے لگا۔ بادشاہ نے بہت کچھ فرح کیا اور حاتم کی سخاوت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا! اگر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں تو وہ اس کا حق وار ہے۔

## سبق

مہمان کی دل جوئی کے لئے اگر جان سے بھی گزر رہا پڑے تو اس میں پس و پیش کرنی چاہیے۔ آج حاتم غائی کا نام کیوں روشن ہے؟ صرف انہی خوبیوں کی وجہ سے۔ کسی نے امام حسن یا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حاتم غائی تو اتنا نئی تھا کہ اس کے محل کے دس دروازے تھے کوئی سوالیہ بار بار دس دروازوں سے آتا تو حاتم ہر بار دیتا اور یہ نہ کہتا کہ تو پہلے بھی لے کر گیا ہے۔ کیا حضور علیہ السلام کی سخاوت کوئی ایسا واقعہ ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک سوالیہ کو دیتا پھر بھی اس کا دامن نہ بھرتا بھی تو بار بار آتا ہمارے نبی علیہ السلام نے ایک ہی بار جس کو دیا اس کو دوبارہ مانگنے کی حاجت نہ دی۔

سہ سچے خالی ہاتھ نہ لوئیں کتنی ملی خیرات نہ پوچھو  
ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو



## (59) دختر حاتم بارگاہ رسالت ماب علیہ السلام میں

حضور علیہ السلام کے دور اقدس میں بنی مٹے قبیلہ نے جب اسلام قبول نہ کیا تو آپ نے ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا، لشکر اسلام نے اس قبیلہ کے بہت سارے لوگوں کو گرفتار کر کے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا آپ نے ان کو پاک دین والوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ ان قیدیوں میں ایک لڑکی تھی جس نے عرض کیا! میں حاتم کی بیٹی ہوں اور آپ جانتے ہیں میرا باپ بڑا نیک تھا، آپ نے فرمایا اس لڑکی کو چھوڑ دیا جائے اور باقی لوگوں کو تیغ کر دو۔ لڑکی نے رو کر عرض کیا! اگر ایسا کرتا ہے تو مجھے بھی باتوں کے ساتھ ہی قتل کر دو ورنہ سب کو کر دو کیونکہ میں تنہا چکر دوا پس جانا نہیں چاہتی آپ نے سب کو نہ صرف آزاد کر دیا بلکہ بہت سارے تحائف و عطیات بھی عطا کیے۔

### سبق

دین اسلام کتنا پاکیزہ دین ہے جو نہ صرف کمال والوں کی حفاظت کرتا ہے بلکہ ان کی نسلوں کا بھی تحفظ کرتا ہے۔ کہ ایک سنی کی بیٹی کی سفارش پر پورے قبیلے کو معافی کا سرٹیفکیٹ عطا کر دیتا ہے۔

علامہ اقبال نے اس واقعہ کو اپنے رنگ میں بیان کیا ہے صرف ایک شعر ملاحظہ

سکینہ



## (60) ایک بادشاہ اور حاتم طائی

ایک بوڑھے فقیر نے حاتم سے دس درہم کی شکر کا سوال کیا تو حاتم نے اس کو شکر کا پورا توڑا عطا کر دیا، حاتم کی بیوی نے کہا! فقیر کو تو دس درہم کی شکر ہی کافی تھی پھر پورا توڑا دے دیے گا کیا مطلب؟ حاتم نے ہنس کر کہا! اس کی طلب تو اتنی تھی مگر ہماری سخاوت تو اتنی نہیں ہے۔

### سبق

نئی دہ ہوتا ہے جو سوالی کی ضرورت سے بڑھ کر اپنے حوصلے اور شان کے مطابق عطا کرتا ہے نہ سوائی پکا اُٹھے۔ جمولی ہی میری جگہ ہے تیرے یہاں کی نہیں۔





## (61) بادشاہ کا حوصلہ

جنگل میں بارش سردی، سیلاب اور تاریکی کے عالم میں ایک فقیر کا گدھا کچھڑ میں پھنس گیا، غصہ میں آکر ساری رات اپنی پرائیوں بلکہ اس ملک کے بادشاہ کو گالیاں بکھارا۔ اچانک بادشاہ ڈکار کھیل کر واپس آ رہا تھا بادشاہ نے فقیر کی باتیں سنیں جن کو سن کر برداشت کرنے کی کسی میں بھی طاقت نہ تھی۔ بادشاہ نے وزراء سے کہا کہ یہ فقیر مجھے کیوں گالیاں دے رہا ہے۔ وزراء نے فقیر کو قتل کر دیے کا مشورہ دیا لیکن بادشاہ نے کہا! واقعی اس میں میرا قصور ہے کہ میں اس کی مدد نہیں کر سکا۔ چنانچہ بادشاہ نے فقیر کو سونا، گھوڑا، پوستیں اور اچکن سے نوازا۔ چہ نیکو بود مرد دقت کیس۔ غصے کے دقت محبت کس قدر بھلی لگتی ہے۔ ایک وزیر نے بوڑھے فقیر کو کہا! او عقل کے اندھے آج تو قتل ہونے سے خوب بچا ہے۔ فقیر نے کہا! خاموش ہو جا! اگر میں اپنے درد سے مجبور ہو کر رویا ہوں تو بادشاہ نے مجھے اپنی شان سے نوازا ہے۔

### سبق

ہدی کا بدلہ ہدی سے دینا آسان ہے مردود ہوتا ہے جو ہدی کرنے والے سے نیکی کرے

۔ گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں



## (62) ایک کمینہ مالدار اور صاحبِ دل درویش

ایک متکبر کمینے نے ایک سوالی کو دھتکار کر دروازہ بند کر دیا وہ بے چارہ ایک طرف ہو کر گرم جگر اور سینے کی جلن سے غصّی آہیں بھرتا ہوا بیٹھا تھا کہ ایک تاجینا وہاں سے گزرا اور اس کی حالت پر اطلاع پا کر اس کو اپنے گھر لے گیا۔ دسترخواں بچھا کر اس کی خوب تواضع کی۔ فقیر کے دل سے دعا نکلی کہ خدا تجھے آنکھیں عطا کرے۔ صبح ہوئی تو تاجینا بیٹھا ہو گیا۔ یہ خبر شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ تاجینا بیٹھا ہو گیا ہے۔ اسی متکبر کمینے نے بلا کر پوچھا کہ تیری آنکھوں کا دروازہ کیسے کھل گیا۔ اس نے کہا! اے ظالم کمینے! یہ دروازہ اس نے کھولا ہے جس رتو نے اپنا دروازہ بند کر دیا تھا۔ تو بھی اگر ان لوگوں سے پیار کرے گا تو تجھے روشنی نصیب ہوگی۔ لیکن دل کی آنکھوں کے اندھے اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اس کمینے نے یہ بات سنی تو انھوں نے ہاتھ کاٹنے لگا کہ ہائے میرا شہباز تیرے جال کا شکار ہو گیا اور میری دولت تیرے خزانے میں چلی گئی۔ اس نے کہا! چپ رہ! بھلا وہ شخص شہباز کا شکار کیسے کر سکتا ہے جس نے جو ہے کی طرح حرص میں دولت کا زہہ ہونے ہوں۔

### سبق

سوالی اور حاجت مند کی قدر کرنی چاہیے کبھی اس کی دعا تیر بہدف ہوتی ہے اور ناممکن کو ممکن بنادیتی ہے اور اس کو دھتکارنے سے کسی عظیم نعمت سے محرومی بھی ہو سکتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے رب انشعث اغبر مد فوعا بالابواب لواقسم علی اللہ لا یسرہ (صحاح منہ) بہت سارے لوگ جن کے ہال گرد آلودہ ہوتے ہیں دروازوں سے دھکے دیکر ہٹائے جاتے ہیں مگر اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بات پر قسم اٹھا لیں تو وہ ہو کے رہتی ہے۔



## (63) مخلوق کی دلداری

ایک شخص کا بیٹا سواری سے گرا اور گم ہو گیا اس نے بہت تلاش کیا ہر طرف دوزا، ہر غیب سے پتہ کیا، ہر قافلے سے پوچھا کوئی پتہ نہ چلا آخر کار تقدیر نے اس کی مدد کی اور اس کو اس کا نور نظر مل ہی گیا۔ واپس اپنے قافلے کے پاس آیا تو سارے بان سے کہنے لگا! تجھے کیا معلوم کہ میری کیا حالت ہو گئی تھی۔ جو بھی میرے سامنے آیا میں سمجھتا بھی میرا بیٹا ہو گا۔ (ہر ایک کے متعلق یہی گمان ہو گا تو تجھے تیرا محبوب ضرور ملے گا۔ نہ جانے ایک بھول کے لیے کتنے کاٹنے برداشت کرنے پڑتے ہیں اور ایک مرد کامل کو پانے کے لئے کتنی تلاش کی ضرورت ہے؟)

### سبق

اہلِ دل کے طلبِ حمار کو ایک لمحہ بھی غافل ہو کر بیٹھنا حرام ہے۔ شیر، چکور، کبوتر سب کو دانہ ڈال تاکہ وہ پرندہ بھی تیرے چال میں آ سکے (جس کے بارے میں مشہور ہے کہ جس پر سایہ کر دے وہ بادشاہ ہو جاتا ہے) جب ہر طرف تو نیاز مندی کے تیر چلائے گا تو امید ہے کہ اچانک کوئی نہ کوئی شکار ضرور کر لے گا۔ سو تیراں میں سے ایک بھی نشانے پہ جائے تو کافی ہے کیونکہ موتی ہر سیپ سے نہیں نکلتا۔

اہلِ دل کو پانا ہو تو ہر کسی کی خدمت بلا امتیاز کی جائے۔  
 تو چہ والی دریں گردِ سوار سے پاشد  
 تو کیا جانے کسی گرد میں کوئی سوار مل جائے گلہذا۔  
 خاکسارانِ جہاں درِ حقارت مگر  
 خاکِ نشینوں کو حقارت کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکھ۔ (اقبال)



## (64) موتی کی تلاش

رات کی تاریکی میں ایک شہزادے کے تاج سے ایک موتی پتھریلی زمین میں گر گیا، اس نے تلاش شروع کر دی مگر ناکام رہا شہزادے کے باپ نے کہا بیٹا! اندھیرے میں تجھے کیا معلوم کہ پتھر کونسا ہے اور موتی کونسا؟ اس لیے تمام پتھر محفوظ کر لے انہی میں موتی ہوگا۔

### سبق

ادبش لوگوں میں ہی پاکباز بھی ہوتے ہیں کیونکہ دنیا تاریکی ہے یہاں بھی پتھر اور موتی ملے ہوئے ہیں۔ ہر جاہل کا بوجھ بھی عزت سے اٹھانے کی ضرورت کسی اہل دل کو پالے گا۔ دوست سے محبت کرنے کے لئے بہت سارے دشمنوں کے ستم سہنے پڑتے ہیں۔ پھول کو حاصل کرنے کے لئے کانٹوں سے کپڑے پھٹ جاتے ہیں پھر بھی غصہ کر پھول کی طرف پلکتے ہیں۔ ایک کی محبت کے لیے سب کا غم کھا اور ہر کسی کی رعایت کر کبھی گرے پڑے ہوؤں میں کوئی قیمتی بھی ہوتا ہے کیونکہ معرفت کا دروازہ انہیں پہنچاتا ہے جس پر لوگوں کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ قیامت کے دن بہت سارے دنیا میں تنگ روزی والے ملے بن کر نمودار ہوں گے۔ (حدیث میں ہے فقراء امراء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے اس لئے فرمایا الفقير فخری) اگر تو عقل مند ہے تو شہزادے کے ہاتھ قید خانے میں ہی پونم لے تا کہ جب وہ قید خانے سے نکل کر تخت نشین ہو تو تجھے بھی بلندی مل جائے۔ پھول توڑنے کے بعد پودے مت جلا جب نئی بہا آئے گی تو پھر تجھے نائندہ حاصل ہوگا۔

۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است از حراماں کعبہ یک دل بہتر است



## (65) لا پرواہ بیٹا اور بخیل باپ

ایک شخص کے پاس دولت تو بے بہا تھی مگر خرچ کرنے کا حوصلہ نہ تھا نہ خود کھانا نہ کسی کو کھلاتا، رات دن سونے چاندی کی فکر میں رہتا سچ کہا گیا ہے کہ سونا چاندی بخیل کے قیدی ہوتے ہیں۔ ایک رات اس کے بیٹے نے معلوم کر لیا کہ میرا باپ سونا چاندی کہاں دفن کرتا ہے، موقع پا کر اس نے سارا خزانہ نکال لیا اور وہاں ایک بڑا پتھر دفن کر دیا۔ بیٹے نے چند دنوں میں سونا چاندی اڑا دیا۔ باپ کو پتہ چلا تو رو رو کر ہانکاں ہو گیا، باپ ساری رات روتا رہا اور بیٹے نے صبح اٹھ کر چستے ہوئے کہا۔ ابا جان سونا چاندی تو کھالے پیٹے کے لیے ہوتا ہے اگر رکھنا ہی ہے تو کیا سونا اور کیا پتھر۔ سونے کو اسی لیے پتھر سے نکالتے ہیں تاکہ خرچ کریں اور دوسروں کو آرام پہنچائیں۔

### سبق

بخیل آدمی اپنی دولت سے نہ خود فائدہ اٹھاتا ہے نہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے لیکن اس کے درمیان اس کے خون پسینے کی کمائی سے خوب عیاں ہوتا ہے۔ دنیا دار کے ہاتھ میں سونا چاندی گویا ابھی پتھر کے اندر ہی ہے۔ جو دولت سے اپنے گھروالوں کو بھی فائدہ نہ پہنچائے اگر اس کے گھروالے اس کی موت کی دعا کریں تو کوئی گلہ نہیں ہے۔ جب وہ مرکزِ زیر زمین جائے گا تو اس کی دولت زمین سے نکل آئے گی جو درمیان کے کام آئے گی اور بخیل کا منہ چلے جائے گی۔ گویا دولت منہ بخیل خزانے پر بیٹھا ہو اسانپ تھا یا جاو تھا کہ جس کی وجہ سے اتنے سال خزانہ منہ دار اسانپ مری گیا تو خزانہ نکل آیا اور تقسیم ہو گیا۔ لہذا چیز نیکی کی طرح لے کر آ اور جمع کرنے کے بعد اس سے پہلے کھالے کہ خود تجھے قبر کے کیڑے کھا جائیں۔

سچہائے سعدی مثالِ است و ہند      بنارِ آیتِ مگر شوی کار بند



## (66) احسان کا بدلہ احسان

ایک دفعہ کسی نوجوان نے ایک نکلے سے کسی بوڑھے کی مدد کی، خدا کا کرنا ایسا ہو کہ نوجوان سے کوئی جرم ہو گیا، سپاہیوں نے پکڑ لیا اور بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا، اس کو قتل گاہ کی طرف لے جایا جا رہا تھا، لوگ چھتوں اور گلی بازار میں کھڑے ہو کر تماشا دیکھ رہے تھے اچانک اس بوڑھے کی نظر پڑ گئی، اس کی تنگی یاد آگئی اور پریشان ہو گیا اس نے چیخ ماری اور کہا کہ بادشاہ تو مر گیا ہے سپاہیوں نے یہ سنا تو بدحواس ہو کر دربار کی طرف دوڑے نوجوان کو بھول گئے اور وہ چپکے سے بھاگ گیا۔ بادشاہ کو زندہ سلامت پا کر بوڑھے کی طرف لپکے کہ تو نے بادشاہ سلامت کے بارے ایسی غلط خبر کیوں مشہور کی؟ بوڑھے نے کہا: اے بادشاہ سلامت اس جھوٹی خبر سے تو تو نہیں مرا لیکن اس نوجوان کی جان تو بچ گئی ہے۔ بادشاہ اس بات سے خوش ہوا اور بوڑھے کو انعام سے نوازا، ادھر نوجوان کو کسی نے بھاگتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تھے قصاص سے کس نے بچایا؟ تو اس نے جواب دیا: اس نکلے نے جس سے میں نے بوڑھے کی مدد کی تھی۔

## سبق

’خنی میں سچ اس لیے پھنکتے ہیں تاکہ بھوک کے دنوں میں کام آئے، ایک لاطینی سے عورت کا خرباگ ہو گیا ایک نکلے سے جو ان کی جان بچ گئی حدیث میں ہے کہ صدقہ بڑا کو نال دیتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد رب العالمین ہے هل جزاء الا احسان الا

الاحسان ۵ (الرحمن: ۶۰) نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔ اور سعدی فرماتے ہیں اس حقیقت کو ہر بندہ نہیں پہچانتا جیسے شب قدر کی قدر ہر کوئی نہیں جانتا نیک ول بادشاہ کی عظمت بھی ہر کوئی نہیں جانتا۔

حیرا قدر گر کس نہ داند چہ غم  
شب قدر رای نہ داند ہم  
اگر لوگ حیری قدر نہیں جانتے تو کوئی غم نہ کرے کیونکہ لوگ تو شب قدر کی بھی قدر نہیں جانتے۔

کسی بجا بالی شاعر نے کیا خوب کہا  
۔۔۔ تجھے موتیاں دی تھیں قدر کوئی ناں جھوٹے لٹکان دالوک و پار کر دے  
سورج دیکھ کے اکھاں نوں میٹ لیدے جگنوں چمکے تے بڑا پیار کر دے



موسیٰ زہوش فتنیک بلو صفا  
تو عین ذات می نگری در سببی  
بازارِ حیاتِ حیات

## (67) نیکی کا پھل

ایک شخص نے خواب میں میدانِ محشر دیکھا کہ زمین تانبے کی طرح تپ رہی ہے نفسا نفسی کا عالم ہے لوگ چیخیں مار رہے ہیں گرمی سے دماغ کھول رہے ہیں ہر کوئی پریشان ہے مگر ایک شخص جتنی لباس پہنے سائے میں بیٹھا ہے، خواب دیکھنے والے نے اس سے پوچھا کہ آج کون سی نیکی تیرے کام آئی ہے؟ اس نے جواب دیا! میرے گھر کے دروازے پر انگوڑی کی بیل تھی جس کے سائے میں ایک بزرگ نے آرام کیا تھا اور پھر خوش ہو کر میرے لیے دعا کی تھی کہ یا اللہ! تو اس پر رحم کر کیونکہ اس نے ایک لمحہ میرے لیے آرام کا انتظام کیا ہے۔ عادل بادشاہ جو پورے ملک کے انسانوں کو آرام پہنچانا ہے قیامت والے دن اس پر اللہ تعالیٰ کتنا مہربان ہوگا؟

### سبق

انسان کی کسی غیر ارادی طور پر کی ہوئی نیکی سے بھی اگر کوئی اللہ کا بندہ مستفید ہو جائے تو وہ نیکی اس کی نجات کا ذریعہ بن سکتی ہے، حاکمِ وقت اگر خدمتِ خلق کا جذبہ رکھتا ہو تو اپنی حکومت کے ذریعے اس طرح کی بہت ساری نیکیاں کما سکتا ہے اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن جب ہر کوئی پریشانی میں ہوگا تو عادل بادشاہ اس وقت اللہ کے عرش کے سائے میں آرام سے بیٹھا ہوگا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نئی آدمی کی مثال پھل دار درخت کی سی ہے اور جس میں سخاوت نہ ہو وہ خشک لکڑی کی طرح ہے اور لوگوں کا بھی طریقہ یہ ہے کہ خشک لکڑیوں کو کاٹتے ہیں اور پھل دار درخت کی حفاظت کرتے ہیں۔

۔۔۔ بے پائیدار اسے درختِ ہنر کہ ہم میوہ داری وہم سایہ در





## (67) برے کے ساتھ نیکی کرنا نیکوں پر ظلم کرنا ہے

ایک شخص کے گھر کی چھت میں بھڑوں نے جمعہ بنالیا، اس نے اس کو اتارنے کا ارادہ کیا تو اس کی بیوی کہنے لگی! ست اتار بے چارے بے گھر ہو کر پریشان ہوں گے۔ مرد بیوی کی بات مان گیا۔ چھت کو اس طرح چھوڑ کر کام کو چلا گیا واپس آیا تو بھڑوں نے عورت کو ڈسا ہوا تھا اور وہ چیخ و پکار کر رہی تھی۔ مرد نے کہا اب روٹی کیوں ہے؟ تو نے خود ہی کہا تھا بے چاروں کو نہ مار۔

### سبق

نا اہل کے ساتھ احسان کرنا نامناسب اور خلاف مصلحت ہے۔ جس کا سر قلموں کی تکلیف کے بارے میں سوچے اس کو اتار دینا ہی بہتر ہے۔ احسان بہتر ہے مگر ہر ایک کے ساتھ نہیں۔ شرارتی پرندے کے پر کاٹ دینا ہی اچھا ہے۔ جو بڑے دوست کے ساتھ جنگ کر رہا ہے اس کے ہاتھ میں پتھر دینا دوست کے ساتھ جنگ کے مترادف ہے۔ جو جز صرف کاٹنے اگائے اس کو کاٹ دے اور جو درخت پھل لائے اس کی حفاظت کر، چھوٹوں کو سرداری سوچنے سے ظلم کا بازار گرم ہوگا۔ ایک ظالم کی زندگی کا چراغ بجھا دینا ساری قلموں کو ظلم کی آگ میں جلانے سے تو بہتر ہے۔ کیونکہ چور پر رحم کرنے سے تو گویا اپنے ہاتھوں سے قافلہ لوٹ رہا تھا۔ کتے کے لیے دسترخوان بچھنا ٹکندی نہیں اس کو ہڈی ڈال اور بجھا دے ظالم پر سختی کرنا عین عدل و انصاف ہے۔ دولتیاں مارنے والے کدھے پر بھاری

بوجہ ہی اس کا علاج ہے۔ چرکیدار کی شرافت چوروں کو ولیر اور شرفاء کو بے آرام کرو دیتی ہے۔ لڑائی کے میدان میں نیزے کی لکڑی گنے سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ ہر شخص جزا کے قابل نہیں کسی کے لیے سزا بھی بہتر ہوتی ہے۔ اگر تو بلی پالے گا تو بھرتی خیر نہیں۔ بنیاد اگر کمزور ہو تو عمارت اونچی کرنے سے نقصان ہوگا اور بھیڑیا موٹا ہوگا تو یوسف کو کھسا جائے گا۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

نشت اول چون ہند معمار کج

تاثری می رود دیوار کج

جب معمار دیوار کی پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی لگائے گا تو چاہے اس دیوار کو آسمان تک لے جائے (اور اس کو سیدھی کرنے کے ہزار جتن کرتا پھرے لیکن) وہ دیوار اب ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اور اس پر ہندی زبان کا ایک مصرعہ خوب رہے گا کہ

اب پچھتاوا کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت



ز عشق مصطفیٰ دل ریش کرم

نہاد ناصر محمد بن عباسؓ

رقابتِ خیال کے خوش کرم

## (68) بہرام بادشاہ اور سرکش گھوڑا

بہرام بادشاہ کو جب گھوڑے نے زمین پہ مگرا دیا تو اس نے کیا خوب کہا! گھوڑا ایسا ہونا چاہیے جو سرکشی کرے تو سنبھالا تو جاسکے۔ چشمہ شروع ہو رہا ہو تو اس کا منہ ایک سلاخی سے بند کیا جاسکتا ہے اور جب بھر جائے گا تو ہاتھی سے بھی بند کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پانی تھوڑا ہو تو بند باندھا جائے اور اگر سیلاب ہی آجائے تو اس وقت بند باندھنے کا کیا فائدہ؟ بھیڑیا جال میں آجائے تو فوراً مار دے ورنہ بکریوں کی خیر منا۔ کیونکہ جیسے شیطان سجدہ نہیں کر سکتا اسی طرح بذات اور کینہہ نیکی نہیں کرے گا۔ لہذا دشمن کنوئیں میں قید بہتر ہے اور جن بوتل میں بند ہی اچھا ہے سناپ مارنے کے لیے لاٹھی کی انتظار نہ کرنا جب وہ پتھر کے نیچے ہے تو اس پتھر سے ہی اس کو مار دے۔ جو ٹھکر غدا ری کرتا ہے اس کے ہاتھ قلم کروینا ہی اچھا ہے اور جو وزیر برا قانون بنائے گا وہ ضرور تجھے آگ میں جمو کئے گا۔ ایسا وزیر ملک کے لیے فائدہ مند نہیں بلکہ وہ وزیر نہیں بد بخت انسان ہے۔

### سبق

ماہل کو پہلے دن ہی جوتے کے نیچے رکھا جائے اس کو نوازنے سے بتائی آئے گی کیونکہ ایسا کرنے سے دن بدن اس کا دماغ خراب ہوتا جائے گا۔

ہم بتاتے کہ حکم نہ دار داساس  
بلدش کمں درکنی زوہراس



## عشق و مستی کے بیان میں

(اصلی و حقیقی عشق نہ کہ جعلی اور فضول)

### (69) ایک فقیر زادہ اور ایک شہزادہ

ایک گدا کا بیٹا بادشاہ کے بیٹے پہ ایسا عاشق ہوا کہ ہر وقت اسی کے خیال میں روتا رہتا۔ درباریوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے اس پر پابندی لگا دی کہ خبردار! اس طرف کا رخ بھی کیا تو مار مار کے ٹانگیں توڑ دیں گے۔ بے چارہ مجبور تھا باز نہ آیا تو ایک درباری نے اس کے ہاتھ پاؤں توڑ دیے۔ پھر بھی صبر نہ کر سکا جیسے کبھی کو شکر سے اڑاؤ تو پھر آ جاتی ہے کسی نے کہا! او بے حیا! تو ٹانگیں تڑوا کر بھی باز نہیں آتا؟ اس نے جواب دیا! یہ ظلم دوست کی طرف سے ہوا ہے جس پر رونا مناسب نہیں۔ دوست کے قدموں پہ قربان ہونے والا پروا نہ اس زندہ سے بہتر ہے جو اندھیرے میں پڑا رہے اور جان بچاتا پھرے۔ مجھے تو اتنی بھی خبر نہیں کہ میرے سر پہ ہانگ ہے یا گلہاڑا یعقوب علیہ اسلام کی طرح میری آنکھیں سفید بھی ہو جائیں تو یوسف کے دیدار سے امید نہ توڑوں گا۔ ایک دن شہزادہ ارھر سے گذرا تو فقیر زادے نے اس کی سواری کی لگام کو بوسہ دیا مگر شہزادے نے ناراض ہو کر ہانگ موڑ لی۔ اس نے کہا! بادشاہ کسی سے ہانگ نہیں پھیرتے میں اگر چہ صیب دار ہوں مگر میرے گریبان سے تو نے ہی سر نکالا ہوا ہے تو مجھے حلا کر رکھ بھی کر رہے تو

۔ پنہنی نہیں یہ ظالم منہ کو لگی ہوئی

## سبق

عاشق صادقِ محرمیوں اور ناکامیوں سے گھبرا کر عشق سے ناہب نہیں ہوتے  
بلکہ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے۔ کا صدق بن کر ان کا جذبہ ترقی پذیر ہو  
جاتا ہے اور سب کچھ سن کر بھی کہتے رہتے ہیں

۔ تو ہو کے ترش گرد مجھے گالی ہزار دے

یہ وہ نشہ نہیں جسے زشی اتار دے

حضرت سلطان العارفین سلطان بابو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک پنجابی رباعی

میں عشق راہ پر استقامت کا کیا پیارا سبق عطا کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

۔ عشق سوئی حقیقی جھوٹا قتل مشوق دے مئے ہو

عشق نہ چھوڑے نگہ نہ موڑے پئے سے گلواراں کہتے ہو

چت قول دیکھے راز مانی دا لکے اوسے پئے ہو

سچا عشق حسین علی دا سر دیوے راز نہ بھتے ہو



استبج در ذریں شش صطیح

(محمّد علی)

قک ک ل م ن و ہم ہلاسی

## (70) قوال اور پری پیکر

ایک قوال کی آواز پر ایک پری پیکر رقص کرنے لگا جیسا ماحول تھا اس طرح کا رنگ اس پہ بھی چڑھ گیا اور اہل محفل پہ غضبناک ہونے لگا کہ تمہاری بیہوشی سے مجھ پر بھی مستی چڑھ گئی ہے۔ دوستوں میں سے ایک نے کہا! کوئی بات نہیں تیرا تو صرف دامن ہی جلا ہے جبکہ تیرے حسن کی آگ نے ہمارا تن من جا دیا ہے۔ عاشق خودی کا دم نہیں مارتے کیونکہ محبوب کے سامنے خودی شرمک ہے۔

### سبق

جازی عشق والے جب فانی چیزوں پہ اس قدر فدا ہو جاتے ہیں تو حقیقی عشق والوں کی حالت کیا ہوتی ہوگی

خوشا وقت شور یدگانِ محسوس

اگر ریش بیند و گر مرہمش

اس کے غم کے دیوانے بھی کیا خوش نصیب ہیں جو زخم دیکھیں یا مرہم۔ اس کے دیوانے تو ملامت برداشت کرنے والے ہوتے ہیں کیونکہ مست اونٹ آسانی سے بوجھ اٹھا لیتا ہے۔ بیت المقدس کی طرح باہر سے خراب مگر اندر سے پر نور ہیں۔ پروانے کی طرح جل جاتے ہیں نہ کہ ریشم کے کپڑے کی طرح اپنے ہی اوپر تخنے رہتے ہیں۔ محبوب بغل میں ہوتا ہے مگر اس کی تلاش میں سرگرداں ہیں، ندی کے کنارے کھڑے ہیں مگر پیاس سے ہونٹ خشک ہیں، میں کیوں کہوں کہ پینے پہ قادر نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ گویا نخل کے ساحل پر استقاء کے مریض کی طرح ہیں۔

(جو ہمتا بھی پانی پیتا جائے اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی)



## (71) دیوانگانِ عشق

ایک دیوانہ جنگل کو نکل گیا باپ نے اس کی جدائی میں کھانا پینا چھوڑ دیا لوگوں نے دیوانے کو ملامت کی تو اس نے جواب دیا کہ اس ایک ذات کے عشق کے سوا مجھے کسی کی بھی ہوش نہیں ہے چاہے ماں باپ ہوں یا بہن بھائی۔ اس کے جہاں کے سامنے سب کچھ وہم و خیال ہے مخلوق سے منہ پھرنے والا گم نہیں ہوتا بلکہ گمشدہ کو پالیتا ہے، ایسی مخلوق کو کوئی وحشی کہتا ہے کوئی فرشتوں سے افضل جانتا ہے۔ کبھی کوئے میں بیٹھا، گندڑی سی رہے ہیں کبھی ہر سر محفلِ خرقہ جوار ہے ہیں نہ ان کو اپنا خیال نہ کسی کی پروا۔ فصیحیت گر کی آواز سے کان بند کئے ہوئے ہیں۔ نہ لنگور یا میں غرق ہو سکتی ہے نہ آگ کا کیرا آگ میں جل سکتا ہے۔ یہ لوگ خالی ہاتھوں میں دو جہاں کی نعمتیں رکھتے ہیں اور بغیر قافلہ کے جنگل طے کرتے ہیں۔ مخلوق ان کو پسند کرے نہ کرے ان کو رب کی پسندیدگی ہی کافی ہے۔ گندڑی پہن کر نہ نہیں باندھتے بلکہ انگوڑی طرح سیوہ رکھتے اور سایہ دار ہیں۔ سیپ کی طرح جھکے ہوئے ہیں دو باکی طرح جھاگ نہیں نکالتے۔ نہ بادشاہ ہر نلام کا خریدار ہے نہ ہر گندڑی میں زخمہ دل ہے۔ اگر بارش کا ہر قطرہ موتی ہو جانا تو موتی کوڑیوں کی طرح بازار میں بے قیمت ہو جائے۔ مصنوعی ناخنیں نہیں رکھتے کہ وہ پھسل جاتی ہیں روح کے پروں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں۔ اہست کی مستی صورت پھونکنے تک ان کو مست کہے ہوئے ہے۔ گوار کے خوف سے مقصد سے دست بردار نہیں ہوتے کیونکہ پر ہیز اور عشق شیشے اور پتھر کا معاملہ ہے۔

### سبق

عاشقانِ حق مخلوق سے بے نیاز ہو کر خالق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بلا خوف

لومہ لائیم ظاہری حالت پریشان مگر باطن نور علی نور رکھتے ہیں۔  
علامہ اقبال کہتے ہیں

خاکسارِ ان جہاں را بختِ غارت مگر  
توچہ دانی دریں گرد سوارے باشد



از قیتمہ عقل خود فروشم بُرُوند  
مانندِ سبُود و شِش بد و شِش بُرُوند  
از رازِ نہانِ مستی و مستوی  
داؤدِ خبیب لے کر زہوشم بُرُوند



## محبوب کا مقتول

سمرقند میں ایک شخص کا ایک محبوب تھا جس کی باتیں شکر سے اور حسنِ سورت سے باری لے گیا گویا تقویٰ کی بنیادِ خراب کر رہا ہے۔ ایک دن وہ شخص محبوب کے پیچھے جا رہا تھا کہ اس نے تنگی سے نگاہ سے دیکھ کر کہا! اگر آئندہ تو میرے پیچھے آیا تو تیرا سر قلم کر دوں گا۔ کسی نے اس کو ملامت کی کہ اے حیا! اب تو اس کا پیچھا چھوڑ دے ان حالات میں تو کبھی متغمد نہیں پاسکے گا۔ جب اس سچے عاشق نے ملامت سنی تو رو کر کہا! اگر اس کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں تو غنیمت ہے تاکہ لوگ نہیں یہ وہ ہے جو معشوق کا مارا ہوا ہے، اگرچہ اس کا ظلم میری آبرو گرا دے مگر اس کا کوچہ چھوڑوں گا۔ اے مجھے توبہ کا کتنے والے! تو اس باطل خیال سے توبہ کر۔ میرا محبوب جو بھی کرے ٹھیک ہے تو درمیان سے دور ہو جا۔ مجھے ہر رات اس کی آگ جلا دیتی ہے اور ہر دن اس کی خوشبو سے زخمہ ہوتا ہوں۔ آج اس کے کوچے میں مروں گا تو کل اس کے پہلوں میں خیمہ لگاؤں گا

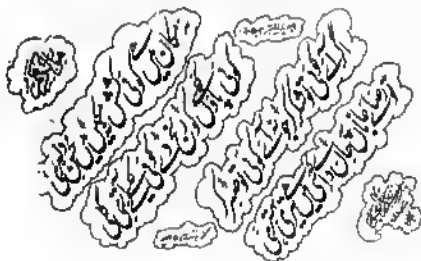
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

## سبق

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ جیسے فرماتے ہیں "جب اپنے اہل جیسے کچھڑ سے بنے ہوئے کا عشق صبر و سکون اُڑا دیتا ہے تو اس کے قدموں میں ظلوں سے سر رکھتا ہے، اس کے وجود کے سامنے تجھے جہاں معدوم دکھائی دیتا ہے۔ تیرا خالص سونا اگر محبوب پسند نہ کرے تو تجھے وہ سونا سنی برابر دکھائی دیتا ہے۔ اس کی محبت کے علاوہ دل میں کسی اور کی محبت نہیں ملتی۔ آنکھ کھلے تو اس میں ہے، بند ہو تو دل میں ہے، نہ رسوائی کا ذرہ صبر کا یارا،

جان مانگے تو بھلی پہ رکھو رے تلوار اٹھائے تو سر جھکا دے پھر سانا کان طریقت جن کو اپنے رب سے عشق ہے ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو حقیقت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں اس کے خیال سے جان کی پروا نہ کریں اس کے ذکر سے جہاں کو کچھ نہ سمجھیں، ان کا علاج روا سے نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی ان کے درد سے واقف ہی نہیں ہے۔ ازل کی صدا آج بھی ان کے کانوں میں گونج رہی ہے اور قساواہ یعنی کی فریاد سے چیخ رہے ہیں۔ ایک ہی نعرے کے ساتھ پیارا گواہی جگہ سے ہلا سکتے ہیں اور ایک آہ سے جہاں کو نیست و نابود کر سکتے ہیں۔ ہوا کی طرح پوشیدہ، وحیزہ، پتھر کی طرح خاموش مگر ہر وقت تسبیح خوان ہیں۔ سحری کے وقت در در کر آنکھوں سے خنڈ کا سرمہ دھوتے ہیں رات کو سب سے آگے جانے والے صبح کے وقت چیتے ہیں کہ ہم بچے رہ گئے۔ صورت نگار کے حسن پہ ایسے فریفتہ ہیں کہ صورت کے حسن سے تعلق نہیں رکھتے۔ بھلا ہمارے کو کون دل دیتا ہے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو بے عقل ہے۔ جس نے بھی وحدت کی خالص شراب پی لی اس نے دنیا آخرت کو فراموش کر دیا

~ خدا رحمت کند ایسے عاشقان پاک طینت را ~



## (73) چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

ایک پیاسا جان نکلتے وقت کہہ رہا تھا کہ نیک بخت ہے وہ بندہ جو پانی میں  
مر جائے۔ ایک سننے والے نے کہا! اے بے وقوف! جب تو سر ہی رہا ہے تو کیا پیاسا اور کیا  
سیراب؟ اس نے کہا! اس حالت میں کہ پانی میرا محبوب ہے کم از کم اس سے منتر کر کے تو  
مروں گا۔ اسی لیے پیاسا گہرے حوض میں گر جاتا ہے تاکہ سیراب ہو کر تو مرے۔ اگر تو سچا  
عاشق ہے تو اس کا دامن پکڑ لے جان مانگے تو دے دے، جنت کا میوہ بھی ملے گا جب نیستی  
کے دوزخ سے پار ہوگا۔

### سبق

اگر عاشق کو محبوب کے تصور میں موت آجائے تو قابل مبارک باد ہے اور جس کو  
اللہ کے محبوب کے دیا میں موت آئے اس کا کیا کہنا؟  
اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ  
الرحمۃ کے برادر اصغر مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے بارگاہ رسالت مآب علیہ  
السلام میں یوں عرض کیا ہے

دل درو سے بہل کی طرح لوٹ رہا ہو  
بے نیل پہ تلی کو چرا باھر وھرا ہو  
مگر وقت اجل 'سرتیری چوکٹ پہ پڑا ہو  
جتنی ہو قضا ایک ہی جہدے میں ادا ہو



## (74) دل کا بادشاہ

بظاہر مگر باطن کا بادشاہ صبح اٹھ کر مسجد کے دروازے پہ صدا گارہا تھا۔ ایک شخص نے دیکھ کر کہا: یہ کسی مخلوق کا گھر نہیں کہ تجھے کچھ ملے اس نے کہا: جب مخلوق مایوس نہیں کرتی تو خالق کیوں کرے گا۔ ایک سال بیتا رہا پاؤں مٹی میں دھنس گئے کمزوری سے دل تڑپنے لگا۔ زندگی کی آخری سانس لے رہا تھا تو ایک شخص بوقت سحر اس کے سر ہانے چراغ لیکر کھڑا تھا اس نے سنا کہ خوشی سے گنگنا رہا ہے وَمَنْ ذِي بَنَاتٍ الْخَيْرِ بِمِ افْتِخ۔ (جو کنی کا دروازہ کھٹکنا تا ہے ایک دن ضرور کھل جاتا ہے) مگر اس کے لیے مہر چاہیے۔ ہم نے تو دنیا میں کسی کیسیا مگر کو بھی بے شمار رسوا مٹی میں جھونک دیئے کے باوجود مایوس نہیں دیکھا کہ ہو سکتا ہے کسی دن تانے کو سونا بنالے، سونا اگرچہ بہتر ہے مگر دوست کے تاز سے نہیں محبوب بد مزاج ہو تو کنی کی بجائے محبوب ہی بدل لے اور اگر اس جیسا کوئی نہ ہو تو اس کی بد مزاجی سے تنگ دل نہ ہو، جس کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہو اس سے دل ہٹالینا چاہیے۔

## سبق

اھل اللہ کے نزدیک استقامت بہت بڑی نعمت ہے بلکہ وہ فرماتے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔ استقامت کرامت سے اوپر ہے جس طرح لوگ مخلوق سے طمع اور امید رکھتے ہیں اگر خدا سے رکھیں تو وہ مخلوق سے بے نیاز کر دے گا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں جتنا لوگ مخلوق سے ڈرتے ہیں اتنا خالق سے ڈریں تو وہ ولایت عطا فرما دیتا ہے۔ اسی طرح عشق مجازی میں دھکے کھانے والے اللہ سے عشق کرنا سیکھ جائیں تو اس قدر دولت و رسوائی نہ اٹھانا پڑے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے سر پہ غلٹ کا تاج عطا کرے گا۔



## (75) استقامت

ایک نیک آدمی نے ساری رات عبادت کرنے کے بعد سحری کے وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو لمبی فرشتے نے اس کے کان میں کہا! چلا جا تو بے مراد ہے، تیری دعا قبول نہیں ہے۔ دوسری رات پھر یہی معاملہ ہوا اس کے ایک سرید نے اس کی اس حالت پر خبر پا کر عرض کیا! جب آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ قبولیت کا دروازہ آپ کے لیے بند ہے تو پھر ہر رات جاگنے کا اور اس قدر مشقت میں پڑنے کا کیا فائدہ؟ بزرگ نے باقوتی رنگ کے آنسو چہرے پر بہاتے ہوئے کہا! اے لڑکے! ہرگز یہ نہ سمجھ کہ اگر اس نے مجھ سے ہانگ موڑ لی ہے تو میں بھی شکار دان سے ہاتھ اٹھا لوں گا۔ یہ کام میں تب کر سکتا ہوں جب اس دروازے کے علاوہ کوئی اور دروازہ ہو کیونکہ اگر سوالی کو ایک دروازے سے نہ ملے تو دوسرا دروازہ اس کے لیے کھلا ہو تو اس کو کیا پرواہ؟ اگر اس کو بچے میں میرے لیے کوئی راستہ نہیں تو دوسرا کو بچہ بھی تو نہیں۔ لہذا اس چوکھٹ پہ پڑا رہوں گا اور ایک دن ضرور یہ پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا۔

چنانچہ اس (نیک آدمی کے) اس جذبے کو قبول کر لیا گیا اور کہا گیا اگرچہ تیرے اندر کمال تو نہیں لیکن تیرے اس عقیدے کی وجہ سے تیری دعا قبول کر لی ہے۔

### سبق

مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں دروازہ کھٹکنا تارود! کبھی تو کھٹلے گا اور خیرات مل جائے گی۔ ہندے کو بھی رب کے دربار میں دعا کرتے رہنا چاہیے اور قبولیت میں اگر رو بہ بھی ہو جائے تو مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ پہلے سے زیادہ خلوص اور یقین کے ساتھ دعا کرے اور اپنے اندر ہی کوتاہی جانے اور اللہ کی بے نیازی کے عقیدے کو پیش نظر رکھے۔



## (76) بلندی کا حصول کیسے ہو؟

نیشاپور میں ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کہا جب کہ اس کے بیٹے نے عشاء کی نماز نہ پڑھی تھی اور بستر پہ لیٹ گیا، اسے بیٹے! کبھی یہ امید نہ رکھ کہ بغیر محنت کے کچھ حاصل ہو جائے گا کیونکہ وہ سب (خورد و گھاس) جو فصل کٹنے کے بعد خود بخود آگ آتی ہے اور چند دن بعد خود ہی ختم ہو جاتی ہے یا کئی ہوئی فصل کے موڑ جو تھوڑا سا پھوٹ کر چند ہی دن بعد مر جھا کر سوکھ جاتے ہیں) کا کوئی فائدہ نہیں اسی طرح جو انسان کچھ کیے بغیر کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اس کا وجود بھی بے کار اور عدم کی طرح بے فائدہ ہے۔ انسان کو نفع کی امید کے ساتھ معروف عمل رہنا چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ نقصان سے بھی ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ بے کار اور نکلے شخص کو بے نصیبی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

### سبق

بلندی پر چڑھنے کے لیے زینہ و درکار ہے اور بلند مقام و مرتبہ کے حصول کے لیے کوشش لازمی ہے جب دنیا کا کوئی کام بغیر محنت کے نہیں ہوتا تو آخرت کی منازل طے کرنے کے لیے بے کار بیٹھے رہتا اور توقع رکھنا کہ بیٹھے بیٹھے ہی سارا کچھ مل جائے گا خیال عبث اور وہم باطل ہے۔ ہمارا دین پس بڑھرام بن کر بیٹھے رہنے کی اجازت نہیں دیتا کہ خود کچھ نہ کریں اور دوسروں کی کمائی پہ لپٹائی ہوئی نظروں سے دیکھتے رہیں اگر کوئی سمجھے تو یہ عزت نہیں ذلت ہے اور ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے ایک بھیک مانگنے والے کا پیار بیچ کر اس کو رسی اور کھانا ڈالے کر دیا کہ نگزیاں کاٹ کے بیچا کرے چند دنوں بعد اس کی حالت اچھی دیکھ کر آپ خوش ہوتے اور فرمایا! کیا یہ عمل بھیک مانگنے سے بہتر نہیں؟



## (77) ظالم داماد اور عقلمند سرس

ایک عورت نے اپنے باپ کے سامنے اپنے ظالم خاوند کی شکایت کی جبکہ اس کا باپ اپنے داماد کی خوب تعریف کرتا رہا۔ بیٹی نے کہا: وہ اتنی احریف کے قائل نہیں ہے کیونکہ میری زندگی اور ہیبت اس نے حرام کیا ہوا ہے، میرے ساتھ والی عورتیں کس قدر آرام و سکون میں ہیں جبکہ مجھے ایک دن بھی سکھ کا سانس لینا نصیب نہیں ہوا حالانکہ میاں بیوی ایسے دوست ہوتے ہیں گویا ایک جھٹکے میں دو مغز ہیں جبکہ میں نے پوری زندگی میں ایک بار بھی اپنے خاوند کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب بھی دیکھو غصے سے بھر پور نظر آتا ہے۔ اس باہرکت باپ نے اپنی دھکی بیٹی کو دلاسا دیا اور ایسا بزرگانہ جواب دیا کہ اگر ہر بندہ اپنے داماد سے ایسا ہی رویہ رکھے تو کتنے ہی بے باق گھروں میں محبت کی ہوائیں چلنے لگیں۔ اس بوز سے نے کہا بیٹی! اگر وہ خوبصورت ہے تو اس کا خروہ اور بوجھ برداشت کر ایسے شخص سے روگردانی کرنا قابل افسوس ہے جس جیسا دوسرا نہ مل سکتا ہو۔ جیسے تو اس سے سرکشی کرتی ہے اگر وہ بھی سرکشی پر اتر آئے تو وجود کے حرف پہ قلم بھیس دے (اور ایک لفظ طلاق سے تیری ساری زندگی بے باق ہو جائے) انسانوں کی طرح اللہ کی رضا پہ راضی رہ! کیونکہ اس جیسا رحیم و کریم کوئی اور نہیں ہے۔

### سبق

جس کے بغیر گزارہ نہ ہو سکتا ہو اس کی ہر تکلیف کو راحت و سکون سمجھ کر قبول کر لیا جائے۔ جب خاوند کی اطاعت کے بغیر بیوی کا گزارا نہیں تو حیرت ہے ان نافرمانوں پر جو اپنے خالق و مالک کی بندگی کے بغیر گزارا کر رہے ہیں۔

~ زندگی آمد برائے ہندگی زندگی بے ہندگی شرمندگی



## (78) بندہ و آقا

ایک دن میں (سعدی) نے دیکھا کہ بازار میں ایک آقا اپنے غلام کو بیچنے کے لیے بولی لگا رہا ہے مگر اس غلام باوفا کو اپنے آقا سے چھڑنا ہرگز پسند نہ تھا میرا دل اس وقت جل گیا جب آقا اپنے غلام کی قیمت لگا رہا تھا اور غلام رو رو کر کہہ رہا تھا آقا مجھے نہ بیچ کیونکہ تمہیں تو میری طرح کے ہزاروں مل جائیں گے مگر مجھے کچھ جیسا آقا کہاں ملے گا؟

## سبق

اللہ تعالیٰ کو بندگی کرنے والوں کی کمی نہیں لیکن بندوں کو تو اس جیسا خدا نہیں مل سکتا لہذا بندوں کو اللہ کا در نہیں چھوڑنا چاہیے۔ حضرت سلطان یاہو علیہ الرحمۃ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔  
 سن فریاد ہیراں دیا عیرا آکھ سنا واں کہہنوں ہو  
 تمں جیہا مینوں ہود نہ کوئی میں جہیاں لگنھاں متیوں ہو  
 پھول نہ کاغذ ہدیاں والے ورتوں دھک نہ مینوں ہو  
 میں وچ ایڈٹک نہ ہوندے توں ہنشاہدا کہہنوں ہو





## (79) مجھے بیمار رہنے دو

ایک سردار اور حسین و جمیل طیب شہر میں آیا لوگ مرلیض ہو کر اس کے دوا خانے میں آتے مگر عاشق بن کر رہے۔ وہ نہ جانتا تھا کہ کون کون کیسے کیسے اس کی محبت میں جہل رہا ہے اور نہ ہی اس کو اپنی آنکھوں کی فضا انگیز یوں کی خبر تھی، ایسا ہی ایک مرلیض بیان کر رہا ہے کہ میں ایک بار بیمار ہوا اور اس کے پاس آ کر اس کا عاشق ہو گیا اور بیماری سے شفا کی بجائے اللہ سے یہ دعا کرتا کہ اے اللہ! مجھے بیمار ہی رکھ تا کہ اسی ہسپتال میں پرارہ کر محبوب کا ویدار تو کرتا رہوں عقل کتنی ہی تیز کیوں نہ ہو مگر عشق کے سامنے بے بس ہو جاتی ہے۔

### سبق

بابا بلھے شاہ فرماتے ہیں  
 عشق دی ریت ہے یار و سب توں جدا نہ ایہہ راہ دیکھدا نہ گراہ دیکھدا  
 عشق لئی محل کلی نے کجہ ہے نہ ایہہ شاہ دیکھدا نہ گدا دیکھدا  
 عشق قائل بلندی تے ہستی دا نہیں لکھ چھوڑا دیرا نے تے ہستی دا نہیں  
 جیتے چاہوے جھکا لیندا عاشق دا سر نہ ایہہ کعبہ تے نہ کر بلا دیکھدا  
 اس حکایت میں بہت یہ ہے کہ اگر تکلیف میں رہ کر بھی محبوب کا دوسال نصیب ہو  
 جائے تو زہے نصیب! پھر تندستی کی ترنا اہل عشق کے مذہب میں حرام ہے  
 سب کج کر یار دے نام دی ملے سولی بچو ہٹالے لیے پشال ملے ناں  
 اور خوب نام فرید فرماتے ہیں۔ جے سو ہناں میرے ذکر دچر دانشی تے میں سکھ  
 نوں چولھے ڈاواں۔



## (80) شیر اور شیر افکن

ایک شخص نے شیر سے مقابلہ کرنے کے لیے لوہے کا پنجہ تیار کر لیا مگر جب شیر نے اس پر اپنا پنجہ چلایا تو اس کو اپنے آہنی پنجے میں زور نظر نہ آیا۔ کسی نے کہا بڑی تیاری سے مقابلے میں آئے، بواب لوہے کے پنجے کے ساتھ شیر کو مار تے کیوں نہیں ہو گورتوں کی طرح شیر کے آگے سو کیوں گئے ہو؟ میں نے سنا کہ وہ شیر کے پنجے کے پنجے پر اہوا کہہ رہا تھا کہ میرے اس نکلی پنجے سے شیر کے اصلی پنجے کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جب عقلمند کی عقل پہ عشق غالب آجاتا ہے تو پھر یہی اصلی اور عقلی والا معاملہ ہو جاتا ہے لہذا جب عشق ہو جائے تو عقل کی بات چھوڑ دے کیونکہ جیسے گیند بلبے کا قیدی ہوتا ہے اسی طرح عقل عشق کی رسیہ ہوتی ہے۔

سبق

عشق نے آکھیا ہیرے تیرے دج بازار دے رولاں گا  
عاشق آکھے پورا تولیس گھٹ تولیس تے رولاں گا  
عقل کو تنقید سے فرست نہیں، عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ  
عشق جس دل میں نہیں وہ دل نہیں یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں



## (81) محبت کی کوئی قیمت نہیں

دو چٹا زادوں کی شادی ہوئی جو دونوں سورج کے چہرے والے اور شریف  
 الملبس تھے مگر ایک انتہائی خوش اور دوسرا بہت ناخوش۔ یعنی لڑکی پر پیکی اور اخلاقِ حسنہ  
 رکھتی تھی جبکہ لڑکا چہرہ دیوار کی طرف رکھتا تھا۔ لڑکی لڑکے کو خوش رکھنا چاہتی اور لڑکا اللہ سے  
 موت کا سوال کرتا۔ ایک بزدل نے لڑکے کو سمجھایا کہ اگر یہ شادی تجھے پسند نہیں تو طلاق  
 دے دے۔ لڑکا خوشی سے اچھل پڑا اور کہا میں تو سو بکریاں ویکر بھی جان چھڑانے کو تیار ہوں  
 جبکہ لڑکی کا خیال تھا بکریاں میں کیا کروں گی اگر میرا محبوب ہی مجھ سے روٹھ گیا؟ میں تو یہ  
 چاہتی ہوں کہ یہ مجھ سے محبت کرے یا نہ کرے مگر طلاق نہ دے میں اس طرح ہی صبر کروں  
 گی۔ سو بکریاں تو کیا میں لاکھ بکری بھی اس کے دیاار کے بدلے روڑ کرتی ہوں۔ اگر میں  
 مال لیکر یار کی جدائی قبول کروں تو میرا محبوب مال ہوانہ کہ یار۔ آپ نے سنا نہیں کسی نے  
 ایک مجذوب سے سوال کیا کہ تو جنت چاہتا ہے یا دوزخ؟ تو مجذوب نے جواب دیا! میں  
 اپنے لیے وہی چاہتا ہوں جو میرے لیے میرا محبوب چاہے۔

### سبق

محبوب کا ظلم و ستم بھی محبت کے لیے محبوب ہوتا ہے اور محبت کی قیمت ساری دنیا  
 بھی نہیں بن سکتی

۔ ہر جہاں ہر ستم گوارا ہے اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے  
 جب دنیوی محبت کا یہ حال ہے جو اس دنیا میں ہی ختم ہو جائیگی تو دینی محبت جو  
 قیامت کے بعد بھی قائم رہے گی اس کی قیمت کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟



## (82) لیلیٰ و مجنوں

ایک دفعہ مجنوں کو کسی نے کہا! کیا بات ہے آج کل لیلیٰ کے کوچے میں نہیں آ رہا؟  
 تجھے لیلیٰ سے محبت نہیں رہی؟ اس نے تڑپ کر کہا! طفر کر کے میرے دھنوں پر تنگ پاشی نہ  
 کر۔ دور رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے اپنے خیالات بدل لیے ہیں کوئی مصلحت اور  
 مجبوری بھی ہو سکتی ہے۔ اس نے کہا! چھا پھر لیلیٰ کو کوئی پیغام دینا ہے تو دے دو میں ادھر جا رہا  
 ہوں۔ مجنوں نے کہا خبردار! میں اس قابل نہیں ہوں کہ لیلیٰ کے سامنے میرا نام لیا جائے۔

### سبق

سچی محبت کبھی بھی محبوب سے باغی نہیں کرتی بلکہ ہجر و قراق میں محبوب سے بد دل  
 ہونے کی بجائے اس میں اور کھار، خلوص اور وفاداری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ غزوہ  
 تبوک سے پیچھے رہ جانے والے تین نطامیں صحابہ جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ جب ان کا  
 اہل اسلام کی طرف سے بازگاہ ہوا تو ان میں سے ایک کو کسی ملک کے بادشاہ نے ہمدردی  
 کا خط لکھا کہ تیرے نبی نے تیری قدر نہیں کی ہمارے ملک میں آ جا، ہم تجھے بڑا تہ اور مقام  
 دیں گے۔ رقعہ پڑھ کر اس عاشق رسول کی چیخ و نکل مٹی اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا یا اللہ! کیا  
 ایسا اور بھی آتا تھا کہ دشمنوں نے میرے ہارے میں اس طرح سوچنا تھا۔ رقعہ آگ میں  
 پھینکا اور قاصد کو کہا! میں تمہاری حکومت کو اپنے نبی کے قدموں پہ قربان کرتا ہوں اور جا کر  
 اپنے بادشاہ سے کہہ دے

۔ بردا ہیں دام بر مرغِ دگر نہ، کہ عطاء را بلند است آشیانہ  
 یہ بال کسی اور جگہ بھینکے ہماری زندگی کا سودا بازارِ مصطفیٰ میں ہو چکا ہے۔



## (83) محمود و ایاز

سلطان محمود غزنوی کے بارے میں ایک شخص نے ملامت کے الفاظ بولے کہ ایاز میں کوئی خاص بات تو نہیں کہ سلطان اس سے اس قدر پیار کرتا ہے، جس پھول میں نہ رنگ ہون خوشبو اس سے بلبل کا پیار کرتا عجیب لگتا ہے، سلطان کو یہ بات سن کر غصہ آیا اور کہنے لگا! میں اس کے ظاہری حسن کی وجہ سے تو پیار نہیں کرتا بلکہ اس کی پاکیزہ عادت مجھے پسند ہیں۔ چنانچہ ایک دن حکومت کا کوئی اونٹ گھانی میں گر جانے کی وجہ سے اس پر لدے ہوئے صندوق سے قیمتی موتیوں کا ہار گر کر بکھر گیا، سلطان نے قافلے کو موتی لوٹ لینے کا حکم دیکر اپنا گھوڑا دوڑا لیا سارا قافلہ موتی لوٹنے لگا اور ایاز موتیوں کا لالچ کبے بغیر سلطان کے پیچھے پیچھے تھا۔ سلطان نے پوچھا! موتیوں میں سے تو کچھ نہیں لایا؟ ایاز نے کہا! جس کو موتیوں والا مل جائے اس نے موتی کیا کرنے ہیں؟ اگر کسی نظر مال پر ہے تو اس کو یار کی فکر نہیں صرف مال سے محبت ہے۔ جب تک لالچ کا منہ کھلا رہتا ہے دل کے کان میں غیب کا راز داخل نہیں ہو سکتا۔ حقیقت ایک سچا ہوا مکان ہے جبکہ خواہش و حرص اُزتی ہوتی گر رہے اور جہاں گرداؤ رہی ہو وہاں آنکھ والے کو بھی کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

## سبق

محبوب کی نظر اتفاقات سے بڑھ کر محبت کے لیے کوئی چیز قیمتی نہیں اس لیے وہ محبوب کو چھوڑ کر کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا اس کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ

۔ تیری نظر سے میری سلامت ہے زندگی  
تیرا کرم نہ ہو تو قیامت ہے زندگی  
سعدی فرماتے ہیں

۔ خلاف طریقت بود کا ولایا  
تمنا کنڈاز خدا جز خدا



عاشق صنمِ حسیں را با فرو بود

عاشقِ صنمِ کافر بود

مادرِ سر تو خیالِ مستی مانی است

میانِ یقینِ کہ نسبتِ پستی مانی است

## (84) پانی پہ مصلیٰ بچھا دیا

(خراسان موجودہ روس کے شبر) ناریاب کے ایک بوزھے کے ساتھ مجھے (سعدی کو) سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ جب ہم مغرب کے علاقے میں ایک دریا کے کنارے پہنچے تو میرے پاس ایک درہم تھا جو میں نے کشتی والے کو کرایہ دیا اور کشتی پہ سوار ہو گیا جبکہ ناریاب بوزھے کے پاس کرایہ نہ تھا اور کشتی والے نے بغیر کرایے کے سوار کرنے سے انکار کر دیا لہذا بوزھا کنارے پہ کھڑا رہ گیا۔ اور قافلہ جاتا رہا۔ ملاحوں نے بے خوف ہو کر دھوئیں کی طرح کشتی چلائی، مجھے رفتی سفر کے پھنسنے سے روکا آگیا اور رفتی سفر نے مجھے روتا دیکھ کر ہتھکڑیا اور کہا کہ میری فکر نہ کر مجھے وہ زات دریا پار کرائے گی جو کشتی چلا رہی ہے۔ یہ کہا اور پانی پر مصلیٰ بچھا کر اوپر بیٹھ گیا اور ہم سے پہلے پار جا لگا! میری حیرانگی کی انتہا نہ رہی تو مجھے بزرگ نے کہا! اس میں حیران ہونے کی کیا بات ہے اگر تجھے کشتی دریا پار کرا سکتی ہے تو مجھے خدا کیوں نہیں کرا سکتا۔ اہل غاہر یقین کریں یا نہ کریں مگر اہل اللہ آگ اور پانی میں برابر چلتے ہیں۔ تو نے دیکھا نہیں؟ کہ چھوٹا بچہ جو آگ کی پرواہ نہیں کرتا ماں خور اس کو آگ سے بچاتی ہے۔ بس سمجھ لے کہ اس کی محبت والے اس کے منظور نظر ہوتے ہیں جو ظیل کو آگ سے اور اپنے موسیٰ کو نخل سے بچاتا ہے۔ جو بچہ حیراک کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس کو دجلہ کی گہرائی کا کیا غم؟ اور جو خشکی میں ہی رہا تر رکھتا ہو وہ دریا پر قدم کیسے دیکھے گا؟

## سبق

محبان بارگاہ خدا براہ راست خدا کی حفاظت میں ہوتے ہیں اور ظاہری اسباب کے محتاج نہیں ہوتے۔ عاشقان اور خواہاں خوب تر۔ عقل کی راہ میں بہت پیچ ہیں جبکہ عاشقوں کے لیے اللہ کے سوا سب پیچ ہے۔ یہ بات حقیقت والے جانتے ہیں عقل والے تو صرف تنقید کرتے ہیں۔ آسمان، زمین، درند، پرند، چتر، جنگل، دریا، پہاڑ، جن پر ہی اور انسان و فرشتے بلکہ سورج بھی ان کے سامنے ذرے کی حیثیت رکھتا ہے اور سات دریا ان کی نگاہوں میں قطرے سے زیادہ کچھ نہیں

۔ چوں سلطان عزت علم بر کشد، جہاں سر بجیب عدم در یرو



دانش مہر و فرگے مطلق ہوئے نیاز  
میں جاننا ہوں موت سے سنت حضور کی

منہم



## (85) کسان کی حکایت

گھاؤں کا ایک بڑا سردار اپنے بیٹے کے ساتھ ایک بادشاہ کے لشکر کے پاس سے گذرنا کے لئے بادشاہ کی شان و شوکت دیکھی تو اپنے باپ کی سرداری اس کی نگاہوں میں سچ ہو گئی اور خاص طور پر اس وقت جبکہ اس نے دیکھا کہ بادشاہ کے رعب کی وجہ سے باپ ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا اور کانپنے لگا۔ بیٹے نے کہا! آخر آپ بھی تو گھاؤں کے سردار ہیں اس قدر ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ باپ نے کہا ہاں سردار تو ہوں مگر گھاؤں کا۔

### سبق

جو جتنا اللہ کی بارگاہ کا قریبی ہوتا ہے اسی قدر اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے کہ اس کے دل پر اللہ کی عظمت و رعب کا غلبہ ہوتا ہے اور اپنے آپ کو سچ سمجھتا ہے۔

بزرگانِ ازاں دہشت آلودہ اند۔ کہ در بار گاہ ملک بودہ اند

فاسق و فاجر خدا سے اس قدر کیوں نہیں ڈرتے؟ کیونکہ ان کی اس بارگاہ تک رسائی نہیں ہوتی وہ گویا اپنے گھاؤں میں ہی سردار بنے پھرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارا بھی کوئی مقام و مرتبہ ہے۔ قیامت کے دن جب اعلانِ نہیں گئے لسن العلیک الیوم۔ تو کانپیں گے جبکہ اہل اللہ اس وقت عرش کے سائے میں ہوں گے۔



## (86) جگنو کی کہانی

رات کے دقت باغوں، سبزہ زاروں اور سیرگاہوں میں ایک چھوٹا سا چمکدار کیزا نظر آتا ہے جس کو جگنو کہتے ہیں۔ کسی نے ایک دن اس کیزے سے کہا: اے رات کو روزشن کرنے والے کیزے! کیا بات ہے تو دن کو کبھی نظر نہیں آیا؟ ذرا غور کرنا اس مٹی سے بنے ہوئے ننھے سے آتشیں کیزے نے کیا جواب دیا؟ اس نے جواب میں کہا

کہ من روز دشب جز بصر اشیم  
دلے پیش خورشید پیدا نیم

میں تو دن رات جنگل کے علاوہ کہیں نہیں ہوتا بات دراصل یہ ہے کہ سورج کے سامنے میری حلیت ہی کیا ہے کہ روشنی لٹا سکوں؟

### سبق

اہل معرفت و طریقت نے فرمایا! کیا وجہ ہے کہ ولایت کے تمام سلسلے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتے ہیں جبکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک فضیلت کا سلسلہ ترتیب خلافت کے مطابق ہے یعنی الفضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر ہیں پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی اور پھر مولانا علی رضی اللہ عنہم آج حین ہیں۔ تو اس میں بھی یہی راز چنیاں ہے کہ شاگرد جب تک استاد کے سامنے ہوتا ہے اپنے کمالات کے جوہر نہیں دکھا سکتا استاد کا ادب مانع ہوتا ہے تو حضور علیہ السلام نے خلفاء ثلاثہ کو اپنے پاس رکھنا کہ ادب کا حق ادا کرتے رہیں اور سیدنا علی المرتضیٰ نجف اشرف کا راستہ دکھا کر ظاہر اپنے سے دور کیا تاکہ فیض رسائی کا حق ادا کرتے رہیں۔



## (87) اللہ! بس (ماسوی اللہ ہوس)

ایک شخص نے (شیخ سعدی دور کے مصنف بادشاہ) سعد بن زنگی کی تعریف کی۔ بادشاہ نے اس کی قدر کرتے ہوئے اس کو درہم و درہم کے ساتھ عمدہ کپڑا بھی عطا کیا جس پر اللہ بس "کڑھائی (کنڈہ) کیا ہوا تھا اس نے جب وہ کپڑا پہنے اور اوڑھتا تو ایسے لگا جیسے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہے کپڑا اتار دیا اور شور مچاتا اچھلتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے جنگل کے ساتھیوں میں سے ایک نے پوچھا! کیا معاملہ ہے تو وہی تو ہے جس نے بادشاہ کے دربار میں جا کر کئی بار زمین بوسی کی اور اس کی تعریف کرتا رہا اور جب اس نے انعام دیا تو وہیں پہنک کر آگیا؟ دیوانے نے ہنس کر کہا! جب میں نے اللہ کے نام والا لباس پہنا تو شردغ میں میرا جسم خوف و امید سے بید کی طرح لرزنے لگا بھرا اللہ کے نام کی عظمت کے سامنے کوئی چیز میری نگاہ میں نہ آتی نہ ہی کوئی انسان۔

### سبق

جن کے دلوں پر عظمت خداوندی آشکار ہو جاتی ہے ان کی نگاہوں میں کسی شے کی کوئی وقعت نہیں رہتی حضرت سلطان العارفين سلطان باہو فرماتے ہیں "اللہ بس ماسوی اللہ ہوس"

ایک بزرگ مریدین کو اللہ کے نام کا ذکر کر دیا ہے تھے کہ ایک فلسفی نے دیکھ کر مذاق اڑایا اور کہا! کہ خالی نام لینے سے کیا اثر ہوگا۔ بیاسا پانی پئے گا تب ہی بیاس بجھے گی۔ بزرگ نے فرمایا "اے خرتو چہ دانی دریں نام چہ برکات اللہ۔ اے گدھے تو کیا جانے اس نام میں کیا برکات ہیں۔ فلسفی ہنسنے سے لال پٹلا ہو گیا کہ مجھے گدھا کہہ دیا ہے۔ بزرگ نے

فرمایا جب گدھے کے لفظ میں اتنا اثر ہے کہ تو آؤٹ آف کنٹرول ہو رہا ہے تو نام خدا سے اثر کیوں نہیں ہوگا۔ جب تک تیرے اندر خودی ہے تجھے یہ نکتہ سمجھ نہیں آسکے گا۔ اگر تیرے اندر عشقِ دوستی ہے تو نام خدا تو بہت بڑا ہے جو پائے کی آواز بھی تجھے مست و بے خود بنا دے گی۔ اہل عشق کے سامنے کبھی بھی پر مارے تو وہ وجد میں آکر ہاتھ سر پر مارتے ہیں۔ فقیر تو پرغے کی آواز پر رونا شروع کر دیتے ہیں۔ الغرض صدا تو ہر وقت کہیں نہ کہیں سے آرہی ہے لیکن دل کے کان ہر وقت کھلے ہوئے نہیں ہوتے۔ تو نے دیکھا نہیں ہے نوشی کرنے والے تو رھٹ کی آواز پر مستی میں آکر زار و تظار روتے اور وجد کرتے ہیں۔ پہلے سرگریباں میں ڈالتے ہیں اور جب بے بس ہو جاتے ہیں تو گریباں پھاڑ دیتے ہیں۔ پھول تو بادِ مہا سے بھی کھل اُٹھتا ہے اور لکڑی کو کلبازے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کھیل کو کو کے متوالے کے و مانغ میں تو لب و لہج ہی پختہ ہوگا ایسا شہوت پرست کیا جانے اللہ کے نام کو سن کر اثر ہوتا ہے کہ نہیں۔ اچھی آواز سے سو یا ہوا اُٹھتا ہے نہ کہ مدہوش۔ جہان پورے کا پورا اللہ کے نام کی برکات سے بھرا ہوا ہے لیکن اندھا آنکھ میں کیا دیکھ سکتا ہے۔ جو ذکرِ حق اسے مستی میں ہے اس پر تنقید نہ کر کیونکہ ذوقِ بنی والا ہی ہاتھ پاؤں مارتا ہے تو عرب کی حدیِ خوالی میں اونٹ کو نہیں دیکھتا کہ اس کو مستی ہی تو رقص میں لاتی ہے۔ تو جب اونٹ کے سر میں مستی کا شور مچا رہا ہے مگر کسی انسان کو نصیب نہیں تو وہ گدھا نہیں تو۔ بتا اور کیا ہے؟ (ایسا کیوں نہ ہو کہ علی کی تلوار کی طرح سعدی کی زبان بھی تو ہر وقت چلتی رہتی ہے)

۔ پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں  
بلا کے راکھ نہ کروں تو داغِ نام نہیں



## (88) خوبصورت آواز کی تاثیر

ایک خوبصورت نوجوان نے ہانسری بجاتا سیکھ لیا اور ایسی بجاتا کہ سننے والوں کے تن بدن میں آگ لگا دیتا، اس کے باپ نے کئی بار اس کو ڈرامہ سمجھ کر جھڑکا اور ہانسری کو جلایا، مگر وہ باز نہ آتا۔ ایک رات باپ نے جب اس کی آواز پہ کان دھرا تو سماع نے اس کو ایسا پریشان کیا کہ مدھوش ہو گیا ہوش آنے پر چہرے سے پسینہ صاف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اس بار تو ہانسری نے میرے اندر بھی آگ لگا دی ہے۔ مست دیوانے بھی تو نفس کھاناں ہیں کہ ان کے دل پر واردات کا دروازہ کھلتا ہے تو کائنات سے ہاتھ جھماڑ دیتے ہیں۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ رقص اس کو حلال ہے جس کی ہر آستین میں ایک قیمتی جان ہو۔ ہر زمانہ از غیب جان، دیگر است۔ میں نے مانا کہ تو تیرا کی کا ماہر ہے لیکن نگاہ ہو کر ہی ہاتھ پاؤں مار سکے گا۔ لہذا نام و نمود اور کمر کا لباس اتار دوے کیونکہ لباس والے ہی دریا ہیں غرق ہوتے ہیں۔ دنیوی تعلقات و اغراض حجاب و محرومی کے علاوہ کچھ نہیں جب یہ مٹے ٹوٹیں گے تو وصل محبوب نصیب ہوگا۔

### سبق

جب ہانسری کی آواز اور رقص دوسروں سے اہل دنیا وجد کرے لگے ہیں تو جس خوشی نصیب نے اللہ کی محبت کا جام پی کر ذکر الہی سے لذت لینی شروع کر دی ہو اس کو بھی معذور سمجھنا چاہیے۔ لیکن خالی دعوؤں سے بھی قدا محفوظ رکھے جیسا کہ ہمارے دور میں اکثریت خالی دھولوں کی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے  
خسوساً آج کل کے اولیاء سے



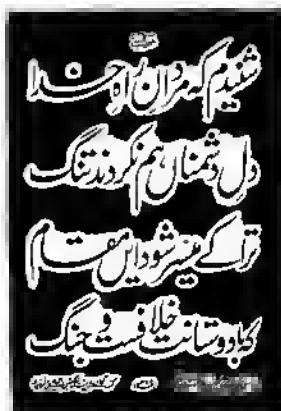
## (89) پروانے کی حکایت

کسی نے پروانے سے کہا (یہ منہ اور مسو کی دال) جا کسی اپنے جیسے حقیر سے محبت کر تجھے بھلا شمع سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ تو جب آگ کا کیزا نہیں تو آگ سے کیوں نکراتا ہے لڑائی کے لیے بھی بہادری چاہیے۔ اس لیے تو چھوٹا مسو راج سے چھپ جاتی ہے کیونکہ فلا دی پٹخے والے سے مقابلے کے لیے تو بڑا زور چاہیے۔ جب آگ تیری دشمن ہے تو اس کو دوست بنانا حماقت نہیں تو کیا ہے؟ جو فقیر ہو کر شہزادی کا رشتہ مانگتا ہے۔ وہ اپنا خون نہیں کرتا تو اور کیا کرتا ہے؟ شمع کے تو بادشاہ بھی محتاج ہوتے ہیں پھر وہ تجھے کیوں خاطر میں لائے گی وہ ساری مخلوق پر نرمی کرے تو کرے مگر تجھ پر گرمی ضرور کرے گی۔ یہ سن کر پروانے نے جواب دیا! ظلیل علیہ السلام کی طرح میں بھی دل میں شوق کی دولت رکھتا ہوں جلتا ہوں تو جل جاؤں یہ آگ میرے لیے آگ نہیں بلکہ میرے لیے پھول ہے۔ لہذا مجھے طعنہ نہ دے میں دوست کے قدموں پہ مرنا سعادت سمجھتا ہوں۔ اور مرنا اس لیے پسند ہے کہ محبوب کی ہستی کے سامنے اپنی ہمتی گناہ سمجھتا ہوں۔ مجھے نصیحت کرنا ایسے ہی ہے جیسے بچھو کے ڈسے ہوئے کو کہے کہ مت رو یا درکھ چیتے کو ماریں تو زیادہ غضب ناک ہوگا اور عاشق پر نصیحت اثر نہیں کرتی کیونکہ وہ ایسے ہی ہے کہ جس کے ہاتھ سے لگام چھوٹ جائے تو اس کو کہو کہ آہستہ چلائے، میں بے حوصلہ نہیں ہوں کہ عشق چھوڑ دوں اور جان بچا لوں موت نے بھی تو مارنا ہے، اس سے بہتر نہیں کہ محبوب کے ہاتھوں مر جاؤں؟

## سبق

محبوب کے "جور و ستم" سے گھبرا کر عشق نہ چھوڑنا چاہیے بلکہ اس کے ہاتھوں موت  
بھی سعادت سمجھے اور فرغہ لگائے

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے اتنا کہہ دے کہ تو تیار ہے



## (90) شمع اور پروانے کی گفتگو

میں نے ایک رات شمع سے پروانے کو کہتے سنا کہ میں تو ہوا میرا عاشق! اگر تجھ پہ جل جاؤں تو بات سمجھ میں آتی ہے، تیرا جلنا اور رونا کس لیے ہے؟ شمع نے جواب دیا کہ اسے میرے سکین عاشق! میں بھی کسی پر عاشق! ہوں جب وہ (شہد) مجھ سے جدا ہوتا ہے تو فرحہا کی طرح میرے بھی سر کو آگ لگ جاتی ہے۔ تو کیا عاشق ہے جو ایک پل بھی ٹھہرنے طاقت نہیں رکھتا کبھی ادھر بھاگتا ہے کبھی ادھر، میرا عشق بھی دیکھ ایک جگہ پہ کھڑی کھڑی اپنا آپ جلا لیتی ہوں۔ اگر تیرے صرف پر چلتے ہیں تو میرا سب کچھ ہی جل جاتا ہے۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ کسی نے آکر شمع کو بھجوا دیا۔ دھواں نکل رہا تھا اور کہہ رہی تھی ہاں یہی عشق کا انجام ہے۔ اگر کوئی عاشق سیکھنا چاہے تو اس کو بتا دو کہ مرکز ہی اس سے چمٹکا راتے گا لہذا عشق کے مقتول کی قبر پہ رونے کی بجائے خوشی منا کہ اس کے ہاتھوں مرا ہے۔ اگر تو سچا عاشق ہے تو مرض سے چمٹکا رہے کی بجائے غرض سے چمٹکا رہا حاصل کر۔ عاشق معشوق کے سامنے سر نہیں اٹھاتا اگرچہ اس کے سر پہ پتھر برسے۔ دریا میں اترنے والے کو طوفان کا سامنا تو کرنا ہی پڑتا ہے۔

## سبق

عشق کرنا ہو تو ابتداء میں ہی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے کا ارادہ کرنا چاہیے کیونکہ عشق میں آرام اسی وقت ملے گا جب جسم و جان کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ کسمے عشق الہی حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں



عاشق ہوویں تے عشق کماویں دل رکھیں وانگ پہاڑاں ہو  
 لکھ لکھ بدیاں ہزارو آلا ہے کر جائیں باغ بہاراں ہو  
 منصور جے چک سولی دے جہڑے واقف کل اسراراں ہو  
 سجدیوں سر نہ چاہے ہا ہو بہادیں کافر کہیں ہڈاراں ہو



بابی  
 متن مستغنی عنہ  
 دامن باغ عشق  
 کز حلقہ گنجشایں مستغنی  
 متن  
 آفتاب انوار  
 بالذکر

## تواضع (عاجزی) کے بیان میں

### (91) بارش کا قطرہ

بارش کا قطرہ جب بادل سے نپکا تو نیچے دریا کی وسعت دیکھ کر شرمندہ سا ہو گیا اور اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگا کہ دریا کے سامنے میری کیا حقیقت ہے اس کی عاجزی پسند آگئی سیپ نے منہ کھول دیا اور قدرت نے اس قطرہ آب کو بادشاہ کے تان کا موتی بنا دیا، جو بھی نصیحتی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہی ہست ہو جاتا ہے اور جو ہستی (عاجزی) اپناتا ہے وہ سر بلند کر دیا جاتا ہے۔

۔ چھوڑ کر اپنی تعلقی کر تواضع اختیار رتبہ مسجد کے منارے کا ہے کم محراب سے

### سبق

اللہ نے انسان کو خاک سے بنایا ہے تو اس کو خاکساری اور عاجزی اسی مناسب ہے۔ خاک والے کو آگ والا (حکیم) جتنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ شیطان کو آگ سے بنایا گیا اور اس نے اسی کو دلیل بنا کر خدا سے منکال لیا اور دلیل ہو گیا جبکہ آدم علیہ السلام نے بھول کر شتاب سے کو بھی اپنے لیے بڑا عیب سمجھا اور عاجزی و زاری کرنے لگے اللہ نے خلافت کا تاق پہنایا۔ گویا عاجزی نہ کرنے نے اس کو شیطان بنا دیا اور ان کو عاجزی نے

ابوالانبیاء بنادیا۔

حدیث شریف میں ہے من ترا ضاع اللہ فقد رجعہ اللہ جواشد کے لیے  
ناجزی کرتا ہے پھر اللہ اس کو بلندی عطا فرمادیتا ہے۔

تکبر عزازیل و اخوار کرد  
بزان لعنت گرفتار کرد



برادرم شمس الدین وزیر الدین نثار پٹنا  
از جانب شاد شرف الدین منیر می بعداز  
دعا سے مطالعہ و تصحیح شود

## (92) پاکیزہ جوانی

ایک نہایت ہی عظیم الشان جوان سمندر کے راستے روم کی بندرگاہ میں آیا لوگوں نے اس کی بہت تعظیم کی اور اس کا سامان اٹھا کر باعزت طریقے سے رکھا ایک دن ایک نمازی نے نو جوان کو کہا! ذرا مسجد کو صاف کر کے کوزا باہر پھینک دے۔ یہ سنتے ہی نو جوان مسجد سے باہر نکل گیا اور پھر اس کو کبھی اس مسجد میں نہ دیکھا گیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ شاید مسکبر ہے، چند دن بعد ایک نمازی نے اسے گلی میں جاتے ہوئے پکڑ لیا اور کہا! تیرا رویہ کتنا غلط تھا کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کے گھر کی صفائی کتنا بڑا ثواب کا کام ہے؟ وہ نو جوان رونے لگا اور کہنے لگا! اے بھائی میں نے مسجد میں اتنا جلادہ کہیں بھی کوزا نہ دیکھا، اس لیے میں اپنے آپ کو باہر لے آیا کہ مسجد کوڑے (مجھ) سے پاک ہو جائے۔

### سبق

تواضع سے انسان رفعت پاتا ہے اور مردان حق اپنے آپ کو ہیرو عمارت ہی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں

بلندیت باید تواضع گزین

کہ این بام رانیت سلم جزاں

اگر تو بلندی چاہتا ہے تو تواضع اختیار کر کیونکہ اس بلندی کی یہی سیڑھی ہے۔

خاک میں بھی ڈبوٹنے پر نہ ملے اپنا نشان

ناکساری خاک کی جب خاک ساری ہو گئی

ناجہزی سے بڑھ کر نیکی کوئی نہیں اور تکبر سے بڑھ کر گناہ کوئی نہیں حدیث میں

ہے۔ جس کے دل میں رانی برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت کی ڈھبند بھی نہ پاسکے گا۔



## (93) حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ

ایک دن سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ حمام سے نہا کر نکلے اور اتفاق کی بات ہے کہ یہ دن عید کا تھا۔ کسی مکان سے راکھ کا ذخیران کے سر پر آگرا، خاک پکڑی اور بالوں میں الجھ گئی آپ ہاتھ سے منہ صاف کر رہے تھے اور ساتھ کہہ رہے تھے۔ اے بایزید تو تو آگ کے لائق تھا پھر خاک پڑنے سے غصہ کرنا کیسا؟

### سبق

بزرگ ہر وقت نگاہ خدا کی طرف رکھتے ہیں کیونکہ خود بین کبھی خدا بین نہیں ہو سکتا  
ہر کہ خود را کم ز تر د مرد آں بود۔

سعدی فرماتے ہیں

قیامت کے بنی اندر بہشت

کہ معنی طلب کرو و دعویٰ بہشت

قیامت کے دن وہی شخص جنت میں جائے گا جس نے حقیقت کو پایا اور دعوے

کرنے چھوڑ دیے۔

حقیقی بلندی یہ ہے تو دنیوی بلندی کا حشر لاشی نہ بن۔ یہ بلندی خاک میں ملائے

گی اور خاکساری حقیقی بلندی بخشنے گی۔

بہلول کا یہ قول سنا تھا کبھی ہم نے

جو دین کو رکھتے ہیں وہ دنیا نہیں رکھتے

یعنی کہ جو دیندار ہیں وہ دین کے آگے  
 دنیا کی کسی شئی کی ترنا نہیں رکھتے  
 کرنے کو تو کرتے ہیں وہ دین کے بکھیرے  
 پرانکا ہوا ان میں دل اپنا نہیں رکھتے  
 محنت سے مشقت سے کماتے ہیں کمائی  
 دامان طلب حد سے زیادہ نہیں رکھتے  
 حاصل یہ کہ دینا میں گذرتے ہیں دیندار  
 اس شکل سے جیسے کہ وہ دنیا نہیں رکھتے

و غنی شخصیات اور بالخصوص ائمہ مساجد جو ہر وقت نمازیوں کے قہر و غضب کا نشانہ  
 بن رہے ہیں ان کے لیے اس حکایت میں تسلی کا کافی سامان موجود ہے۔



اطلبوا العلم من المهدی إلى المهد

علم حاصل کرو گود سے لے کر گود (قبر) تک

## (94) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک گنہگار

عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ایک نہایت ہی گنہگار، جہالت و گمراہی کا سرور، سخت دل بد کردار زندگی سے بے زار اور لوگوں کے لیے سخت دل آزار انسانیت کے لیے نیک و عاقل گویا شیطان کا ناپاک نمائندہ تھا۔ سر عقل سے خالی مگر خرد سے بھرا ہوا جبکہ دیت حرام کے تقویٰ سے بھرا ہوا۔ جھوٹا اور نیک خاندان۔ نہ سیدھی راہ چلنا نہ کسی کی سنتا۔ حقوق اس سے ایسی متفرج جیسے خشک سالی سے، اور نئے پیمانہ کی طرح دور سے لوگ اس کی طرف اشارے کرے لوگوں کو بھگاتے، ایسا بد اعمال کہ اب اعمال نامے میں نکتے کی گنجائش ہی نہ رہی، شہوت پرست اور دن رات غفلت و نفع میں مست، عیسیٰ علیہ السلام ایک دن جنگل سے آرہے تھے کہ اس کے مکان کے پاس سے گزر رہا، آپ کے پاؤں پر سر رکھ کر ایسے شرمندہ ہوا جیسے درویش سرمایہ دار کے سامنے۔ گزشتہ غفلت اور گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوا اور زار و قطار درود کر اللہ سے توبہ کرنے لگا اس حالت میں ایک متکبر عبادت گزار بھی آگیا اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھ کر ڈانٹنے لگا کہ یہ بد بخت کہاں میرے اور مسیح علیہ السلام کے درمیان آگیا یہ کتنا بد بخت ہے مجھے تو اس کی صورت سے بھی نفرت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی آگ میرے دامن میں بھی لگ جائے اے اللہ اقامت کے دن مجھے اس کے ساتھ نہ اٹھا، ابھی یہ باتیں کر رہا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ دونوں کی دعا قبول ہے وہ گنہگار عاجزی کی وجہ سے جنت میں جائے گا اور اس متکبر عبادت گزار کے چونکہ اس نے ساتھ مشرک نہ ہونے کی دعا کی ہے لہذا دوزخ میں جائے گا۔

### سبق

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا گنہگار اس ریاکار اور متکبر عبادت گزار سے بہت بہتر ہے جو لوگوں کو جنم بانٹا پھرتا ہے اور خود جنت کا تمسکدار بنا ہوا ہے۔



## (95) عقلمند درویش اور متکبر قاضی

ایک غریب پھلے پرانے لباس والا فقیر (عالم) قاضی وقت کے چنگل میں صف پہ بیٹھا تھا کہ قاضی نے اس کی طرف گھور کر دیکھا اور دربان نے اس کو گریبان سے پکار کر اٹھا دیا کہ تیرا مقام یہ نہیں بلکہ پیچھے ہو کر بیٹھ یا یہاں سے نکل جا ہر شخص صدارت کے قابل نہیں، جب تجھ میں طاقت نہیں تو دلیری کیوں دکھاتا ہے، درویش عالم دہاں سے اٹھ کر نیچے آ گیا، قاضی نے بھرے دربار میں ایک سچیدہ مسئلہ چمڑ دیا جس کا جواب کسی کے پاس نہ تھا، آخر وہی فقیر عالم بڑے رعب سے جہازی کے غراتے ہوئے شیر کی طرح بولا: دلیل نہیں ہے تو رگیں کیوں پھلاتے ہو؟ اس نے جو زبان کھولی تو علم و حکمت، فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے اور لوگوں کو مسئلہ کا حل ایسے سمجھایا جیسے انوکھی میں مگنیٹ ہو جاتا ہے بڑے بڑے حیران و ششدر رہ گئے اور پھر اس نے اس مسئلہ کا ردحالی پہلو جب بیان کیا اور ظاہر سے باطن اور مجاز سے حقیقت کی طرف بیان پھیرا تو ہر طرف سے آفریں کی آوازیں آنے لگیں۔ یہ بول رہا تھا اور قاضی صاحب ایسے دیکھ رہے تھے جیسے گدھا کچڑ میں پھنسا ہوا ہے۔ آخر کار قاضی نے اپنی جگہ کی اتار کر اس کے سر پہ رکھ دی اور عزت و احترام سے اس فقیر عالم کو اپنی جگہ بیٹھا کر کہا: ہم آپ کی قدر نہ پہچان سکے، ہمیں معاف کیجئے، ایسے عالم کو اس طرح کے لباس میں نہیں ہونا چاہئے۔ درویش عالم کی توبین کرنے پر دربان دوڑتا ہوا آیا کہ معذرت کرے مگر عالم فقیر نے اس کو ڈانٹ کر کہا، پیچھے ہٹ جا اور یہ پکار گڑی اس میں تو سارا غرور بھرا ہوا ہے جس کی وجہ سے قاضی نے مجھے صف سے اٹھا دیا تھا۔ اگر میں نے اس پچاس گڑی کی گڑی کو سر پہ سہالیا تو ایسا نہ ہو کہ کل کلاں میں بھی قاضی کی طرح لوگوں کو ذلیل سمجھ لوں جیسے آج قاضی نے مجھے ذلیل جانا۔ جب لوگ مجھے مولانا اور صدر صاحب کہیں گے تو میرا مانگ کیوں نہ خراب ہوگا۔ لہذا میں اس کے بغیر ہی بھلا پانی اگر صاف ستھرا ہو تو



چاہے پتیل کے کنورے میں ہو یا مٹی کے پیالے میں اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ عزت والا آدمی پگڑی کا محتاج نہیں اور نہ ہی بڑے سر کی وجہ سے بندہ بڑا بنتا ہے، گندہ بکتا بڑا ہوتا ہے مگر اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے۔ جو پگڑی اور سوٹچھوں کی وجہ سے تکبر کرتا ہے کیا وہ جانتا نہیں کہ پگڑی روئی کی ہے اور سوٹچھیں بدن کا گھاس، تو کیا رومی اور گھاس اس قابل ہے کہ ان کی وجہ سے تکبر کیا جائے، علم و فضل سے خالی لوگوں کو صرف صورت ہی انسان سمجھنا چاہیے حقیقت میں وہ خاموش مورتیاں ہیں۔ ہنر والے کو ہی اونچی جگہ جتنی ہے نہ یہ کہ جو اونچی جگہ بیٹھ گیا وہ اونچا ہو گیا اور جو نیچے بیٹھا وہ نیچا، پٹ سن کا کاٹا اگر اونچا بھی ہو جائے تو بے قیمت ہے کہ اس میں ششاس نہیں اور گنا ششاس سے بھرا ہوا ہونے کی وجہ سے بلندی کا محتاج نہیں کیونکہ اسے بلند کرے کے لیے اس کی ششاس ہی کافی ہے۔ کچھ میں پڑی ہوئی کوڑی کو قسمی سمجھ کر کسی نے اٹھالیا تو کوڑی نے کہا! مجھے اٹھا کر ریشمی رو مال میں پینٹنے کا کیا فائدہ میں تو بے قیمت ہوں۔ انسان دولت کی وجہ سے بلند نہیں ہوتا، مگر جسے کوریٹھی لباس بھی پہنا دو تو گدھا سی رہے گا۔ فقیر عالم نے کچھ اس انداز سے جڑ ہاتی کی کہ قاضی کو جان چڑھانا مشکل ہو گیا اور پکار اٹھا ان ہذا البوم عبور۔ آج کا دن تو بڑا سخت ہے درویش عالم وہاں سے کھٹک گیا اور اپنا تعارف بھی نہ کرایا بعد میں لوگ کہتے رہے یہ کہ ابلاغی کہ سب کو ذلیل کر گیا، بڑا تلاش کیا نہ مل سکا آکر کارا ایک نے کہا! ایسا شخص اس شہر میں سعدی ہی ہو سکتا ہے دوسروں نے کہا ہزار آفرین ہے اس پر کہ کڑوا حق کتنی ششاس سے کہہ گیا ہے۔

## سبق

کسی کی ظاہری حالت سے اس کے باطن کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے ہو سکتا ہے ظاہر میں پھٹے پرانے کپڑوں والا علم و فضل کا پہاڑ ہو اور عمدہ لباس والے علم سے خالی اور جاہل مطلق ہوں۔ ”سعدی فرماتے ہیں تا وقتیکہ مرد غلفہ باشد میب و ہنر نہت باشد“ جب تک بندہ پورا نہیں اس کے عیب و کمال چھپے رہتے ہیں۔

(میں ہاں پر اقتصاد کے ساتھ علم کی عظمت کو بیان کر دینا نہایت ہی مناسب رہے گا)



## علم کی عظمت

علم (غلبتم۔ بغلتم) کسی چیز کو کا حقہ جانا، پہچانا، حقیقت کا اور اک کرنا، یقین حاصل کرنا، محسوس کرنا، محکم طور پر معلوم کرنا۔ علم کا درجہ معرفت اور شعور سے زیادہ بلند ہے۔ علم اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عالم حقیقی اور عظیم حقیقی ہے۔ علم نور الہی ہے۔ اگر کسی بشر سے حاصل ہوتا ہے تو کسی علم کہلاتا ہے۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم سے حاصل ہوتا ہے تو علم لدنی کہلاتا ہے۔

علم لدنی کی چند اقسام ہیں۔ مثلاً وحی الہام، فراست اور اور دل میں بات ذالنا وغیرہ۔ وحی انبیاء کرام علیہم السلام سے خاص تھی۔ الہام اولیا، اللہ سے اور فراست ہر مومن کو بہت درایمان نصیب ہوتی ہے اور دل میں بات ذالنا ہر قسم کی مخلوق کو نصیب ہو سکتی ہے۔

وحی: انا و احبنا الیک کما و احبنا الی نوح والنہیین من بعدہ  
و احبنا الی ابراہیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط  
وعیسیٰ وایوب و ہونس و ہارون و سلیمان و ایتنا داؤد زبوراً  
(النساء: ۱۶۳)

”بے شک (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم!) ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف بھیجی وحی (حضرت) نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد پیغمبروں (علیہم السلام) کو وحی بھیجی اور ہم نے (حضرت) ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور یحییٰ اور یوسف اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کو وحی کی اور ہم نے (حضرت) داؤد (علیہ السلام) کو زبور شریف عطا فرمائی۔“

الہام: واوحبنا الی ام موسیٰ ان ارضعه فاذا خفت علیه فالتقه فی البکم ولا تخافس ولا تحزنس انار آدوہ البکم وجاعلوہ من المرسلین ○ (الفصص: ۷)

”اور ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کو الہام کیا کہ اسے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو) دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو (کہ فرعون اسے قتل کر دے گا) تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول (علیہ السلام) بنائیں گے۔“

اکثر ترجمہ کرنے والوں نے یہاں وحی کا ترجمہ الہام کیا بعض نے حکم اور وحی بھی کیا ہے اور جنہوں نے وحی کیا ہے انہوں نے ساتھ تشریح میں لکھ دیا ہے کہ یہاں وحی سے مراد الہام ہے اور وہ وحی مراد میں جو انبیاء کرام علیہم السلام پر فرشتے کے ذریعہ سے نازل کی جاتی تھی۔

فراست: یدہ نور ہے جو رب کریم اہل ایمان کو بقدر ایمان نصیب فرماتا ہے۔

واقعه: ہذا عثمان بن عفان دخل علیہ وجل من الصحابة وفلرای امرأۃ فی الطريق فنامل محاسنها فقال لہ عثمان: بدخل علی احدکم واتر الزنا ظاہر علی عینہ فقلت: اوحی بعد وصول رسول اللہ ﷺ فقال لا ولكن تبصرة وبوہان وقراسة صادقة (کتاب الروح لابن القیم الجوزی ص ۳۲۱) (عربی)

”یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں ان کے پاس دوستوں میں سے ایک دوست آتے ہیں۔ جنہوں نے راستے میں ایک عورت کو دیکھا تو اور اس کے حسن و جمال میں غور کر رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بغیر نام لیے فرمایا! بعض لوگ اس حالت میں میرے پاس آ جاتے ہیں کہ زنا کا اثر ان کی آنکھوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیا رسول

کریم ﷺ کے بعد بھی دہی جاری ہے؟ فرمایا انہیں بلکہ یہ تو بصیرت  
برہان اور کچی فراست ہے۔"

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں رسول کریم  
ﷺ نے فرمایا ہے:

اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله ثم فرا ان في ذلك  
لايت للمؤمن مبین قال للمنفرد مبین (ترمذی جلد ۲ ص ۱۳۵) ابواب تفسیر القرآن  
(تفسیر سورۃ الحج) 'حلیہ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۹۳' معجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۱۰۲ 'ابن کثیر جلد ۲  
ص ۸۳۰' در مشورہ جلد ۵ ص ۹۱ 'کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۷۳۰ فتح الباری جلد ۱۲ ص ۳۸۸  
مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۳۸)

"مومن کی فراست سے بچو یا زور کیونکہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور سے دیکھ  
ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: "ان فی ذلک لایات  
للمؤمن مبین" یعنی "یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے (جو خدا  
داعیہا میتوں کی بنا پر) نشان لگانے والے ہیں یعنی فراست والے ہیں۔"

دل میں بات ڈالنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن  
الشجر ومما یعرشون ۝ ثم کلسی من کل الثمرات فاسلکی سبل  
ربک ذلاط یمخرج من ۴ بطونہا شراب مختلف الوانہ فبه شفاء  
لناس ط ان فی ذلک لایة لقوم ینفکرون ۝ (النحل: ۶۹-۶۸)

"اور آپ ﷺ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ  
پہاڑوں اور درختوں اور چٹوٹیوں میں اپنے گھر (چمٹا) بنا۔ پھر ہر قسم کے میوؤں میں  
سے کھا اور اپنے رب کی آسمان راہوں پر چلتی پھرتی رہ۔ اس کے پیٹ سے



۳۶۳ کشف الکجب پہلا باب (اثبات علم) "علم حاصل کرو اگرچہ ملک چین میں جا کر حاصل کرنا پڑے۔" کیونکہ علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

وہ علوم جو بے فائدہ ہیں جن سے سیکھنے والے کو یاد دوسروں کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا ہو تو ایسے علوم کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے۔ وینعلمون ما یضرهم ولا ینفعهم (البقرہ) "اور وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان دے اور نفع نہ پہنچا سکے۔"

چنانچہ ایک روایت میں ہے 'نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اعدو ذہک من العلم لا ینفع (المیوان حدیث نمبر ۴۱۹) (اے اللہ جل جلالہ!) "میں تیرے ساتھ ایسے علم سے پناہ چاہتا ہوں جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔"

حضرت واہلہ بن اسحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے: المنعبد بغیر فہمہ کالحمار فی الطاحون (کنز العمال حدیث ۲۸۷۹) "بغیر علم و فہم کے عبادت کرنے والا کو ہلو کے بتل کی مثل ہے۔" جتنا بھی چلتا رہتا ہے گا وہیں کا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: فقیہ واحد اللہ علی الشیطان من الف عابد (کشف الکفا، جلد ۲ ص ۳۶۰ حلیۃ الادلیا، جلد ۵ ص ۲۳۰ کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۳۰ حدیث نمبر ۲۸۷۹۹ ترمذی حدیث نمبر ۳۶۸۱ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۲۲۲ المعجم الکبیر للطبرانی فی جلد ۱ ص ۷۸ الترغیب جلد ۱ ص ۱۰۲ مشکوٰۃ ص ۳۳) 'ہزار عابدوں کے مقابلے میں ایک فقیہ شیطان پر بھاری اور غالب ہے۔' 'فقیر' سے مراد وہ عالم ہے جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا خصوصی فضل ہو۔ فقیر اس لیے فرمایا گیا کہ اسے دین کی صحیح سمجھ ہوتی ہے۔

واقعہ نمبر ۱ (شیطان کا داد):

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "اخبار الاخیار" شریف میں لکھتے ہیں: "حضرت شیخ فیاہ الدین ابو نصر موسیٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں 'میں نے اپنے والد معظم غوث

انھیں حضرت شیخ محی الدین سید عبدالقادر! رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ایک سفر کے دوران میں ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا۔ جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے مجھ پر سایہ کر دیا۔ اس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی۔ اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی جس نے پورے آسمان کا احاطہ کر لیا پھر اس میں سے عجیب و غریب صورت ظاہر ہوئی اور آواز آئی عبدالقادر! میں تیرا پروردگار ہوں جو چیزیں میں نے دوسروں پر حرام کی ہیں تجھ پر حلال کرتا ہوں لہذا جو تیرا دل چاہے لے اور جو چاہے کر فرماتے ہیں تو میں نے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھا اور کہا دور ہو ملعون کیا کہہ رہا ہے؟ اچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی اور وہ صورت و حواں بن کر کہنے لگی اے عبدالقادر! تو علم کی وجہ احکام پروردگار اور احوال منزلت سے آگاہی کے سبب مجھ سے بیخ گیا۔ میں نے ایسے ہی طریقوں اور ترکیبوں سے ستر (70) اہل طریقت کو ایسا گمراہ کر دیا کہ وہ کہیں کے نہ رہے۔ یہ کون سا علم اور ہدایت ہے جو حق تعالیٰ نے تجھے عطا فرمائی ہے میں نے کہا یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہے اور وہی ابتدا و انتہا میں ہدایت فرماتا ہے۔“ (اخبار الاخیار ص ۱۲ فارسی (چھاپہ مکتبہ نور بیہ رضویہ ہیکھر) طبقات الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۲۷ قائد الجواہر ص ۲۰)

## واقعہ نمبر 2 (خوبصورت نصیحت):

حضرت ابراہیم ادم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے ایک پتھر کو راستے میں پڑا ہوا دیکھا اس پر لکھا ہوا تھا مجھے الٹا کر داور پڑھو فرماتے ہیں جب میں نے اس کو الٹا کیا تو اس پر لکھا ہوا تھا ”انت لا بعمل بما بعلم فکشف نطلب العلم مالا معلوم“ (کشف الکجب ص ۱۳ عربی چھاپہ اسلامک بک فاؤنڈیشن ۲۳۹ من آدلا بور) یعنی ”تو اس پر عمل نہیں کرتا جسے تو جانتا ہے جس کا تجھے علم نہیں اسے تو کیسے تلاش کر سکے گا؟“ یعنی تو اس کام میں پابند اور مشغول ہو جا جس کا تجھے علم ہے تاکہ اس علم کی برکت سے جس چیز کا تمہیں علم

نہیں اس چیز کا علم بھی حاصل ہو جائے۔ علم کی طلب اور شوق رب ذوالجلال کا بہت بڑا انعام ہے۔ علم کی تلاش جہاد بھی ہے اور علم وہ ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا ادب اور احترام ہو۔ جس علم کو سیکھنے کے بعد اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی معرفت حاصل ہو اور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہ کی تعظیم اور اولیاء کرام و بزرگان دین رحمہم اللہ علیہم اجتماعین بڑوں اور والدین کا ادب و احترام پیدا ہو وہ علم ہے جو ایسا علم نہیں اس سے ہر مسلمان کو پتہ چاہیے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل الله حتى يرجع (کنز العمال جلد ۱۰ ص ۱۵۸ حدیث نمبر ۲۸۸۱۹ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۰۵ مشکوٰۃ ص ۳۳ ترمذی حدیث نمبر ۲۶۴) "جو تلاش علم میں نکلا وہ واپسی تک اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں ہے۔" جو علم کی جستجو میں علماء کے پاس گیا وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ غازی کی طرح گھر لوٹنے تک اس کا سارا وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جہاد اور عبادت میں شمار ہوگا۔ پھر عمل اور دعوت و تبلیغ کا ثواب شروع ہوگا۔

گناہوں کا کفارہ:

حضرت سحرہ ازادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

من طلب العلم كان كفارة لما مضى (ترمذی حدیث نمبر ۲۳۶۸ دارمی جلد ۱ ص ۱۳۹ مشکوٰۃ ص ۳۳) "جس نے علم کی تلاش کی (علم کو کتاب کیا حاصل کیا) یہ طلب و تلاش اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگی۔"

طالب علم کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جیسے وضو نماز تلاوت قرآن مجید وغیرہ عبادات سے اللہ تبارک و تعالیٰ نیت خیر سے طلب علم کرنے والوں کو گناہوں سے بچنے



اور گزشتہ کتابوں کا کنارہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام سے ایک درجہ نیچے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ

نے فرمایا: من جاءہ الموت وهو يطلب العلم لیحیی بہ الا سلام قبینہ و بین البینین درجۃ واحدة فی الجنة (داری جلد ۱ ص ۱۰۰ مشکوٰۃ ص ۳۶ کنز العمال جلد ۱ ص ۲۶۰) جسے اس حالت میں موت آنے کہ وہ اسلام زندہ کرنے کے لیے علم سکھ رہا ہو تو جنت میں اس کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہوگا۔ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام سے بہت قرب فسیب ہوگا۔ انبیاء کرام علیہم السلام اعلیٰ علیین میں اور علماء کرام ان سے نیچے کیوں کہ یہ دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔

ایک گھڑی علم کا درس:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: قد ارس العلم ساعة من الليل خیر من احیاءها (مشکوٰۃ ص ۳۶ مرآۃ جلد ۱ ص ۲۱۹) "رات میں ایک گھڑی علم کا درس تمام کی رات کی بیداری سے افضل ہے۔"

جیسے رات کی گھڑیوں میں کچھ دیر کا درس رات کی بیداری سے افضل ہے ایسے ہی دن میں کچھ دیر علم کا درس و تحصیل علم میں مشغولیت تمام دن کی عبادت سے افضل ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ فرائض عبادات معاف ہیں اور بندہ فرائض چھوڑ کر علم سکھے جن عبادات سے علم افضل ہے ان سے مراد نفل عبادات ہیں۔

مجلس و عا و مجلس علم:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ دو مجلسوں پر گزرے آپ ﷺ نے فرمایا کلاهما علی خیر واحد هما القتل من صاحبہ "یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے"

اما هولاء فیدعون اللہ ویرغبون الیہ فان شاء اعطاهم وان

شاء متعہم و اما ہو لآء فی تعلمون الفقه او العلم و یعلمون الجاہل فہم  
افضل و اما یعتل معلما ثم جلس فیہم (مشکوٰۃ ص ۳۶) مرآۃ جلد ۱ ص  
(۲۱۱)

”لیکن یہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں اس کی طرف راغب ہیں  
اگر چاہے انہیں دے چاہے نہ دے لیکن وہ لوگ جو فقہ و علم خود سیکھتے رہے یا  
یہ اتقوں کو سکھاتے رہے ہیں وہی افضل ہیں اور میں معلم بنا کر مبعوث کیا گیا  
ہوں پھر آپ ﷺ انہیں میں تخریف فرما ہوئے۔“

جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ بھلا چاہتا ہے:

حضرت معاذ یہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے  
فرمایا: من یؤد اللہ بہ خیرا یفقه فی الدین و اما انا فاسم و اللہ یعطی (مشکوٰۃ  
ص ۳۲۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۰ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۰۶ بخاری جلد ۱ ص ۱۶) ”اللہ  
(تبارک و تعالیٰ) جس کا بھلا چاہتا ہے اس کو دین میں سمجھ اور دانائی عطا فرما دیتا ہے اور میں  
تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) مجھے عطا فرماتا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کے اس پر نور ارشاد مبارک کا مطلب واضح ہے کہ جس کو دینی  
شعور اور دانائی حاصل ہوئی اسے بھلائی حاصل ہوئی۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے  
الفاظ و روایات میں علم دین اور کمال نہیں بلکہ ان کا سمجھنا علم دین ہے اور یہی اہم ہے۔ اسی لیے  
نقشبہ کی تقلید کی جاتی ہے رب کریم کا قرآن مجید میں ارشاد مبارک ہے من یؤت الحکمۃ  
فقد اوتی خیرا کثیرا (البقرہ ۲۶۹) ”جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی“

یہاں حکمت سے مراد دانائی سمجھ اور فقہ ہے اور کمال یہی ہے کہ علم قرآن مجید اور  
علم حدیث مبارکہ کو سمجھا جائے علم کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ سمجھنے سے حاصل  
ہوتا حکمت و دانائی سمجھ بوجہ کہتے ہیں اور جس کو علم حاصل کرنے سے سمجھ بوجہ فقہ، شعور اور  
دانائی کی نعمت نصیب ہوتی ہو اسے علم کا نور حاصل ہوگا۔ رسول کریم ﷺ اللہ تبارک و

تعالیٰ کی دی ہوئی برکت تقسیم فرماتے ہیں دین دنیا کی ساری نعمتیں اس میں شامل ہیں۔  
لوگوں میں اعلیٰ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: الناس معادن كمعادن الذهب والفضة خبارهم في الجاهلية خبارهم في الاسلام اذا فقهوا (مسلم حدیث نمبر ۲۳۰۱ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۷ مشکوٰۃ ص ۳۲ مسند احمد جلد ۲ ص ۵۳۹ کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۷۱۶) ”لوگ سونے چاندی کی کانوں کی طرح مختلف کانیں ہیں جو کفر میں اعلیٰ تھے وہ اسلام میں بھی اعلیٰ ہیں جبکہ عالم دین بن جائیں“

مطلب یہ کہ ظاہری صورتوں کے علاوہ تمام انسان رنگ و نظرت اور طبیعت، سیرت و کردار میں مختلف ہیں۔ اسلام انسان کی عزت کو بڑھاتا ہے اسے عزت و وقار بخشتا ہے۔ جو لوگ زمانہ کفر میں عمدہ اخلاق اور بہترین صفات کی وجہ سے اپنے قبیلوں کے سرار تھے جب وہ مسلمان ہوئے اور ان کے سینے نور ایمان اور نور علم اسلام سے منور ہوئے تو مسلمانوں میں بھی انہیں عزت و سرفرازی و تکرار اور بلندی حاصل ہوئی۔ اسلام نے عزت میں اضافہ کیا ہے عزت کو گھٹایا نہیں کفار کا سرور مسلمان ہو کر نو مسلم کی حیثیت سے حقیر نہیں جانا جائے گا بلکہ وہ مسلمانوں میں بھی سرور ہی رہے گا اسے گرایا نہیں جائے گا۔

قابل رشک انسان:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لا حسد الا في اثنين رجل اتاه الله مالا فسلطه على هلكه في الحق ورجل اتاه الله الحكمة فهو بفضي بها ويعلمها (بخاری جلد ۱ ص ۱۷۷ مسلم مشکوٰۃ ص ۳۲ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸) ”وہ دو سو کسی میں رشک جائز نہیں ایک وہ شخص جسے اللہ (بارک و تعالیٰ) مال عطا فرمائے اور وہ اسے اچھی جگہ پر لگا دے دوسرا وہ شخص جسے اللہ (بارک و تعالیٰ) علم عطا فرمائے تو وہ اس سے (صحیح صحیح) فیصلہ کرے (وہ علم)

لوگوں کو سکھائے۔"

رشک اور حسد:

رشک اور حسد دو مختلف چیزیں ہیں:

دوسروں کو ملی ہوئی نعمتوں کو دیکھ کر خوش ہونا ان کے لیے قائم رہنے کی دعا کرنا اور اپنے لیے بھی ایسی نعمت اور خوشی چاہنا دوسروں کو خوش حال دیکھ کر خوش ہونا اور خیر کی دعا کرنا رشک کہلاتا ہے۔ حسد مطلقاً حرام ہے۔ کسی کو ملنے والی نعمت پر جلنا اور زوال چاہنا حسد کہلاتا ہے۔ دوسرے کے زوال اور اپنے لیے ایسی خواہش حسد ہے جو بہت بڑا عیب ہے۔ یہی وہ عیب ہے جس سے شیطان مارا گیا۔

علم حسد نہیں سکھاتا۔ حسد علم کی نفی کرتا ہے جہاں صحیح علم ہوگا وہاں حسد نہیں ہوگا اور جہاں حسد ہوگا وہاں نوری علم نہیں ہوگا۔

واقعہ: ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں پیشے ہوئے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ان سے پوچھا:

هل تعلم احدا اعلم منك؟ قال موسى لا!

"آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو آپ سے زیادہ علم رکھتا ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تو نہیں جانتا"

فساد حسی اللہ الہی موسیٰ ہلمی عبدنا حضر "حب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے انہیں وحی بھیجی ہمارا ایک بندہ ہے (حضرت) خضر (علیہ السلام) جو تجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔"

(حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک سن کر کسی قسم کا حسد نہیں کیا۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ آپ نبی علیہ السلام ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نبی علیہ السلام معصوم ہوتے ہیں جبکہ حسد گناہ ہے جو نبی علیہ السلام سے سرزد نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ آپ کو اس بات کا علم تھا کہ حسد نہ کرنا یہ علم کا حسن ہے اور پھر علم کی کمی و پیشی اللہ

تبارک و تعالیٰ کی عطا سے ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا پر ہمارے کسی باحسد ایک عالم کی شان کے خلاف ہے اور دوسرے شانِ نبوت کے خلاف ہے) چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس پہنچنے کا طریقہ پوچھا تو فرمایا: "اللہ لا الحوت ایہ و قبلہ اذ فقدت الحوت فارجع فاتک متلفا" "تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے ایک مچھلی ان کی ملاقات کی علامت مقرر کر دی اور ان سے فرمایا جب آپ مچھلی کو گم پانا تو لوٹ آئے (تو واپسی میں) تم انہیں مل لو گے۔ وہ مچھلی کے نشان کی تلاش میں سندھ کے ساحل پر چلے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی (حضرت یوشع بن نون علیہ السلام) نے کہا آپ نے دیکھا جب پتھر کے پاس بیٹھے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا تھا کہ میں اسے یاد رکھتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہی تو ہم چاہتے تھے۔ پھر وہ دونوں پہلے قدموں کے نشانات پر واپس چلے گئے تو انہوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پایا اور ان کا یہی قصہ ہے (بخاری جلد ۱ ص ۱۷)۔ (جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ الکہف کی آیت نمبر ۶۰ سے آیت نمبر ۸۰ تک تفصیل سے بیان فرماتا ہے)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فو جلد اعبدوا من عبادنا اتینہ رحمۃ من عندنا وعلیٰ من لدنا علما (الکہف: ۶۵) "تو تمہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے خاص رحمت عطا کر رکھی تھی اور اسے اپنے پاس سے خاص علم (علم لدنی) سکھا رکھا تھا" اس سے مراد علمِ نبوت کے علاوہ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بہرور تھے بعض نگوینی امور کا علم ہے جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے صرف حضرت خضر علیہ السلام کو نوازا تھا۔



## (96) شہزادے کی توبہ

(تہریز کے قریب نظامی کنبہ کے) شہر گجڑ کا شہزادہ بڑا بد اخلاق اور بلا نیت واقع ہوا۔ ایک دن شراب پی کر گاتا ہوا مسجد میں آ گیا، جبکہ عین اسی وقت مجلس و خطبہ جمی ہوئی تھی، اہل مجلس میں اس کو روکنے کی طاقت تو نہ تھی کیونکہ جب بادشاہ، ہی برائی شروع کر دے تو امر بالمعروف کا فرض کون ادا کرے گا؟ خوشبو پر لبس کی بو غالب آ جاتی ہے اور ستار کی آواز ذہول کے سامنے دب جاتی ہے، اور ایمان کا تیسرا درجہ یہی ہے کہ اگر ہاتھ اور زبان سے برائی نہ روک سکو تو دل سے برا جانو چنانچہ سب اہل مجلس نے دل سے برا جانا، لیکن ایک یوزھے نے روتے ہوئے خطیب صاحب سے کہا کہ ہم ہاتھ اور زبان سے تو اس کو منع تو نہیں کر سکتے اللہ سے دعا تو کر سکتے ہیں کہ اس کو ہدایت دیکر مسجد کا احترام کرنے والا بنادے۔ جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔

دعا شروع ہو گئی خطیب صاحب نے یوں دعا کی اے زمین و آسمان کے مالک اس شہزادے کو ہمیشہ کی خوشحالی عطا کر۔ سامعین میں سے ایک نے اعتراض کیا کہ اس شرابی کے لیے آپ ہمیشہ کی خوشحالی مانگ کر آپ اس کا دماغ اور خراب کر رہے ہیں اور شہر والوں کے لیے نئی مصیبت کھڑی کر رہے ہیں۔ خطیب نے کہا! تو جان نہیں سکا میں نے اللہ سے اس کے لیے توبہ کی توفیق مانگی ہے، جب توبہ کرے گا تو مخلوق کو نفع پہنچا کر آخرت کی دائمی خوشحالی پالے گا۔ جب کہ شراب کا نشہ تو عارضی ہے۔ خطیب بزرگ کی یہ بات کسی نے بعد میں شہزادے کو پہنچا دی۔ شہزادہ سن کر رونے لگا کہ میرے جیسے بد کردار کے لیے مسجدوں میں دعائیں پورائی ہیں اور وہ بھی اچھی دعائیں اس نے قاصد بھیجا کہ جاؤ خطیب صاحب کو بلاؤ کہ مجھے اپنے ہاتھ پتہ پر کرائیں چنانچہ بزرگ خطیب شاہی محل میں آئے تو یہاں منظر

اسی عجیب تھا شراب کی محفل جمی ہوئی ہے طرح طرح کی شراب، کوئی بدست ہے تو کوئی صراحی ہاتھ میں لیے شعر پڑھ رہا ہے ایک طرف کوئی گادہنی ہے تو دوسری طرف کوئی بلی اور پلا رہا ہے۔ دیکھا ایک شہزادے نے گرجہ اور آواز میں کہا: تمام ساز اور طبلے تو زوردار شراب کے مکے بھی ضائع کر دو چنانچہ پتھر مار مار کر سب کچھ توڑ دیا گیا۔ سرخ شراب ایسے بہہ رہی تھی جیسے جانود زنج کرنے سے خون بہتا ہے۔ شہزادے نے کہا یہ فرش بھی ناپاک ہے اور اب دھونے سے پاک نہیں ہوگا بلکہ اس کو اکھیر کر لیا اور پاک فرش بنایا جائے۔ پھر شہزادے نے ایسی توبہ کی کہ گوشہ نشین ہو گیا پورے شہر میں کسی کی کیا جرأت کہ شراب کو ہاتھ لگائے یا باجے طبلے کی طرف دیکھے اسی شہزادے کو بادشاہ نے کئی باد سجھایا بلکہ دھمکایا بھی کہ بد چلتی چھوڑ دے مگر یہ نہ مانا مگر صاحبِ حال کی دعا نے اس کی کایا کو پلٹ کر رکھ دیا۔ اگر یہ بزرگ خطیب بھی اس کو اس کے باپ کی طرح زانت کر سمجھاتا تو وہ زیادہ بگڑ جاتا اور اس کی جان کو بھی خطرہ تھا کیونکہ شیر پر اگر حملہ کیا جائے گا تو حملہ کرنے والا جتنا بھی طاقتور ہوگا شیر پیچھے نہیں ہٹے گا بلکہ بچہ مادرِ ہلاک کرنے کا سوچے گا غری سے ہی دشمن کو دوست بنایا جاسکتا ہے ختی تو دوست کو بھی دشمن بنا دیتی ہے۔

## سبق

صاحبانِ اختیارِ دقتِ اد کو حکمتِ علی سے ہی نصیحت کرنی چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ مزید بگڑ جائیں اور پورے ملک کا ستیاناس کر دیں۔



## (97) شہد بیچنے والا

ایک خوبصورت ہنس ٹنگھ آدمی شہد بیچتا تھا جس کا حسن لوگوں میں فتنہ کا باعث بنا ہوا تھا۔ دوسرے حسین اس کے سامنے غلاموں کی طرح تھے اور حسن پرست کبھیوں کی طرح اس کے گرد گاہک بن کر آتے۔ ایک بد صورت کو اس پر حسد آ گیا اور اس نے اس سے مقابلے کی ٹھان لی۔ اگلے دن وہ بھی شہد لے کر نکلا مگر کسی ایک شخص نے بھی اس سے شہد نہ خریدارات کو نہ بسوزے گھر آ گیا اور بیٹھ کر سوچنے لگا۔ ایسے لگا کہ قرآن میں گنہگاروں کے بارے میں آیات اسی کے لیے آئی ہیں اور جو حالت عید کے دن قیدیوں کی ہوتی ہے وہی اس کی تھی۔ ایک عورت نے اسی کو دیکھ کر اپنے شوہر سے کہا کہ شاید بد صورت کا شہد بھی کڑوا ہی ہوتا ہے یا لوگ ایسے منہ والے کا شہد کھانا حرام سمجھتے ہیں۔

## سبق

ظاہری حسن و جمال کے ساتھ اگر خوش بیانی اور شیریں کلامی بھی ہو تو لوگوں کے دل خریدے جاسکتے ہیں اور سخت گو بد کلام شہد بھی لے کر پھرتا رہے تو کوئی لینے کو تیار نہیں ہوتا۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

مکن خوبہ بر خوشین کار سخت  
کہ بد خوئے باشد مکوں ساز بخت  
اپنے معاملے کو سخت نہ کر کیونکہ بد مزاج کا نصیب بھی اٹنا ہوتا ہے  
مگر لقم کہ سیم و زرت چیز نیست  
چوں سعدی زبان خوش نیز نیست

میں نے مانتیرے پاس سونا چاندی نہیں تو کوئی بات نہیں۔ سعدی جیسی میٹھی زبان سے ادگوں کو گرویدہ نہ لے۔



## (98) مردان خدا کی عاجزی

ایک مرد جن آگاہ عقلمند شخص کا ایک بے دین بدست نے گریبان پکڑ لیا۔ نیک آدمی نے بد معاش کی سختی برداشت کر لی مگر جوابی کارروائی نہ کی۔ ایک شخص نے اس اللہ والے سے کہا: یہ کیا نامردی ہے کہ اس کو تو نے کوئی جواب بھی نہ دیا۔ بزرگ نے فرمایا: اس طرح کے شخص کو جواب دینا تو انہوں کا کام ہے (بھلا میں ایک چوہے پر اپٹیم بم کو کیوں شائع کروں) عقل مند کو اچھا نہیں لگتا کہ ایک ٹھٹھا شخص کے گریبان پر ہاتھ ڈالنا بھرے۔ ہنرمند آدمی کا یہی طرز زندگی ہے ظلم سہتا ہے اور مہربانی کرتا رہتا ہے۔

### سبق

اللہ کے نیک بندے ہمیشہ تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں یعنی

۔ گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں

دشمن آجائے تو چادر بھی بچھا دیتے ہیں

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافروں نے طائف کے بازاروں میں کیسا سلوک کیا؟ اور مکے کے کافروں نے کس طرح آپ کو اور آپ کے جانثار صحابہ کو تنگ کیا مگر آپ ہمہ آن کے لیے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کرتے رہے۔ اللھم اھل قومی فانھم لا یعلمون۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما! کیونکہ یہ جانتے نہیں ہیں۔



## (99) عزت نفس کا بیان

ایک زہریلے کتے نے کسی دیہاتی کو کاٹ لیا، بیچارہ ساری رات تڑپتا رہا، اس کی چوٹی سی بچی تھی جو اپنے باپ کی تکلیف کو برداشت نہ کرتے ہوئے غصے سے باپ کو کہنے لگی آپ کے بھی تو دانت ہیں آپ نے کتے کو کیوں نہ کاٹ لیا؟ ننھی بچی کی بات سن کر باپ نے مسکرا کر کہا! اجنبی کاٹ تو میں بھی سکتا تھا مگر میں نے اس کی نجاست سے اپنے دانتوں کو بچانا ہی مناسب سمجھا۔ خواہ میرے سر پہ تلواریں بھی چل جائیں مگر میں پھر بھی کتے کو نہ کاٹوں گا۔ انسان جیسا بھی ہو مگر یہ کیسی حرکت تو ہرگز نہیں کر سکتا۔

### سبق

شریف آدمی اپنی تکلیف تو برداشت کر لیتا ہے مگر گھنیا حرکت کر کے اپنی شرافت پر حرف نہیں آنے دیتا۔



## (100) نیک آقا اور نافرمان غلام

ایک شخص بہت اچھا تھا مگر اس کا غلام اتنا ہی بڑا تھا اور مزید یہ کہ بد صورتی میں بھی اسے کچھ کو پہنچا ہوا تھا۔ آنکھوں سے آشوب چشم کی وجہ سے گندہ پانی بہتا رہتا اور بالٹوں سے پیاز جیسی بدبو نکلتی رہتی، کھانا پکانے کا کہتا تو اس پر موت آ جاتی اور جب پک جاتا تو آقا کے ساتھ بیٹھ کر چٹ کر جاتا۔ اور اتنا بے صبر کہ کھانے کے ساتھ خود پانی پیتا نہ مالک کو چلا تا، مار کٹائی بھی اس پر اٹھ نہ کرتی، ایسا منہوس کہ جس کام کو جاتا ہمارا لوشا۔ کسی نے مالک کو کہا! اس منہوس کو کیوں رکھا ہوا ہے جس کا "نہ منہ نہ تھا جن پہاڑوں تھا" اس کو سچ دے میں تجھے ایک اچھا سا خدمت گزار غلام دیتا ہوں۔ اگر پیسوں کا نہ بکے تو مفت ہی کسی کو دے دے بلکہ یہ تو مفت بھی مہنگا ہے۔ اس سے جان چھڑا۔ شریف آقا نے جواب دیا! اگرچہ یہ بڑا ہے مگر اس کی برائی مجھے اچھائی کی طرف لے جا رہی ہے۔ اس کی جفاؤں پہ صبر کرتا ہوں تو مجھے صبر کرنے کی عادت پڑتی ہے اور اگر اس کو نیپوں گا تو اس کے عیب بیان کرنا پڑیں گے جبکہ اس کسی کی پردہ داری مجھے پسند نہیں ہے۔ دوسروں کو اس کی مصیبت میں مبتلا کرنے سے یہی بہتر ہے کہ میں ہی اس کو برداشت کرتا رہوں اسلام ہمیں اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ دوسروں کے لیے وہی چیز پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو اور جب یہ مجھے پسند نہیں ہے تو اس کو دوسرے کے سر کیوں تمویں؟ تجھ کو بردہاری پہلے تو ذہر کی طرح لگتی ہے مگر بعد میں شہد کی طرح سکون دیتی ہے۔

### سبق

اپنی پریشانی دوسروں کے سر ڈالنا اچھا نہیں جہاں تک ممکن ہو ثواب سمجھ کر اس کو

برداشت کیا جائے اور دشمن کے لیے بھی خیر ہی کی دعا کی جائے۔

حکایت میں جس حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں لا بومن احدکم حنی یحب لایخبه ما یحب لنفسه او کما قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قرب قیامت کے اس دور میں بے شمار مسلمان ایسے ہیں کہ جو دوسروں کی تکلیف پر خوش ہوتے ہیں اور دوسرے بھائی کو آرام و سکون میں دیکھ کر حسد کی آگ میں جل اٹھتے ہیں۔



## (101) حضرت معروف کرفی علیہ الرحمۃ

مشہور ولی اللہ حضرت معروف کرفی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں جب بھی کوئی شخص حاضر ہوتا تو آپ اپنی بزرگی کی پرواہ کیے بغیر خود اس کی خدمت فرماتے۔ ایک دن ایک قریب المرگ شخص، بیماری کی وجہ سے اس کے بال چھڑ چکے تھے آپ کا مہمان بنا، ساری رات نہ خود سو یا نہ آپ کو سونے دیا مزید براں بداخلاق اور سخت مزاج بھی تھا کہ پڑائی کرتا جس کی وجہ سے آپ کے سارے مریدین بھاگ گئے۔ اس کے باوجود وہ بکرا رہتا کہ سیر پیٹھ کرتے ہو یہ سب تمہاری ریاکاری ہے وغیرہ وغیرہ آپ اس کی تلخ باتیں سنتے اور برداشت کرتے، ایک رات آپ کو معمولی سی اونگھ آگئی تو اہل خانہ میں سے کسی نے موقع پا کر اس مہمان کو کہا! شرم نہیں آتی یہاں سے کھانا بھی ہے اور ہمیں ستانا بھی ہے، گھر کی لمی گھر کو میاؤں "تجھ جیسے کہنے کے ساتھ تو نیکی کرنا بھی گناہ ہے۔ تجھے نیکہ دینے کی بجائے تیرے سر پر پتھر مارنا چاہیے۔ آپ فوراً بیدار ہوئے اور بیوی کو فرمایا اس کی بکواس سے پریشان نہ ہو ابے چارہ تکلیف میں ہے اور اس کی خدمت اور جواب میں بدگلائی سے مجھے سکون مل رہا ہے۔

### سبق

مہمان اور مریض کی بدگلائی سے تنگ دل نہ ہونا چاہیے بلکہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا

چاہیے سعدی فرماتے ہیں

۔ نہ جہنی کہ در کرخ تربت بے ست

بجز گور معروف معروف نیست

کرخ (مقام) میں بہت قبریں ہوں گی مگر انہیں پاکیزہ منات کی وجہ سے

حضرت معروف کرفی کی ہی قبر اور مرجع خلافت بنی ہوئی ہے۔



## (102) تحلل و برداشت

ایک نئی اور نیک آدمی کے پاس کوئی ڈھینٹ سائل چلا گیا اتفاق سے ان دنوں اس نئی کی جیب خالی تھی جس کی وجہ سے سائل کی حاجت پوری نہ کر سکا۔ بے حیا سوالی نے گلی میں آکر بدکلامی شروع کر دی اور کہنے لگا! ان بے شرم بچھوڑوں سے خدا کی پناہ لباس صوفیانہ پہنتے ہیں مگر درحقیقت بیخوشیہ ہیں۔ ملی کی طرح ہر وقت شکار کی گھات میں رہتے ہیں، دیکھنے کو خاموش مگر کتے کی طرح چھپ کر حملہ کرتے ہیں۔ ان کی عبادت مکاری ہے جو مسجد میں جا کر لوگوں کو بھانستے ہیں کیونکہ گھر میں تو شکار کر نہیں سکتے۔ قافلے تو بہار لوٹتے ہیں مگر یہ بے شرم لوگوں کے کپڑے بھی اتار لیتے ہیں۔ رنگ برنگے پوند لگا کر گدڑی بناتے ہیں لیکن اس کے پیچھے سونا چاندی چھپاتے ہیں۔ گندم دکھا کر جو بیچتے ہیں۔ لوگوں کی جیبیں صاف کرنے کے لیے ان کے لیے جیج جیج کر دعائیں کرتے ہیں۔ عبادت کرنے میں کنز دہری دکھاتے ہیں مگر ناپنے میں جواہروں سے بھی آگے ہوتے ہیں۔ مویٰ علیہ السلام کی لاشی کی طرح لوگوں کا مال ہڑپ کرتے ہیں دنیا کے لیے دین بیچتے ہیں خود حضرت بلال جیسا فقیرانہ لباس مگر ان کی عورتوں کے لباس پہننے کی ساری دولت صرف ہو جاتی ہے۔ باقی سنتوں کو ہاتھ نہیں لگاتے صرف دوپہر کا قیلوہ اور سحری کھانے کی سلت اپناتے ہیں میں کیا کیا کہوں اتنے بڑے ہوتے ہیں کہ ان کی برائی بھی اپنی بدنامی سمجھتا ہوں۔ کسی مرید نے اس کینے سوالی کی یہ بکواس پیر صاحب کو بتادی۔ بزرگ تے ہنس کر فرمایا! یہ تو اس نے کچھ بھی نہیں کہا مجھے پتہ ہے کہ میں اس سے بھی بڑھ کر ہوں۔ اس نے تو بطور دکان کہا ہے میں تو ان برائیوں کو اپنے اندر بالیقین جاتا ہوں۔ اس کا تو میرے ساتھ صرف ایک سال سے تعلق ہوا ہے اور اس نے میرے ایک سال کے عیب بیان کیے ہیں۔ میرے ستر سالوں کے

عیبوں کو تو یہ جانتا ہی نہیں۔ میرے عیب مجھ سے بہتر صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ اس کا میرے بارے میں حسن ظن ہے کہ اس نے میرے گناہوں کی فہرست صرف اتنی ہی سمجھ رکھی ہے۔ اگر محشر میں میرے گناہوں کا یہ سوالی گواہ ہوا تو ضرور دوزخ سے نچ جاؤں گا۔ آئندہ اگر کوئی میرے صرف اتنے ہی عیب بیان کرے تو اسے کہنا کہ میرے پاس آئے اور میرے گناہوں کی کتاب لے لے جائے۔

## سبق

احسن لوگ نیکوں کے بارے کتنی ہی حسادت کریں مگر نیک لوگ قتل اور برداشت کا دامن نہیں چھوڑتے۔ مروان خدا ہمیشہ لوگوں کی طرف سے دل آزاری کی زندگی گزارتے ہیں اور بھر بھی نہیں گھبراتے

۔ جس کا جتنا عطف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

حقیقت میں وہی اہل اللہ ہیں جو مصیبتوں کے تیردوں کا ہدف بن کر سی بھی نہیں کرتے۔ حضرت سعدی فرماتے ہیں

۔ زیوں ہاش تا پوشیت درند

کہ صاحب دلاں بارشو خاں برند

بے حس ہو جاؤ گا کہ لوگ تیری کھال اتار لیں کیونکہ اہل اللہ ہمیشہ بے شرم لوگوں کا بوجھ اٹھاتے آئے ہیں۔

ان بے شرم لوگوں کی کیا بات کرتے ہو؟ ان کی حالت تو یہ ہے کہ اگر نیک لوگوں کی مٹی سے صراحی بنائی جائے تو یہ ملامت گر حسد کی وجہ سے پتھر مار مار کر اس کو بھی توڑ دیں حالانکہ صراحی ہمیشہ اچھی مٹی کی ہی بنتی ہے

۔ تھی نہ اپنے گناہوں کی ہم کو خبر دیکھتے رہے اوروں کے عیب و ہنر پڑی جو نہی گناہوں پہ اپنے نظر تو جہاں بھر میں کوئی بڑا نہ رہا عیب کرنے والا کو چھپ کر تیرا مارتا ہے جو خطا جاتا ہے اور عیب کی بات تیرے

پاس پہنچاتے والا وہی تیرا اٹھا کر تیرے پہلوں میں چھو دینے والے کی طرح ہے یعنی اس عیب بیان کرنے والے سے زیادہ تیرا بد خواہ ہے کہ اسکی شرارت تو ناکام ہو گئی مگر اس کی کمی اس نے پوری کر دی۔ حضور علیہ السلام نے معراج کی رات غیبت کرنے والوں کا بہت برا انجام دیکھا اور قرآن مجید میں اس گناہ کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ افسوس! کہ آج جہاں دو مسلمان بیٹھے ہوں کسی نہ کسی کی غیبت نہ کر لیں تو ان کو پھین نہیں آتا۔



سب کمال کن کہ نہ زنجبیاں شوی



## (102) بادشاہ کی بردباری

ملک شام کے ایک نیک دل بادشاہ (محمد صالح) کی عادت تھی کہ صبح صبح اپنے غلام کے ساتھ باہر نکلتا، عربوں کے رواج کے مطابق آدھا منہ ڈھک لیتا اور گلی کوچوں میں پھرتا، صاحبِ نظر بھی تھا اور فقراء سے محبت کرنے والا بھی۔ یہی دو صفتیں بادشاہ کو نیک بادشاہ بناتی ہیں۔ ایک رات محنت کے دوران وہ مسجد کی طرف گیا دیکھا کہ سخت سردی میں کچھ دردیش بغیر بستر کے لیٹے ہوئے صبح کا سورج نکلنے کی انتظار کر رہے ہیں جیسے حرکت سورج کی انتظار میں رہتا ہے۔ ایک نے کہا! کہ دنیا نے تو ہمارے ساتھ بے انصافی کی ہے کہ ہم اس حال میں ہیں اور ظالم و تکبر لوگ کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں اگر قیامت کے دن ان کو بھی ہمارے ساتھ جنت میں جانے کا حکم ہو گیا تو میں تو قبر سے ہی نہیں اٹھوں گا۔ کیونکہ جنت صرف انہی لوگوں کا حق ہے جو دنیا میں ظلم و ستم سنے والے ہیں۔ ظالموں کا جنت میں کیا کام۔ ان ظالموں سے دنیا میں ہمیں سوائے رسوائی کے کیا ملا جو جنت میں بھی ہم پر مسلط کر دیے جائیں۔ اگر ان میں سے کوئی جنت کی دیوار کے پاس بھی آیا تو جوتے مار مار کے اس کی کھوپڑی توڑ دوں گا۔ بادشاہ نے اتنی بات سنی اور وہاں ٹھہرنا بہتر نہ سمجھا۔ سورج نکلا تو درویشوں کو بلالیا ان کی بہت عزت کی اور انعامات سے نوازا بہترین سوٹ پہنائے، بستر دیے، الفرض بہت خوش کیا۔ ان میں سے ایک نے ڈرتے ہوئے عرض کیا! بڑے لوگ تو ان انعامات کے مستحق ہوئے ہم فقیروں میں آپ نے کوئی خوبی دیکھی، بادشاہ یہ بات سن کر ہنسے لگا اور بہت خوش ہو کر دردیش سے کہا! میں تکبر اور عجب کی وجہ سے مسکینوں کو نظر انداز کرنے والا تھا میں، تم لوگ بھی جنت میں ہماری مخالفت نہ کرنا آج میں نے صلح کی ہے تو کل تم بھی صلح کر لیتا۔

## سبق

بادشاہوں کو درویشوں کی خیر خواہی اور خبر گیری رکھنی چاہیے اور درویشوں کو ایسے بادشاہوں کے لیے دعا گو رہنا چاہئے اگر دونوں میں سے کسی ایک گروہ سے کوئی غفلت یا سستی ہو جائے تو درگزر سے کام لینا چاہئے۔ خوش نصیب بندہ ہی درویشوں کو آرام پہنچاتا ہے اور ان خاک لیشیوں کو خوش رکھنے والا ہی کل جنت کے درخت کا پھل کمائے گا۔ خودی سے بھرا ہوا فicus چراغ کی طرح روشنی نہیں پھیلا سکتا کیونکہ وہ تو قندیل کا ایسا شیشہ ہے جو پانی سے بھرا ہوا ہے جب وہ خود روشن نہیں تو دوسرے کو خاک روشن کرے گا۔ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

۔ وجودے دہر روشنائی جمع

کہ سوزش در سید باشد چو شمع

مخمل کو وہی فicus روشنی عطا کرے گا جس کے سینے میں شمع کی مانند سوزش ہوگی۔



## (104) خود پسندی محرومی ہے

ایک شخص تمغوزا بہت علم نجوم جانتا تھا لیکن انتہائی متکبر تھا، علم نجوم کے ماہر استاد کو شیار (جو بوعلی سینا کا استاد تھا) کے پاس دور دراز کا سفر کر کے آیا کہ مزید علم نجوم حاصل کرے لیکن دماغ میں وہی غرور بھرا ہوا تھا۔ استاد نے اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور ایک لفظ بھی نہ سکھایا آخر ایسے ہو کر واپس جانے لگا تو استاد نے کہا! جو رتن پہلے ہی بھرا ہوا ہو اس میں مزید کیا ڈالا جاسکتا ہے۔ یعنی تیرے غرور نے تجھے دولت علم سے محروم کر دیا ہے کہ تو اپنے آپ کو بڑا عالم فاضل سمجھتا ہے، متکبرانہ دعووں سے خالی ہو کر عاجز بن کر آتا تاکہ تجھے علم سے بھر دیا جاتا، سعدی کی طرح جہاں میں خودی دیکھ کر سے خالی ہو جا! تاکہ نور معرفت سے تجھے بھر پور کر دیا جائے۔

### سبق

خود بینی اور خود پسندی علم سے محرومی اور بد نصیبی کی علامت ہے اور عاجزی و انکساری عظمت و بلندی کی دلیل ہے۔



## (105) تسلیم و رضا

ایک غلام نے بادشاہ کی نافرمانی کی اور بھاگ گیا۔ جب بادشاہ کے حکم سے اس کو پکڑ کر لایا گیا تو بادشاہ نے اس کو قتل کر دینے کا حکم دیا، جو نئی جلاوٹے قتل کرنے کے لیے تیار ہو کر نکالی تو غلام نے یوں دعا کرنا شروع کی، اے اللہ! اس بادشاہ کے ہاتھوں مجھے ہزاروں نعمتیں ملی ہیں اگر آج اس نے میرے قتل کا حکم دیا ہے تو میں اس کو اپنا خون معاف کرتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن میرے خون کے بدلے یہ پکڑا جائے اور اس کے دشمن خوش ہوتے پھر میں بادشاہ نے غلام کے منہ سے یہ دعا سنی تو اس کا غصہ جاتا رہا، قتل کا حکم واپس لے لیا اور اٹھ کر غلام کی پیشانی چومنے لگا اور اس کو بہت بڑا عہدہ بھی دے دیا۔

## سبق

اگر اپنے محسن کے ساتھ حلیم و رضا والا معاملہ کیا جائے تو بڑے سے بڑا جرم معاف ہو جاتا ہے، جب بندے اتنے مہربان ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ قرآن مجید میں ہے جو گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ نہ صرف گناہ معاف کر دیتا ہے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے (الفرقان) اور حدیث پاک میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسے ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔

۔ میرا اللہ بھی کریم اس کے محمد بھی کریم

دو کریہوں میں گنتہ گار کی بن آئی ہے

شیخ سعدی فرماتے ہیں نرم بات گرم آدمی پر پانی کا کام دیتی ہے، کیا تو جانتا نہیں

ہے کہ میدان جنگ میں تیروں تلواروں سے بچنے کے لیے ریشمی دستانے پہنے جاتے ہیں جن سے تلوار کی کاٹ ختم ہو جاتی ہے حالانکہ ریشم کتنا نرم ہوتا ہے؟ اسی طرح نرمی سے دشمن کی دشمنی بھی ختم کی جاسکتی ہے

تواضع کن اے دوست یا خصم تند

کہ نرمی کند تیغ برمدہ کند

خلق خدا پر نرمی کرنے سے اللہ کی مہربانی نصیب ہوتی ہے اور انسان قیامت کی سختیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے الغرض نرمی سے بڑے سے بڑا کام لیا جاسکتا ہے۔



پردہ ہستی بسوزی گریبِ اِلَہ  
اَس زماں بے پردہ مبینی نورِ اِلَہ  
پہنم

## (106) اولیاء اللہ کی عاجزی کا بیان

ایک فقیر کی چھوٹی میٹھی میں ایک شخص کو کتے کے بھوکنے کی آواز آئی، بڑا حیران ہوا کہ فقیر کے ڈیرے پہ کتا کہاں سے آگیا؟ بہت تلاش کی مگر کتا نہ ملا، شرمندہ سا ہو گیا اور زیادہ کرید بھی مناسب نہ جانی۔ نیک بندے کے کمرے کی طرف گیا تو انہوں نے اندر بلا لیا اور ساری بات جان کر اس کو فرمانے لگے! اندر آ جا جس کتے کو تلاش کر رہا ہے وہ میں ہی ہوں، یہ شخص انگشت بدنداں رہ گیا اور پوچھنے لگا! کیا آپ ہی کتے کی سی آواز نکال رہے تھے؟ انہوں نے کہنا! ہاں میں ہی تھا۔ اس نے سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا! کہ لوگ کتے کی عاجزی کی وجہ سے اس سے پیار کرتے ہیں تو میں نے سمجھا کہ میں بھی اللہ کی بارگاہ کا سزاوارک بن جاؤں ہو سکتا ہے اللہ مجھ سے پیار کرنے لگے۔ لہذا میں نے کتے کی طرح ہوتا شروع کر دیا ہے۔

### سبق

اولیاء اللہ بلند مقام پہ اس عاجزی ہی کی وجہ سے پہنچے ہیں، کوئی بھی تواضع کی پستی کے بغیر عظمت کی بلندی نہیں پاسکتا، حضرت سعدی فرماتے ہیں جب سیلاب آتا ہے تو بلندی سے پستی ہی کی طرف گرتا ہے اور جب جہنم عاجز اور حقیر ہو کر گرتی ہے تو سورج کی تپش اس کو اٹھا کر ستاروں کی بلندیوں تک لے جاتی ہے

چوں خواہی کہ در قدر والا ری

ز شیب تواضع بالا ری

اگر تو بھی بلند مقام کے حصول کا متلاشی ہے تو بلند مقام تجھے عاجزی کی پستی کے

بغیر ہرگز نمل سکے گا۔ بابا فرید گنج شکر فرماتے ہیں  
 میں اپنی نواں مار کے نیویں کر کے کٹ  
 بھرے خزانے رب دے دوںیں بھٹیں لٹ



بہرگز فریاد و شکایت نہ دے شہر و شہر  
 ثبت است بر لب ریو و عالم و عالم

## (107) حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ (معروف ولی اللہ) درحقیقت بہرے نہ تھے (اصم کا معنی بہرہ اس کی جمع صم ہے) ایک دفعہ ایک کڑی کے جالے میں کبھی کو شکر کے لالچ نے پھنسا دیا اور اس کی ہنسناسٹ آپ نے سنی تو فرمایا! اولاً لالچی کبھی! ہر جگہ شہد و شکر کے خیال میں گھس جاتی ہے تو جانتی نہیں کہ کہیں جال اور شکاری بھی ہو سکتا ہے۔ مریدین حیران ہوئے کہ کبھی کی آواز تو ہمیں بھی سنائی نہیں دے رہی اور یہ اصم یعنی بہرے ہو کر کیسے سن رہے ہیں، چنانچہ مریدوں نے عرض کیا! آج کے بعد آپ اپنے آپ کو اصم نہ کہلوایا کریں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا! انہی باتیں سننے سے بہرہ رہتا ہی بہتر ہے اور میرے ظلمات کے ساتھی صرف میری خوبیاں ہی بیان کرتے ہیں اور میرے بیبیوں پر پردہ ڈالتے ہیں، اس طرح تو میں شکریہ بن کر تباہ ہو جاؤں گا، میں بہرہ اس لئے ہوں کہ گویا میں اپنی تعریف سن ہی نہیں رہا ہوں تاکہ جب مجھے بہرہ سمجھیں گے تو میری خوبی غامی سب کچھ بیان کرتے رہیں گے اس طرح میں خودی و تکبر سے بہار ہوں گا کیونکہ جو اپنی برائی برداشت کر لیتا ہے وہ تکبر کی لعنت سے بچ سکتا ہے۔

## سبق

شیخ سعدی فرماتے ہیں تعریف کی رسی سے کنویں میں گرنا اچھا نہیں بلکہ حاتم ہو جا  
اور اپنی برائیاں بھی سنا کر اس سے بہتر کوئی نصیحت نہیں

۔ سعادتِ نخست و سلامتِ نیافت  
کہ گردن زلفزار سعدی بتافت



جس نے سعدی کی بات نہ مانی اس کو نہ سعادت کی طلب ہے اور نہ وہ سلامتی پا سکتا ہے اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ اپنی اصلاح کے لیے، ساتھیوں کی زبان سے اپنے عیب سننے کی خاطر اگر کوئی گھبرا بھی بننا پڑے تو ہنسا جانا چاہیے۔ حضرت حاتم کے انہم نام کی وجہ تسمیہ میں یہ واقعہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اتفاق سے اس کی ہوا خارج ہو گئی اور وہ بھی قدرے آواز سے بہت شرمندہ ہوئی کہ آپ نے سن لیا ہوگا، آپ اس کی شرمندگی و خفت کو مٹانے کے لیے بہرے بن گئے اور فرمایا! مانی زور سے بولو مجھے کم سنائی دیتا ہے اس طرح اس خاتون نے جان لیا کہ یہ تو بہرے ہیں، اور شرمندگی سے نکلی گئی۔ پھر آپ نے سوچا کہ اگر بعد میں اس کو پتہ چل گیا کہ یہ تو درحقیقت مجھے شرمندگی سے بچانے کے لیے عارضی طور پر بہرے بن گئے تھے، تو پھر بچاری شرمندہ ہوگی چنانچہ اس کو شرمندگی سے بچانے کے لیے آپ ساری عمر بہرے ہی بنے رہے اور آپ کا نام ہے حاتم اہم پڑ گیا۔



## (108) چور اور سادھ

ایمان کا شہر تہریز (حضرت شمس تبریزی جس کی طرف منسوب ہیں) میں ایک عبادت گزار اور شب زندہ دار شخص تھا، ایک رات کسی چور نے اس کے مکان پہ کندھچکنی، اس نے چور چور کا شور مچا دیا لوگ لالچیاں لیکر آ گئے، چور آہستگی سے کھسک گیا۔ عبادت گزار کو اس چور پہ ترس آ گیا کہ بے چارہ ناکام لوٹ گیا ہے چنانچہ عبادت گزار دوسرے راستے سے بھاگ کر چور کے سامنے چلا گیا اور اس کو کہا! میں تیرا خیر خواہوں، تیری بہادری نے مجھے بہت متاثر کیا ہے اور تو طاقت میں اپنی مثال آپ ہے۔ ایک تو مردانہ وار آیا ہے اور دوسرا عین جنگ کی حالت میں تو نے جان بھی بچالی ہے۔ میں تو تیرا گردیدہ ہو گیا ہوں میں تجھے ایک ایسا مکان بتاتا ہوں کہ جس کا دروازہ بند ہے اور دولت سے بھرا ہوا ہے جبکہ مالک مکان بھی گھر پہ نہیں ہے۔ دو چار انٹیں رکھ کر دیوار پھلانگ لیں گے تو جو ہاتھ لگے گا مال غنیمت سمجھیں گے، اب خالی ہاتھ واپس جانا تو اچھا نہیں۔ کچھ اس انداز سے اس عبادت گزار نے بات کی کہ چور کو یقین آ گیا اور عابد اس کو سیدھا اپنے گھر کی طرف لے آیا۔ چور نے عابد کو دیوار پہ چڑھایا اور اندر سے جو قصور بہت سامان قحلا کر چور کی جھولی میں پھینکا گیا اور آخر میں پھر شور مچا دیا چور چور چور، چور سب کچھ لے کر بھاگ گیا اور بزرگ کو سکون مل گیا کہ مانات کی تلانی ہوئی ہے۔

## سبق

نیک لوگ چوروں اور انا کو ہوس کی تھرومی کو بھی پسند نہیں کرتے اپنا گھر لٹا کر بھی انکی جھولی بھر دیتے ہیں۔ حالانکہ چور انا کو خود کسی پر ترس نہیں کھاتے لیکن اہل اللہ کی میرٹ

یہی ہے کہ وہ بدوں کے ساتھ بھی نیکی والا معاملہ کرتے ہیں  
 - وراقبال نیکاں بدان می نریند  
 وگر چہ بدان اہل نیکی نمیند  
 بدکار اگر چہ نیکی اور حسن سلوک کے قابل نہیں ہوتے تاہم رہتے وہ بھی نیکیوں کے  
 زیر سایہ ہی ہیں۔



## (109) دوستی

ایک بھولا بھالا سا آدمی کسی حسین و جمیل کے چکر میں پڑ گیا، ملامت گروں اور رقیبوں کے ظلم سہتا جیسے گیند بے کالظم سہتا ہے، لوگ مذاق بھی اڑاتے مگر سب کچھ برداشت کر جاتا۔ ایک دن کسی نے کہا اتو کیسا بے حس اور بے غیرت ہے کہ تجھ پر نہ مارا کر کرتی ہے نہ گالی گلوچ سن کر قوس سے مس ہوتا ہے حالانکہ بد تمیزی بد تمیزی برداشت کرنے سے لوگ بزدل سمجھتے ہیں، اس دیوانے نے ایسا جواب دیا جو بقول شیخ سعدی سونے سے لکھے جانے کے قابل ہے، اس نے کہا

۔ دلم خانہ مہم یار است و بس

ازاں می نہ نکنجد در و کین کس

میرادل تو یار کی محبت کے لیے ہے اس لیے اس میں کسی اور کی دشمنی نہیں آ سکتی۔

لہذا لوگ جو پائیں کہتے رہیں۔

۔ عاشقاں پرواہ نہ دار و گر چہ ڈانگاں و سدیاں

## سبق

جس کے دل میں کسی کی محبت ہو گئی اس میں کسی اور کا نفیس یا دشمنی جگہ نہیں پا

سکتی۔

۔ عشق جس دل میں نہیں وہ دل نہیں

یار کے رہنے کی وہ منزل نہیں



## (110) حضرت بہلول وانا علیہ الرحمة

حضرت بہلول (مشہور بجد و بولی اللہ) کا گذر ایک جھگڑا عبادت گزار پر ہوا  
تو آپ نے اس عابد کو کیا ہی خوب فرمایا

گر میں مدعی دوست بنا نہ

پیکار دشمن نہ پر راختے

گراں ہستی حق خبر داشتے

بہ خلق دانست پیدا شے

اگر یہ معرفت کا دعوے دار اپنے دوست کو پہچان لیتا تو کبھی لڑائی میں مشغول ہو  
نے کی اس کو فرصت ہی کب ملتی؟ اور اگر یہ خدا کو جان لیتا تو تمام مخلوق کو مدد دے جاتا۔

### سبق

عارف باللہ صرف خدا کی طرف متوجہ رہتا ہے اس کو اتنا وقت ہی کہاں ملتا ہے کہ  
وہ مخلوق کے ساتھ لڑتا جھگڑتا پھرے۔



## (111) حضرت لقمان حکیم

(داؤد علیہ السلام کے زمانے کا نامور حکیم جس کی تعریف و تعارف قرآن پاک میں بھی ہے اور اس کی حکمت ضرب النثل ہے) لقمان کا لے رنگ اور مولے نقوش والے تھے۔ ایک شخص نے ان کو غلام سمجھ کر مٹی گارے کے کام میں لگا دیا، پورا سال گزر گیا مگر کوئی نہ جان سکا کہ یہ غلام نہیں بلکہ آقا ہے۔ جب اس شخص کا گمشدہ غلام واپس آ گیا تو وہ شخص گھبرا گیا۔ اور جب پتہ چلا کہ یہ تو حضرت لقمان ہیں تو قدموں میں گر کر معافی کا طلب گار ہوا، آپ نے ہنس کر فرمایا! اب معافی کا کیا فائدہ تیرے سال بھر کے ظلم کو ایک لمحہ میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ اور پھر تجھے معافی کی ضرورت بھی کیا ہے؟ تیرا کام تو ہو گیا ہے لیکن میں پھر بھی تجھے اس لے معاف کرتا ہوں کہ تیرے فائدے کے باوجود میرا کوئی نقصان نہیں ہوا، تیرا مکان بن گیا میری معرفت و حکمت بڑھ گئی، دراصل میں بھی غلام ہی ہوں اور میرا بھی کوئی آقا ہے جس کے حکم سے میں بھاگا ہوا ہوں لیکن اب میں اس کو اس لیے نہیں ستاؤں گا کہ مجھے مٹی کی سال بھر کی مشقت یاد آجایا کرے گی، جو بڑوں کا ظلم نہیں اٹھا سکتا اس کو چھوٹوں کی تکلیف کا احساس نہیں ہوتا۔ اس کا دل کمزوروں پہ جلے گا جس نے بڑوں کے سخت احکامات کی تعمیل کی ہوگی۔

### سبق

اگر کسی غلام نہی کی وجہ سے کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو بعد میں انتقام لینے کی بجائے جتنی بڑی مصیبت تھی اتنی ہی زیادہ اس سے مہرت حاصل کرتی پائیے حضرت لقمان کو انہی تجربوں نے اتنا بڑا عقل مند بنا دیا تھا کہ ان کی نصیحت کی باتوں کو قرآن پاک جیسی کتاب نے اپنے اندر جگہ دی ہوئی ہے۔



## (112) حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ

سمناء کے جنگل میں ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے شکاری کرتا دیکھا جو کسی وقت تو شیروں کا شکار کرتا تھا مگر اب بڑھی بڑھی لومڑی کی طرح ناجز ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ دوڑ دوڑ کر ہرن اور پہاڑی بکروں کو پکڑنے والا اب قبیلہ کی بکریوں سے دولتیں کھا رہا تھا۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے جب اسے کو اس حالت میں دیکھا تو زور و زور سے غصہ کرنے لگے اور اپنا آؤ حاز اور ادراہ (توشہ) اس کے آگے ڈالتے ہوئے فرمایا

”کہ داند کہ بہتر زماہر دو کیست

کون جانتا ہے کہ اللہ کے ہاں ہم دونوں میں سے کون بہتر ہے اگر چہ آج بظاہر میں اس سے بہتر نظر آ رہا ہوں مگر کیا خبر تقدیر کسی طرح کا فیصلہ کر دے۔ اگر میں ایمان پر قائم رہا تو یقیناً اللہ کی بخشش کا مانع سر پر رکھوں گا اور اس سے بہتر ہوں گا اور اگر میرے جسم سے معرفت کا لباس اتار لیا گیا تو یہ مجھ سے بدرجہا بہتر ہوگا۔ کیونکہ کتے کو کتا ہونے کے باوجود بھی جہنم میں نہ ڈالا جائے گا۔

### سبق

شیخ سعدی نے نتیجہ نکالتے ہوئے فرمایا

”وہ ولست سعدی کہ مردان راہ عزت نہ کر دندور خوا نگاہ  
اے سعدی! یہی وہ راستہ ہے جو مردان حق کا راستہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے آپ کو کتوں سے بدرجہا بہتر والے حقیقت میں فرشتوں سے بہتر ہوتے ہیں۔ اگر خاتمہ بانجیر ہو جائے تو انسان بہتر ہے ورنہ کتا۔  
سبک خلیب مجھے سب کہہ کے پکار میں بیدم یہی دیکھیں میری پہچان مدفن والے



## (113) پرہیزگار اور گویا

ایک مست برہانواز (ہنسی بجانے والا گویا) رات کو گلی میں پھر رہا تھا کہ اس کو ایک نیک شخص ملا۔ اس نے نشے میں نہ آؤدیکھا نہ تاؤصوفی صاحب کے سپر پہ ہاجا مار کر اپنی برہان تو زنی اور صوفی کا سر تو ز دیا۔ دن نکلا تو وہ پرہیزگار اس سنگ دل گویے کے پاس کھٹی بھر پانڈی لے گیا کہ یہ لے لے کیونکہ کل رات تو نے میرے سر پہ اپنا اوزار مارا جس سے میرا سر پھٹا اور تیرا اوزار میرا سر تو ٹھیک ہو گیا ہے لیکن تیرا اوزار تو پیسوں کے بغیر ٹھیک نہیں ہو سکے گا

۔ ازیں دوستان خدا سر سر نہ کہ از طلق بسیا بر سر خورد

## سبق

اللہ کے نیک بندوں کو چاہیے کہ جاہلوں کی جفا و ظلم برداشت کریں اور ان کی دل جوئی کر کے اللہ سے ان کے لیے ہدایت کی دعا کرتے رہیں۔ قرآن پاک میں اللہ کے بندوں کی شان یوں بیان کی گئی ہے۔ و عباد الرحمن الذین یحشون علی الارض ہونوا اذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما۔ (الفرقان)

اور رحمان (اللہ) کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں (یعنی پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں کہ زمین کو بھی تکلیف نہ ہو اور تکبر کا نام و نشان بھی نہ رہے) اور جب جاہل ان سے ہم کلام ہوتا پایا ہیں تو اللہ کے بندے سلام (دعا) دے کے آگے نکل جاتے ہیں۔ و السکاظمین الغبط و العافین عن الناس (الفرقان) غم نہ پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں۔





## (114) ظلم پہ صبر کرنا

(ترکستان کے شہر) ادخس کا ایک سردار گوشہ نشین ہو گا۔ صرف گدڑی کا فقیر نہ تھا کہ مخلوق کے سامنے ہاتھ پھلائے بلکہ حقیقی مرد خدا بن کر گیا۔ ایک زبان دراز مگر بے عقل شخص نے یہ کہہ کر اس مرد خدا کی دل آزاری کی کہ ”یہ مکار جن ہے جس نے سلمان علیہ السلام کے تخت پر قبضہ کر رکھا ہے اس کا دشو کرنا ایسے ہی ہے جیسے بلی منہ دھوتی ہے اور عبادت طمع کی ہے جیسے مٹلے کے چوہے شکاد میں طمع کرتے ہیں ریا کا دی کی عبادت کرتا ہے اور اس کی شہرت خالی ڈھول کی طرح ہے“ جب وہ یہ باتیں کر رہا تھا اور مرد عورتیں اس مرد خدا پر ہنس رہے تھے تو اس مرد خدا نے ہاتھ اٹھائے اور دروازے پر اس زبان دراز کے لیے اللہ سے ہدایت کی دعا مانگی شروع کر دی کہ یا اللہ! اس کو توبہ کی توفیق دے دے اور اگر اس نے حج کہا ہے تو موت سے پہلے مجھے توبہ کی توفیق دے دے۔ اے اللہ میں اس پر نادم نہیں بلکہ اس کے بارے اچھا گمان رکھتا ہوں کہ اس نے مجھے میرے عیب بتائے ہیں تاکہ میں اصلاح کر لوں۔

### سبق

اگر تو دشمن کے کہنے کی طرح برا ہے تو غم نہ کر و نہ اس کے کہنے سے تورا نہ ہو جائے گا کیونکہ اگر کوئی یہ قوف کستوری کو گند اکہد دے تو وہ بکواس ہی تو کہہ رہا ہے تو کیوں پریشان ہوتا ہے لیکن کوئی پیاز کو بدبودار کہہ دے تو تجھے تو دیکھ کر نے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ عقل مند بہرہ ور ہے۔ دھوکا نہیں کھاتا لہذا بے وقوف تجھے اشتعال میں نہ لائے۔ سمجھاؤ گی سے کام لینے والا بدخواہ کی زبان بند کر دیتا ہے۔ تو نیک بننا جاتا کہ تیرے اندر عیب کی

منجائش ہی نہ رہے۔ اور اگر تجھے دشمن کی بات پسند نہیں تو تو بھی کسی کے بارے میں؟  
پسندیدگی کی بات نہ کر

۔ جز آنکس ندانم کلو گوئے من  
کہ روشن کند بر من آہوئے من  
تیرا خیر خواہی ہے جو تجھ پر تیرے عیب ظاہر کرنے



## (115) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

کوئی شخص حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی مسئلہ لیکر گیا، فارغ خیر نے اس کو علم و عقل کی روشنی میں جواب دیا عوام الناس میں سے کس نے کہا: اے علی یہ مسئلہ ایسے نہیں جیسے آپ نے بتایا ہے، سبحان اللہ! حیدر گرام دارا خان نہ بولے بلکہ فرمایا: اچھا تو بتاؤ کیسے ہے۔ اس نے پوری وقاحت سے خوب جواب دیا کہ حضرت علی المرتضیٰ نے خوش ہو کر اس کو شاباش دی اور اپنی خطا کو تسلیم کیا۔

### سبق

شیخ سعدی اس حکایت سے ملنے والا سبق خود بیان فرماتے ہیں

بگل چشمہ خود نشاید نہبت

سورج کی نکیہ منی میں نہیں چھپائی جاسکتی۔ اگر نو آج کا منکبر ہوتا تو نہ صرف یہ کہ

اس کی طرف نگاہ ہی نہ کرتے بلکہ دھکے دے کر دربار سے نکال دیتا اور ایسا مزہ پکھاتا کہ پھر

کبھی ایسی "نلطی" نہ کرتا۔ کیونکہ جس کا سر پر غرور ہو اس میں حق سننے کی طاقت ہی نہیں اس

کو علم سے بیر ہے اور فصاحت سے شرم، بارش سے گل لالہ تو اکتا ہے مگر ہتھر نہیں بلکہ گری

پانی ذلیل منی سے بھول بھی اُگتے ہیں اور مبار بھی کھلتی ہے لہذا منکبر کے سامنے علم و حکمت

کے موتیوں کا تھیلا نہ کھول، جو اپنی بزرگی کا مستحق ہے وہ دوسرے اہل کمال کو کچھ نہیں سمجھتا اگر

تو اوگوں سے شکر بنے کے الفاظ سننا چاہتا ہے تو اپنے منہ سے میاں مٹو بن کے خود اپنی

تقریف نہ کر۔ اور اگر خود ہی کہنے لگے تو کسی سے اپنے بارے کہنے کی امید نہ رکھ۔



## (116) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ بے دھیانی میں ایک تنگ جگہ پہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک درویش کے پاؤں پہ پاؤں رکھ دیا۔ درویش کو معلوم نہ ہوا کہ خلیفہ المسلمین ہیں۔ بگڑ کر بولا! میں تو دیکھ نہیں سکتا کیا تو بھی اندھا ہے؟ آپ نے بڑے تحمل و پیار سے فرمایا! اندھا تو نہیں ہوں مجھے پتہ نہیں چلا، نلٹلی ہو گی ہے معاف کر دے۔

### سبق

اگر نلٹلی ہو جائے بالخصوص حقوق العباد کے بارے میں مگر چہ حاکم وقت ہی سے ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اعتراف کرے اور صاحب حق سے معذرت بھی کرے۔ دیکھو اہل اللہ کتنے منصف ہوتے ہیں جو معمولی لوگوں سے معافی مانگتے ہوئے بھی شرم و عار محسوس نہیں کرتے۔ کیونکہ ہوش مند ہی عاجزی پسند ہوتا ہے اور جو شاخ سیو سے سے بھری ہوتی ہے وہی جھکتی ہے۔ عاجزی کرنے والوں کا سر کل قیامت کو عزت کے ساتھ اونچا ہوگا اور متکبروں کا سر شرمندگی سے جھکا ہوا ہوگا۔ اگر اے انسان تجھے قیامت کے دن کا ڈر ہے تو دنیا میں جو تجھ سے ڈرتے ہیں ان کی خطا معاف کر ماقبوں پر ہاتھ نہ اٹھا کہ تیرے ہاتھ سے اونچا بھی ایک ہاتھ ہے لہذا اس جہاں کے ساتھ اس جہان کی بھی فکر کر کیونکہ

کل کی امید وار ہے دنیا      عالم انتظار ہے دنیا  
ہستوں کا حزار ہے دنیا      کارواں کا غبار ہے دنیا  
مر برق و شرار ہے دنیا      کتنی ہے اعتبار ہے دنیا

داغ سے کوئی دل نہیں خالی      کیا کوئی لالہ زار ہے دنیا  
 ہر جگہ جنگ ہر جگہ ہے نزاع      عرصہ کا رازار ہے دنیا  
 گرچہ ظاہر میں صورت گل ہے      پر حقیقت میں خار ہے دنیا  
 ایک جھونکے میں ہے ادھر سے ادھر      چادرن کی بہار ہے دنیا  
 جیتے جی ہیں غریب اس میں دفن      بے کسوں کا حزار ہے دنیا  
 کوئی راحت میں کوئی زحمت میں      مظہر نور و ہر ہے دنیا  
 رقص بالچہر ہے ہر ایک پتلی کا      شعبہ گر کی تار ہے دنیا  
 گل و بلبل بھی جس سے ناخوش ہیں      دو فریب بہار ہے دنیا  
 بے خبر رکھتی ہے حقیقت سے      ہوش پر مرے بار ہے دنیا



## (117) حسن ظن

ایک نیک اور خوش اخلاق شخص بروں کے متعلق بھی اچھا گمان رکھتا اور ان کو اپنے سے بہتر جانتا، جب وہ فوت ہو گیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا! تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا اس نے منٹے ہوئے پھول کی طرح منہ کھولا اور بلبل کی طرح خوش آوازی میں کہا! چونکہ میں نے دنیا میں کسی کے ساتھ سختی نہیں کی اس لیے قرشتوں نے میرے ساتھ بھی نری سے ہی کام لیا ہے۔

## سبق

جو دوسروں سے نری کا معاملہ کرتا ہے اللہ کے فرشتے بھی قبر میں اس سے نری کرتے ہیں اور میدانِ محشر میں خدائے رحمن و رحیم تو اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا۔ حدیث میں ہے ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء  
 ۛ کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر



## (118) حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ

(مصر کے رہنے والے ولی اللہ جو حضرت مالک بن انس کے شاگرد و مرید تھے)  
 حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ کے دور میں دریائے نیل خشک ہو گیا اور شہر چھوڑ کر  
 پہاڑوں کی طرف نکل گئے اور رو رو کر وعائیں مانتے رہے، اتنا روئے کہ ان کو آفسوؤں کی  
 ندی تو بہ نکلی لیکن بارش نہ ہوئی کچھ لوگ حضرت ذوالنون مصری کے پاس بھی وعائے لیے  
 گئے آپ نے وعاء کرنے کی بجائے مصر شہر چھوڑا اور بارش شروع ہو گئی۔ آپ کو بیس دن بعد  
 مدین میں اطلاع ملی کہ مصر میں خوب بارش ہوئی ہے اور خوشحالی آگئی ہے چنانچہ آپ واپس  
 مصر تشریف لے آئے ایک عارف نے تنبیہی میں آپ سے پوچھا کہ وعاء کرنے کی بجائی مصر  
 چھوڑ کر چلے جانا آپ نے کیوں پسند کیا؟ آپ نے فرمایا! میں نے سنا ہے بُروں کے برے  
 اعمال کی وجہ سے پرندوں، درندوں کا زرق شگ ہو جاتا ہے، میں نے غور کرنے کے بعد بھی  
 نتیجہ نکالا کہ مصر میں مجھ سے زیادہ کوئی گنہگار نہیں ہے میں یہاں سے نکلوں گا تو اللہ کی رحمت  
 نازل ہو جائے گی۔

### سبق

انسان کہتے ہی بڑے مرتے پر بھی پہنچ جائے مگر اس کو چاہئے کہ اپنے آپ کو  
 گنہگار ہی سمجھے بلکہ جانوروں سے بھی کمتر جانے۔ سعدی فرماتے ہیں تو لوگوں کی نگاہوں  
 میں جب عزت پائے گا جب اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے گا جس بزرگ نے بھی اپنے آپ کو بچ  
 جانا دینا و آخرت میں عزت پا گیا۔ اس دنیا میں وہی پاکیزہ ہوا جو کسی کمزور کے قدموں کی  
 دھول میں گیا۔ اے میری (سعدی کی) قبر سے گزرنے والے یاد رکھ! اگر میں سلی ہو گیا ہوں

تو کوئی غم نہیں کہ میں تو مرنے سے پہلے بھی مٹی ہی تھا، اگرچہ میں سارے جہاں میں گھومتا رہا  
مگر موت کے وقت آرام سے ہی زیر خاک ہو گیا، تموڑی ہی دیر بعد جسم مٹی میں مل جائے گا  
اور پھر وہ مٹی دوسری مٹی کے ساتھ اڑتی ہوئی نظر آئے گی۔ سعدی جیسا بلبل زمانے میں تجھے  
کہاں سے لے گا؟ اس بلبل کے مرنے کے بعد اگر اس کی قبر پہ بھی پھول بنا گا تو کہاں اگے  
گا

۔ دنیا میں امن و عیش خیال و خواب ہے  
آب حیات سمجھا جسے تو سراب ہے  
دنیا میں زندگانی کا سماں نہیں ملتا  
آب حیات ملتا ہے انسان نہیں ملتا  
رکھ دو قدم سنبھال کر گر امتیاز ہے  
دنیا میں ہر قدم پہ نشیب و فراز ہے

شیخ سعدی عالیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ایک مرجہ بہرام گور (ایران کا مشہور بادشاہ)  
نے اپنے وزیر کو نصیحت کرتے ہوئے کہا

۔ گرازا حاکماں سخت آید سخن  
تو برزیم دستاں دوستی کمن

اگر تجھ سے بڑا تجھ پر سختی کرے تو اس کا بدلہ تو اپنے سے چھوٹوں سے نہ لے کر تو  
کہے میرا جہاں بس چلتا ہے میں وہاں ظلم کر لوں۔ اس سے آخرت کی بربادی ہو جائے گی۔





## تسلیم و رضا کے بیان میں (مقدمہ)

(شیخ سعدی فرماتے ہیں) میں ایک رات شعر گوئی میں مصروف تھا گویا نلک کا تیل اور بلاغت کا چراغ جل رہا تھا ایک بے ہودہ قسم کے شاعر نے میرا کلام سنا اور مجھے داد دیے بغیر نہ رہ سکا لیکن رقیب تھا تو حسد کی وجہ سے تنقید بھی کر دی کہ سعدی کو وعظ و نصیحت کے علاوہ واقعات جنگ کو نظم کرنے کا کمال حاصل نہیں ہے، جنگ کی تباہ کاریوں کو بیان کرنا اس کے پاس میں بس میں نہیں ہے۔ حالانکہ اس بے چارے کو کیا معلوم کہ میرا جنگ کرنے کا ارادہ ہی نہیں ورنہ کسی کی کیا جرأت کہ اس میدان میں بھی مجھ سے بازی لے جائے۔ میرے پاس یہ طاقت ہے کہ زبان کی تلوار کھینچوں تو لوگوں پر سکتا طاری کر دوں اور دنیا سے شعر پر قلم پھر کر تہلکہ مچا دوں کہ سب میرے سامنے عاجز آجائیں۔ اچھا اس کی غلط فہمی کو بھی دور کیے دیجئے ہیں تاکہ حسد کی آگ میں جل کر جو اس کے منہ سے قریا نکلی ہے اس میں اضافہ ہو اور دشمن کے سر کے نیچے پتھر کا تکیہ رکھ دیں۔

نیک بختی اللہ ہی عطا کرتا ہے نہ کہ طاقتور کا بازو اگر کسی کے ہارے آسمان سے ہی دولت کا فیصلہ نہ ہو تو بہادری سے نہیں مل سکتی۔ اگر اپنی ہمت ہی سب کچھ ہوتی تو جیونی کا اجرو ہی نہ ہوتا اور ہر طرف شیر ہی شیر دکھائی دیتے تو جب انسان اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ اس کا مقصد اس کے اختیار میں، تو بہتہ یہی ہے کہ راضی بقضا ہو جائے، اگر اتمہ میر میں عمر دارز

لکھی ہے تو سانپ، بچھو، تمور اور شیر کی کیا مجال کہ کسی کی زندگی ختم کر سکے اور اگر مقدر میں موت لکھی ہے تو شربت کا گھونٹ بھی زہر بن جائے گا، معروف پہلوان رستم کی جب موت آئی تو شفا دجیے کزور نے اس کا کام تمام کر یا۔ تو جب انسان قضاء و قدر کے فیصلے تبدیل نہیں کر سکتا تو اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ تسلیم و رضا کا پیکر بن جائے اور تقدیر کے فیصلوں کو مان لے۔



## (119) اصفہانی دوست کی کہانی

ایران کے شہر اصفہان میں میرا ایک چالاک و بے باگ دوست رہتا تھا جس کا خنجر ہمیشہ خون سے تر اور دشمن کا دل اس کی وجہ سے کیاب کی طرح آگ پر رہتا، ہر روز لڑائی اور بلا ناغہ جنگ اس کا معمول تھا اور بہادر و زور آور بھی ایسا کہ اس کے خوف سے شیر بھی شور میں رہتے، دعوے کے ساتھ ہر تیر پر ایک دشمن کو گراتا، اس کا تیردہری ڈھال سے ایسے گزرتا کہ کتنا بھی پھول میں کیا گزرے گا، کوئی بہادر ایسا نہیں تھا کہ اس کے خود پ اس نے تیر نہ مارا ہو اور خود سر کے ساتھی ہی نہ دیا ہو، بہادروں کو ایسے قتل کرتا جیسے مٹی دل کے وقت چڑیاں مڑیوں کا شکار کرتی ہیں، اگر فریدوں (ایران کا مشہور بادشاہ جس نے ضحاک کو قتل کیا تھا) پر بھی حملہ کرتا تو اس کو سنبھلنے نہ دیتا۔ پیٹے اور شیر بھی اس کے آگے ناجز تھے، مد مقابل کی چینی پکڑ کر اس کو ہوا میں اچھال دیتا اگرچہ پہاڑ کی طرح ہوتا، الغرض بہادری میں اپنی مثال آپ تھا، مجھے اکثر اپنے ساتھ رکھتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ طبعاً نیکی پسند اور نیکیوں کا خیر خواہ تھا، مجھے اچانک وہاں سے واپس آنا پڑا کہ دانا پانی ہی اتنا لکھا تھا، ملک شام آیا تو وہاں کی زمین بھی میرے لیے مبارک ثابت ہوئی، ازاں بعد پھر وطن کی یاد نے ستایا تو میں واپس جانے کے لیے ملک عراق سے گزرا۔ ایک رات کچھ سوچ رہا تھا کہ وہی دوست یاد آگیا، اس کے شک نے میرا پرانا زخم تازہ کرویا چنانچہ میں اس کو ملنے اصفہان کی طرف چل پڑا، جب دوست کو دیکھا تو رنگ رہ گیا کہ بڑے حالے کی وجہ سے اس کی کمر جو تیر کی طرح سیدھی تھی جھک کر کمان بن گئی اور اس کا گلابی رنگ تر دکھاس کی طرح ہو گیا، سر کے بال ایسے سفید کہ گویا برف کا پہاڑ ہے اور آنکھوں سے پانی بہ رہا ہے گویا برف ہی پگھل کر پانی بن رہی ہے۔ آسمان نے اس کی میادری کا بیچ مروڑ دیا اور سر سے غم و نکال کر گھٹنوں پہ جھکا

دیا میں نے اس سے کہا! اے شیر انگن تجھے لومڑی کس نے بنا دیا؟ اس نے جس کر کہا  
تاریوں کی لڑائی کے دن میں نے جنگ جوئی ذہن سے نکال دی ہے، جس دن کہ میدان  
جنگ کے بیڑوں کا جنگل نظر آتا تھا اور سرخ جھنڈے ایسے تکتے جیسے جنگل میں آگ لگی ہوئی  
ہے۔ میں اس دن خوب لڑا لیکن نصیب نے ساتھ نہ دیا۔ میں ایسا حملہ کرتا کہ تیر کے ساتھ  
دشمن کی انگوٹھی بھی اتار لیتا، لیکن جب قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا تو انہوں نے انگوٹھی ہی کی  
طرح مجھے گھیر لیا، میں نے بھاگنے ہی میں عافیت سمجھی کیونکہ تقدیر سے لڑنا حماقت ہے،  
میرے ہتھیار میری کیا مدد کر سکتے تھے جب میرا ستارہ ہی گردش میں تھا، جب کامیابی کی  
چابی ہاتھ میں نہ ہو تو قوت بازو سے قوت فتح کا دروازہ نہیں توڑا جاسکتا۔ پھر تاریوں کی حالت  
یہ تھی کہ ان کے لوہے کے لباس یہاں تک کہ گھوڑوں کے منوں پر بھی لوہا چڑھا ہوا تھا میں  
بادل کی طرح گھوڑے کو روڑا اتار میری تلوار بارش کی طرح برستی جب دونوں لشکر ٹکرائے تو  
یوں لگا کہ آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے، تیرا ایسے پر سے گویا اڈلے ہیں اور موت کا طوفان  
آگیا، جنگجو شیروں کے لیے آڑو ہوں جیسی کندیں لائی گئیں، نیلے رنگ کا قبار چھا گیا جس  
میں تلواریں ستاروں کی طرح چمک رہی تھیں، دشمن کے بہادروں کی ڈھالوں سے اپنی  
ڈھالیں بھڑا دیں، ہماری تلواریں کند تو نہ تھیں مگر ستارہ ہی گردش میں تھا کہ ہر بہادر خون میں  
لسترا ہوا باہر آتا اور تیر مار کر آئرن میں سو رخ کر دینے والے ریشم کو بھی نہ چھید سکے، ہماری  
صف بندی سننے کے دانوں کی طرح مضبوط تھی مگر جب بکھرے تو

کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا۔ پھر ہم پہاڑی بڑولی چھا گئی کہ مچھلی کی طرح کانٹے  
میں پھنس کر رہ گئے یعنی سامان حرب کی بہتات کے باوجود ہم موت کے منہ میں پھنس گئے تفتا  
کے تیروں کے سامنے ہمارے تیر بے بس ہو گئے کیونکہ نصیب ہی ہمارا بدلتا تھا۔

## سبق

تقدیر کے سامنے تدبیر بے کار ہے اور تمنا کو زور بازو سے نہیں رد کیا جاسکتا۔



## (120) فولادی پنچے والا

(آذربائیجان کے شہر) اردبیل میں اپنی بیٹے والے اور بیٹے میں سے تیر گزارنے والے ایک شخص کے سامنے ایک جنگ میں ایک کھل پوش جوان (کندھے میں گورخ کے چمڑے کی کند اور جنگ جونی میں بہرام گور کی طرح تھا) سامنے آیا فولادی پنچے والے نے اس پر پچاس تیر چلائے مگر ایک تیر بھی اس کے کھل سے نہ گذرا جبکہ کھل والا آرام سے آیا اور اس کو کند کے حلقے میں پھنسا کر لے گیا، اس کے فولادی پنچے خون کی چوروں کی طرح گردن سے باندھ دیے، شرمندگی اور غربت کی وجہ سے ساری رات سوچوں میں گذاردی، صبح ہوئی تو کسی نے پوچھا، الو ہے کو تیروں سے کیا دینے والا کھل پوش کا قیدی کیسے بن گیا؟ فولادی پنچے والے نے خون کے آنسو رو کر جواب دیا، تجھے پتہ نہیں موت آجائے تو کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔

میں تو شمشیر زنی اور نیزہ بازی میں رستم کو بھی آداب جنگ سکھانے والا ہوں۔ جب نصیب کے بازوؤں میں طاقت تھی تو میرے لیے بیلیا کھل کی طرح تھا اور اب جبکہ بخت نے ساتھ چھوڑ دیا ہے تو کھل بھی بیٹھے ہے کم نہیں۔ موت کے دقت نیزہ زور کو بھی پھاڑ دیتا ہے اور زندگی ہو تو قمیض سے بھی نہیں گذرتا، جس کی اجل آگئی وہ تمہ پر قہر زور پہنچے ہوئے بھی نکلتا ہے اور اگر نصیب میں قہر نہ کی ہو تو ننگے بدن پہ بھی چھری کی کیا مجال کہ جل سکے۔ دلوں کا کوشش سے جان بچا سکتا ہے اور نہ ہی بے وقوف بے احتیاطی سے مرے۔

## سبق

اگر بندے کے مقدر میں نامرادی اور ناکامی ہو تو بڑے سے بڑا منصوبہ بھی  
 دھڑے کا دھرا رہ جاتا ہے اور تقدیر کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ بن جاتا ہے  
 ۔ دیکھیے قسمت کی شوی دنِ برے آنے لگے  
 جن کو خمی پھولوں سے نفرت ٹھوکریں کھانے لگے



## (121) ایک حکیم اور کردی مریض

ایک کردی (عراق میں ایک قوم ہے جس کا نام کر د ہے) کے پہلو میں درد اٹھا جس کی وجہ سے وہ ساری رات سو نہ سکا اس علاقے کے طبیب کو بلایا گیا تو اس نے کہا! انگور کے ہرے پتے کھانے والا ایک رات بھی زندہ رہے تو تعجب ہے یعنی تعجب تو یہ ہے کہ اس نے رات کیسے نکال لی۔ کیونکہ تاریکیوں کا تیرا تنا خطرناک نہیں جتنی کہ ناموافق غذا اور بد پرہیزی۔ اگر ایک ہی لقمے سے کسی انتڑی میں گرہ پڑ جائے تو ایسا بے وقوف ساری عمر کے لیے بے کار ہو جاتا ہے، اللہ کی شان دیکھئے کہ وہ حکیم تو اسی رات مر گیا اور کردی آج پالیس سال کے بعد بھی زندہ و سلامت ہے۔

### سبق

موت درد سے ٹل نہیں سکتی اور جب اس کا وقت نہ آیا ہو تو قریب المرگ اور لا علاج مریض بھی تندرست ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔



## (122) مردہ گدھے کا سر

ایک دیہاتی کا گدھا مر گیا تو اس نے نظربد سے بچنے کے لیے اس کا سر انگوروں کی تیل پہ لٹکا دیا، ایک بوڑھا وہاں سے گذرا اور باغ کے مالی کو اس سے کہا: اے جان من! جو بے چارہ اپنے سر کو ڈنڈوں سے نہ بچا سکا ہو بڑے باغ کو نظربد سے کیا بچائے گا۔ جو حکیم خود تکلیف سے مر رہا ہو وہ دوسرے کی تکلیف کیا رفع کرے گا۔

### سبق

ٹوٹے ٹوٹے تقدیر کے سامنے نہیں چلتے، نظربد سے بچنے کے لیے لوگ آج بھی اس طرح کی توہم پرستی میں مبتلا ہیں، کوئی نئے مکان پر ٹوٹی ہوئی ہنڈیا لٹکا دیتا ہے تو کوئی سیاہ کپڑا جبکہ احادیث مبارکہ میں بڑی عالیشان دعائیں اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس مقصد کے لیے عطا فرمائی ہیں۔





## (123) قسمت

ایک غریب و غلج دست شخص کے ہاتھ سے دینار زمین پر گر گیا بے چارے نے بہت ڈھونڈا مگر قسمت نے یاوری نہ کی اور دینار نمل سکا آکر تھک ہار کر واپس چلا گیا اچانک گذرتے ہوئے ایک شخص کی نظر دینار پہ پڑ گئی اور وہ اٹھا کر گھر لے گیا۔

### سبق

انسان ابھی ماں کے گھن میں ہوتا ہے تو اس کے لیے نیک بننے یا بد بننے کا قلم چل چکا ہوتا ہے، اگر روزی طاقت اور تلاش کے مل بوتے پر ملتی تو پہلوان اور مزدور سب سے زیادہ خوش حال ہوتے۔ مقرر ساتھ دے تو بغیر کوشش کے بھی مقصد حاصل ہو جاتا ہے ورنہ بزار کوشش بے کار اور رائیگاں جاتی ہیں

کسی کے ایک آنسو سے ہزاروں چل مچلتے ہیں  
کسی کا عمر بھر رونا یونہی بے کار جاتا ہے



## (124) باپ کا بیٹے پر ظلم

ایک بوز بھٹے شخص نے غصے کی حالت میں اپنے بیٹے کو لکڑی سے بے تحاشا مارا،  
بے چارے بیٹے نے رو کر عرض کیا! ابا جان میں لوگوں کے ظلم کی شکایت تو آپ سے کرتا  
ہوں گستاخی معاف! اگر آپ نے ہی ظلم شروع کر دیا ہے تو اب شکایت کس سے کروں؟

### سبق

انصاف کرنے والے ہی جب بے انصافی پہ اتر آئیں تو فریاد صرف اللہ سے  
ہی کی جاسکتی ہے شیخ سعدی نے اس موقع پہ فرمایا

ہد اور خرد شد خداوند ہوش

نہ از دست داور برآور خردش

فکمندوں کو کوئی تکلیف پہنچاتے تو اس کی فریاد خدا سے کرتے ہیں اور خدا کی  
شکایت کسی کے آگے نہیں کرتے۔



## (125) دولت مقدر سے ملتی ہے

ایک شخص جس کا نام بختیار تھا، اور واقعی بخت اس کا پار تھا، بڑی دولت والا سرمایہ دار تھا، اس پورے علاقے میں بس وہی مالدار تھا، باقی ہر کوئی کوٹال و نادار تھا، ایک عورت کا شوہر جب رات کو خالی ہاتھ گھر گیا تو فاقے کی ماری نے لڑائی شروء کر دی کہ تو سادے جہان سے بد نصیب واقع ہوا ہے گویا سرخ مجڑ ہے تو کہ ڈنگ کے سواتیرے پاس کچھ بھی نہیں۔ جا ہستیوں سے ہی کھانا سیکھ لے میں کوئی مفت کی رعزئی نہیں ہوں کہ فاقے مرنے والوں دیکھ ان لوگوں کے پاس کس قدر سونا چاندی ہے تو بھی ایسا ہو جا۔ اس کہل پوش اور صاف دل، شریف آدمی نے خالی ذمہ کی طرح چیخ کر کہا! میرے بس میں کچھ نہیں تو بھی طاقت سے تقدیر کا پیچہ مردرد، یہ اختیار اللہ نے مجھے نہیں دیا کہ میں خود اپنے آپ کو خوش نصیب بنالوں۔

### سبق

رزق اللہ کی طرف سے مقسوم ہے اس میں انسان کی صلاحیت و طاقت کا کوئی دخل ہوتا تو جاہل بے وقوف بھوکے مرتے اور اہل علم و فضل و کمال آج کے دنیا داروں کی طرح بخش کر رہے ہوتے جبکہ معاملہ ہمیشہ سے اس کے الٹ رہا ہے اور ایسے ہی رہے گا۔



## (126) بد صورتی اور میک آپ

(ایران کے جزیرہ) کیش کے ایک درویش مرد نے اپنی بد صورت بیوی کو چہرے پہ پاؤ ڈر لگاتے ہوئے دیکھ کر کیا ہی اچھا جملہ بولا! جب تقدیر کے ہاتھوں نے تجھے بد صورت بنایا ہے تو پھر چہرے پہ پاؤ ڈر ملنے سے کیا حاصل، نہ تو طاقت سے نیک بنتی خریدی جاسکتی ہے اور نہ ہی اندھی آنکھ سرمہ لگانے سے روشن ہو سکتی ہے۔ کتنے سلائی کا کام نہیں کر سکتے اور کینے نیک بختوں والا کام نہیں کر سکتے اور اگر یونان و روم کے تمام فلسفی بھی اکٹھے ہو جائیں تو تمہارے شہد نہیں بنا سکتے۔ جتنی بھی کوشش کر لو وحشی انسان نہیں بن سکے گا کوشش ہی ضائع ہوگی۔ آئینہ کا رنگ تو صاف ہو سکتا ہے مگر پتھر کا آئینہ بننا محال ہے۔ پیر کی شاخ سے پھول کبھی نہ اگے گا اور حبشی کو پورا سمندر بھی سفید نہ کر سکے گا۔

### سبق

خدائی فیصلہ جب ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے کسی کا زور نہیں چل سکتا لہذا بہتر یہی ہے کہ اس سے مصالحت ہی کر لی جائے اور محنت کسی دوسرے کام میں کر لی جائے تاکہ وقت و محنت رائے گاں نہ جائے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں

۔ چروہی نہ گردد خدیگ تضا

پہر نیست مر بندہ راجز رضا

جب تضا کے تیر کو کوشش سے رد (واپس) نہیں کیا جاسکتا تو بندے کے لیے حلیم و رضا کے سوا اور کوئی راستہ نہیں رہ جاتا

۔ راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیر رضا ہو



## (127) گدھ اور چیل

ایک گدھ نے چیل کو کہا کہ مجھ سے زیادہ دور بین کون ہو سکتا ہے، چیل نے کہا یہ دعویٰ کیا ہے تو ثابت بھی کرنا پڑے گا، ذرا جنگل میں میرے ساتھ تو چل اور مجھے بتا کونسی شئی کس جگہ ہے۔ چنانچہ دونوں جنگل کی طرف جاری تھیں کہ میلوں کے فاصلے سے جنگل میں دور دراز پڑا ہوا گندم کا دانہ گدھ کو نظر آ گیا اور اس نے چیل کو بتا دیا کہ فلاں جگہ پدانہ گندم پڑا ہے۔ چیل کو یقین نہ آیا دونوں نے نیچے جا کر تصدیق کرنا چاہی، جب گدھ دانے کے پاس گئی تو ایک لمبا پھندہ اس کی گردن سے لپٹ گیا۔ چیل نے کہا۔ تیری تیز نگاہ مسلم تھی مگر اس کا کیا فائدہ کہ تجھے رات تو نظر آ گیا مگر وٹمن کا پھیلایا ہوا انتہائی اجال نظر نہ آیا۔ گدھ بچاری جال میں پھنسی ہوئی کہہ رہی تھی تقدیر کے سامنے احتیاط بھی فائدہ نہیں دیتی۔ جب موت اس کے سر پر آگئی تو اس کی باوریکہ بین آنکھیں جال کی طرف سے بند ہو گئیں۔ جس پانی کا کنارہ تلا ہر نہ ہوا اس میں ہیرا یک کا شوخا پین کام نہیں آتا۔

## سبق

حقا کے سامنے اچھے بھلے تیز نگاہوں والے بھی اندھے ہو جاتے ہیں۔ شیخ سعدی

فرماتے ہیں

نہ آہستہ زرد بود ہر صدف

نہ ہر بار شاطر زندہ ہدف

ہر چکی موتی سے حامل نہیں ہوتی اور نہ ہر چالاک ہر بار نشانے پر تیرا رسکتا ہے۔



## (128) انسانی طاقت و اختیار

پہلے پہل کڑھائی کرنے والے کے شاگرد نے جب کپڑے پر عشاء اور زرافہ کی تصاویر بنائی تو اس نے کیا اچھی بات کہی، کہ میں صرف وہی کچھ بنا سکتا ہوں جو استاد نے نقشہ بنا کر دیا ہے قطع نظر اس کے اچھی ہے یا بُری۔

### سبق

انسان کی تقدیر میں اچھائی ہے یا بُرائی خدا ہی کی طرف سے ہے بعض اہل اللہ تو اس میں بھی شرک کی بوجھس کرتے ہیں کہ کوئی کہے مجھے زید نے متلایا یا عمرو نے زخمی کیا۔ اگر تیرے دل کی آنکھیں داہ ہو جائیں تو نہ تجھے زید نظر آئے نہ عمرو۔ میرا خیال نہیں کہ اگر بندہ اللہ کے لکھے ہوئے پر راضی رہے تو خدا اس کا رزق بند کر دے گا۔ اور اگر وہ ہی روزی بند کر دے تو لاکھ محنت کر کے بھی اس کو کھولا نہیں جا سکتا الفرض تقدیر کے دائرے سے باہر نکلنا محال ہے۔



## (129) اونٹ کا بچہ

اونٹ کے بچے نے ماں سے کہا! بہت سفر کر لیا ہے اب تھوڑا آرام کر لے۔ ماں نے جواب دیا! بیٹا میری مہار کسی اور کے ہاتھ میں ہے جب بیٹھائے گا بیٹھ جاؤں گی چلائے گا تو چل پڑوں گی۔ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو کیوں بوجھ اٹھاتی۔

### سبق

ہر شخص تقدیر کا قیدی ہے اپنی مرضی سے تقدیر کے خلاف نہیں کر سکتا، تقدیر ہی جہاں چاہتی ہے کشتی کو لے جاتی ہے اگرچہ ملاح جسم کے کپڑے بھی پھاڑ دے۔ حق پرست کے لیے ہار گاہ خداوندی اسی کافی ہے کہ اس در کے دھنکارے ہوئے کو کہیں ٹھکانہ نہیں ملتا اور اگر وہ ذات کسی کو سر بلند کر دے تو باعثِ خسر ہے۔ لامانع لحکمہ و لا ناقض لفضانہ۔

نکوئی اس کا حکم رد کر سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا فیصلہ توڑ سکتا ہے۔ سعدی فرماتے ہیں

مکن سعدیا دیدہ بدست کس

کہ بخشندہ پروردگار است و بس

اے سعدی کسی سے امید نہ رکھو کیونکہ دینے والا وہی خدا ہے اور بس۔



## اخلاص کی برکت اور ریا کاری کا نقصان

ایک شخص نے شہرت اور ریا کاری کے ارادے سے شب بیداری کی تو ایک پہاڑی بزرگ نے اس کو کہا! اے میری جان جا اور خلوص حاصل کر کیونکہ مخلوق سے تجھے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جو لوگ تیری اس ریا کاری کی عبادت کو دیکھ خوش ہو رہے ہیں انہوں نے صرف تیری ظاہری حالت دیکھی ہے اگر جسم پہ برص کے داغ ہوں تو خود جیسے غلام کی بھی کوئی قیمت نہیں مگر کے ذریعے تو جنت میں کبھی نہ جائیگا کیونکہ اس دن تیری مکاری نہ چلے گی اور ریا کاری کی چادر تیرے چہرے سے الٹ دی جائے گی۔

### سبق

بے خلوص کی عبادت کی مثال بے مغز جھکے کی سی ہے۔ اگر تو ریا کار ہے تو تیری کمر میں آتش پرستی کا زہر اور گدڑی براہ ہے۔ پہلے تو اپنی بزرگی ظاہر ہی نہ کر اور اگر کر لی ہے تو مردہ بن جڑات ہیں۔ اگر حقیقت بھی ہو تو نمائش کرنے میں حرج نہیں ہے لہذا ہستی کے مطابق نمائش کر۔ مانگا ہوا لباس تو اتار ہی لیا جائے گا اور وہی پرانا کپڑا جسم پہ رہ جائے گا۔ پست قد اگر گدڑی کے پاؤں لگا بھی لے تو صرف بچوں کے نزدیک ہی بڑا ہوگا۔ تانبے پہ چاندی کا طبع کرنے والے کو پہچان نہ کر سکنے والے کے پاس ہی جانا چاہیے۔ پیسے پر سونے کا طبع کرے گا تو سارے نو راہ پہچان لے گا۔ جب (عبادت کے) سونے کا طبع کرنے والوں کو فرشتے آگ میں لے جائیں گے تو ظاہر ہو جائے گا سونا نہیں بلکہ جیشل (ریا کی عبادت) ہے۔





## (131) بچے کا روزہ

ایک نابالغ بچے نے روزہ رکھا بڑی مشکل سے دو پہر کی بجائے اس کے مائیں نے اس کو چمچ و دے دی تاکہ گھر جا کر آسانی سے روزہ پورا کرے۔ ماں باپ نے بہت پیار کیا اور باوام اور بچے اس پر بچھاؤ کر کے۔ آدھا دن گزرا تو بدواشت سے کام اوپر چلا گیا، سوچا اگر چند نئے کھانوں تو والدین کو کیا پتہ چلے گا؟ چنانچہ اندر جا کر پیٹ بھر لیا اور بظاہر روزہ دار بھی رہا۔

## سبق

دکھا دے کی عبادت کا ثواب تو نہیں ہوگا ہاں البتہ عذاب ضرور ہوگا۔ اگر تجھے اللہ کے لیے عبادت نہیں کرنی تو کیا پروا ہے وضو ہی نماز میں کھڑا ہو جا۔ وہ روزہ حاجور یا کاری کی عبادت کرتا ہے اس بظاہر روزہ دار بچے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ جس نماز کو لوگوں کی خاطر لپٹا کیا جائے گا وہ دوزخ کے دروازے کی چابی ہے۔ حیرتی راہ اگر اللہ کی بارگاہ میں جانے کی بجائے لوگوں کی طرف جارہی ہے تو حیرے مچلے کو ضرور آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ اچھی سیرت والا اگرچہ بظاہر اچھا نہ لگ رہا ہو مگر اس عبادت گزار سے بہتر ہے جس کا باطن خراب ہے۔ بلکہ جس فاسق نے پرہیزگاری کا لباس پہن رکھا ہے وہ چور ڈاکو سے بھی بُرا ہے۔ جو سادی زندگی مخلوق کو ہی خوش کرتا رہا بھلا اللہ اس کو کیوں ضروری دے گا۔ زیادہ کام کرنے والا عمرو سے مزدوری نہیں مانگ سکتا۔ دوست تک پہنچنا ہے تو سید ہی راہ چل دو نہ کرپو کے تیل والا معاملہ ہوگا جس کی آنکھیں تیلی نے باندھ رکھی ہیں اور ساری رات چلنے کے باوجود جہاں تھا وہیں رہا۔ غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے سجد کرنے والا اگر کافر ہے تو رہا کافر

نے بھی تو نیاز مندی کا چہرہ خدا کے غیر کی طرف کیا ہوا ہے۔ جس درخت کی جڑیں مضبوط ہوں اس کی حفاظت کر ایک دن ضرور پھل دے گا۔ پتھر پر چڑھ سکنے والے کو ایک جڑ بھی نہ ملے گا۔ باطن کے بڑے کو ظاہر کی عزت فائدہ نہ دے گی۔ خدا کے ہاں مقبول ہونے والی گدزی بھی اچھی ہے، لوگوں کو کیا پتہ لباس میں کون ہے یہ تو لکھنے والا جانتا ہے کہ خط میں کیا لکھا ہے۔ عدل کے ترازو اور انصاف کے دفتر میں (ریا کاری کی) ہوا کا منگیترہ کوئی وزن نہیں رکھتا۔ ابرہ (لحاف کا اوچڑا لکڑا) اسی لیے استر (لحاف کے اندرونی کپڑے) سے اچھا سمجھتے ہیں کہ وہ ظاہر ہے اور یہ پردے میں اسی لیے بزرگ ریشم کا استر رکھتے ہیں کہ دکھادے سے ان کو کام نہیں ہوتا۔ حضرت بایزید بسطامی نے کیا خوب کہا کہ میں مرید کے مقابلے میں منکر سے زیادہ امن میں ہو کیونکہ مرید تو میری خوبیاں ہی بیان کرے گا جس سے ضروری کا خطرہ ہے جبکہ منکر برائی کرے گا اور میں ریا کاری سے بچ جاؤں گا۔ جس در کے بادشاہ بھی گدا ہیں تو یہ گدا ہمارا کیا سہارا بن سکتے ہیں۔ اگر تیرے اندر کمال ہے تو یہی بہتر ہے کہ موتی والی سیپ کی طرح سبز جھکالے۔ خدا کے لیے عبادت کرنے والے کی تمنا تو یہ ہوتی ہے کہ مجھے جبریل امین بھی نہ دیکھے تو اچھا ہے۔ سعدی فرماتے ہیں

۔ ترا پند سعدی بس است اے پسر

اگر گوش گیری چو پند پدر

اگر تو باپ کی نصیحت کی طرح میری (سعدی کی) باتوں کی طرف توجہ کرے تو میری نصیحت بھری باتیں تجھے کافی ہیں در نہ

۔ ہمارا کام کہہ دینا ہے ”سعدی“ کوئی آگے مانے یا نہ مانے



## (132) قناعت کا بیان (حاجی کا اخلاق)

حاجی صاحبان کے اخلاق کو اللہ اچھا کرے، مجھے (سعدی کو) ایک حاجی صاحب نے ہاتھی دانت کی بنی ہوئی سنگھسی دی، ایک مرتبہ حاجی صاحب نے میری غیر موجودگی میں غصے میں مجھے کٹا کر دیا ہو سکتا ہے کسی نے میری طرف سے کوئی چغلی لگائی ہو۔ میں نے وہ سنگھسی پھینک دی کہ مجھے کٹا۔ کہنا یہ لیجئے اپنی ہڈی۔ اپنا سر کہ کھانے والا حلوے والے کا ظلم براشت نہیں کرتا۔

### سبق

بے غیرتی کے ہدیے تجھے سے عزت والی محرومی بہتر ہے۔ تھوڑے پر صبر کر لینا بادشاہوں کے تحائف لینے سے بہت بہتر ہے، جب تو نے لالچ چھوڑ دیا تو بادشاہ کے پاس جانے کی ضرورت نہیں تو خود بادشاہ ہے اور ترے لیے شاہ و گدا برابر ہیں۔ اور لالچی کا پیٹ گویا طبلہ ہوتا ہے۔ جو ہر دروازے کو اپنا قبیلہ مقصود سمجھتا ہے۔



## (133) لالچ بڑی بلا ہے

ایک لالچی شخص خوارزم شاہ (خراسان کے صوبہ خوارزم کے بادشاہ) کے پاس صبح سویرے جا پہنچا، اس کی تعلیم کے لیے پہلے جھکا پھر زمین چومی اور سوال کیا 'اس لالچی نے نیٹے باپ سے کہا! مجھے ایک مشکل مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ یہ کہ آپ نے ایک بار مجھے کہا تھا کہ امارا قبلہ سرزمین حجاز میں ہے لیکن آج آپ نے بادشاہ کی اس قدر تعلیم کی ہے جیسے قبلہ کی کرتے ہیں۔

### سبق

لالچ انسان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے جو اس سے بچ جاتا ہے وہ دنیا دار کے سامنے جھکنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جبکہ لالچی کا قبلہ ہر لمحہ بدل رہتا ہے۔ قناعت پسند سر بلند ہوتا ہے اور لالچی کا سر کندھوں سے اونچا نہیں ہو سکتا لالچی شخص دو جہوں کے لیے اپنی عزت کے موتی بکھیر دیتا ہے۔ مٹی سے سیراب ہونے والے کو ہر ف کے آگے اپنی عزت نہیں گنوا بی چاہئے۔ اگر تو بخش پرستی سے چھٹکارا نہیں پائے گا تو ضرور درد و شکے کھائے گا۔ دست طلب دراز نہ کر ایسی آستین سے تجھے کچھ نہ ملے گا۔ لالچ نہ کرنے والے کو یہ ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ کسی کو لکھے کہ فقط آپ کا خادم غلام بن غلام۔ یہی لالچ تجھے ہر مجلس سے ذلیل کر کے نکھوڑ دیتا ہے آخر تو ہی اس کو دل سے کیوں نہیں نکال دیتا۔



## (134) غیرت

ایک غیرت مند آدمی کو بخار چڑھ گیا اس کو شکر کی ضرورت پڑی تو کسی نے کہا: فلاں شخص سے تھوڑی سی شکر مانگ لے۔ اس نے جواب دیا میرے لیے موت کی جگہ اس (ترش چہرے والے) کی شکر سے زیادہ پسند ہے، امر ناگوارہ ہے مگر مانگنا برداشت نہیں۔ عقلمند ایسے شخص سے شکر نہیں مانگتا جو سوال سن کر چہرہ سر بیسا (سخت) کر لے۔ دل کی ہر خواہش پوری نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جسمانی آرام روح کا نور گھٹا دیتا ہے۔ انسان کو ذلیل کرنے والے نفس امارہ کو کوئی عقلمند بھی عزت نہیں دیتا نفس کی ہر تمنا پوری کرنے والا دنیا سے نامراد ہو کر جاتا ہے۔ ہر وقت پیٹ کا تھور گرم رکھنے والا قاتل کے دنوں بہت پریشان ہوتا ہے۔ زیادہ کھانے والا زیادہ بوجھ اٹھانے والا ہے اور کھانے کو نہ ملے تو پھر غم کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ پیٹ ذلیل و خوار ہوتا ہے اور پیٹ کی جگہ دل کی جگہ سے بہتر ہے یعنی کھانے کو نہ ملے تو پرواہ نہ کرے مگر دل تنگ ہو کر لالچ کرنا اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا بہت بڑا ہے۔

## سبق

غیرت مند شخص مر جانا گوارا کر لیتا ہے مگر عزت نفس کو مجرد کر کے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پسند نہیں کرتا۔ خدا کی پہچان اس شخص کو حاصل نہیں ہوتی جس نے اللہ کی تقسیم پر قناعت نہ کی۔ درود پھرنے والے کو بنا دو کہ بیک نہیں بلکہ قناعت انسان کو العادہ بناتی ہے۔ کیونکہ لڑھکتے چہرے پہ کسی گھاس نہیں آتی۔ مانگ مانگ کر جسم پالنا اس کو ہلاک کرنا ہے۔ عقلمند اپنے ہنر سے کماتے کماتے ہیں اور مانگتے والے بے ہنر ہوتے ہیں وہی شخص انسان کی سیرت جانتا ہے جو نفس کے کئے کو پامال نہ دیتا ہے صرف کھانے اور سونے سے کام

رکنا درندوں کا طریقہ ہے، پیٹ کے بھرنے کے ساتھ گوشے میں بیٹھ کر معرفت کا توشہ بھی حاصل کر رہی حق کا راز ہے جس پر یہ ظاہر ہو گیا اس نے پھر باطل کو کبھی پسند نہیں کیا۔ اگر تجھے روشنی اور اندھیرے کا فرق معلوم نہیں تو تیرے لیے جن اور حور کو دیکھنا برابر ہے۔ حق کا راستہ چھوڑ کر باطل کے کنویں میں کیوں گرنا ہے؟ جس بات کے پروں میں حرص کا پتھر باندھا ہو وہ آسمان کی بلندیوں پہ پرواز نہیں کر سکتا اگر تو اس پتھر تو چھڑا دے تو سدرہ سک جاسکتا ہے۔ عادت سے کم کھانا فرشتوں سے ملا دیتا ہے جبکہ وحشیوں کی طرح کھانے والا پرواز کرتا جانتا ہی نہیں۔ پہلے انسان بن پھر فرشتہ قسطلت بننے کی بات کر۔ سرکش پچھیرے کی پشت پہ سواری کرنے والا ضرور گرے گا بلکہ آپ بھی مرے گا اور تجھے بھی مارے گا۔ انسان کو اندازے سے خوراک کھانی چاہیے ہیٹ صرف کھانے پینے کی جگہ ہی نہیں غذائے روح ذکر وادکار اور سانس کی جگہ بھی ہے۔ جب پیٹ بھر کر کھائے سانس لینا مشکل ہو گیا تو ذکر وادکار کیسے ہو گا۔ اس لیے کہ بھرے معدے والا حکمت و معرفت سے خالی ہوتا ہے۔ جیسے دوزخ جب بھر جائے گا تو ہل من مزید کا نعرہ لگائے گا، نہ آنکھیں بھرتی ہیں نہ پیٹ لہذا قناعت ہی بہتر ہے۔ تیری روح کا مینی تو مر رہا ہے اور تجھے گدھے کی فکر ہے۔ دین کے بدلے دنیا خریدنے والا گویا انجیل دیکر گدھا خرید رہا ہے۔ جانور جب بھی جال میں پھنستے ہیں لالچ ہی کی وجہ سے پھنستے ہیں تو انسان ہوتے کی وجہ سے ویسے تو اشرف المخلوقات کہلاتا ہے مگر دسترخوان کی طرف چوہے کی طرح لپکتا ہے۔ مگر یاد رکھ! چوہا جس گھر کا پتیر کھائے گا اس کے بچہ بچے میں پھنس جائے گا تو بھی اگر غیر اللہ سے لالچ رکھے گا تو شیطان تجھے پھنسا لے گا۔



## (135) بسیار خوری کی ذلت

بھرہ سے میں (سعدی) ایسی کہانی لایا ہوں جو ترجمہ سے بھی زیادہ مٹھی ہے اور یہ ہے کہ میں چند دوستوں سے ساتھ ایک کھجوروں کے باغ کے پاس سے گزرا، ہمارے درمیان ایک پیٹ بھی تھا جو اپنے پیٹ کی وجہ سے کئی بار ذلیل و رسوا ہو چکا تھا۔ لالچ میں آکر درخت پر چڑھا مگر جلد ہی گرون کے تل زمین پر گر ا اور مر گیا۔ آخر "ہر بار تو گڑبغا نہیں ہوتا" نہ درخت پر چڑھنے والا ہر بار کھجور کھا سکتا ہے۔ گاؤں کا نمبر دار آگیا اور میں ڈانٹنے لگا کہ اس کو کس نے مارا ہے میں (سعدی) نے کہا! میں نے ڈانٹ اس کو ہم نے نہیں بلکہ اس کو اس کے پیٹ نے مارا ہے۔

## سبق

پیٹ جھکڑی بھی ہے اور بیڑی بھی پیٹ کا بندہ خدا کا بندہ نہیں بن سکتا کڑی جب سراپا پیٹ بن جاتی ہے تو چوہیاں چھوٹا پیٹ رکھنے کے باوجود اسے مانگوں سے سے کھینچ لیتی ہے۔ اس بیڑی کا دامن بھی لالچ نے کھینچ کر اس کو گرایا ہے۔ باطن کو صاف کر دینا کہ پیٹ کو منی کے سوا کوئی نہیں بھر سکتا۔



## (136) پیٹھ صوفی

ایک پیٹھ صوفی کو بھوک اور شہوت نے ستایا اس کے پاس ان دو مقاصد کے لیے دو ہی دینار تھے اس نے دونوں خرچ کر دیے، کسی نے پوچھا! دینار کدھر گئے؟ اس نے کہا ایک سے مستی نکالی ہے اور دوسرے سے بھر بھری ہے (رونی کھالی ہے) اور میں کس قدر کمینہ ہوں کہ پیت بھی نہیں بھر اور پشت بھی خالی ہو گئی ہے۔

### سبق

پیٹ پرستی اور شہوت انسان کی ذلت کے اسباب ہیں اس لیے ان دونوں کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ غذا کتنی بھی عمدہ کیوں نہ ہو بھوک گنگے گی تو مزار آئے گا۔ عکسند اس وقت تک پیٹ پر سر رکھتا ہے جب خیر اس کو بہ قرار کر دیتی ہے۔ ضرورت کے وقت ہی بات اچھی لگتی ہے امید ان خالی نہ ہو تو گیند کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ اندازے سے زیادہ بولنا اور طاقت سے زیادہ قدم اٹھانا، انسان کو ذلیل کر دیتا ہے۔





## (137) فاقہ کشی

(ترکستان کے شہر) طہری میں ایک شخص کا گھنے کا کھیت تھا جس کو بیچنے کے لیے وہ شخص سخت بے چین تھا، ہر طرف گھوما پھرا مگر کوئی گاہک نہ بنا آخر تھک ہار کر اس نے گاؤں کے ایک نیک بندے سے کہا کہ خرید لے! پیسے جب ہوں گے دے دیتا۔ اس صالح نے ایسا جواب دیا جو دل پر لکھے جانے کے قابل ہے۔ اس نے کہا! شاید میں تو گھنے کے بغیر بھی ممبر کر لوں گا مگر تجھے مجھ سے پیسوں کا فضا کرنے سے مبرا نہ آئے گا۔ اور اس گھنے میں مٹاس بالکل نہیں ہوتی جس کے پیچھے تلخ فضا نہ ہو

### سبق

ادھار لے کر نفس کی خواہشات پوری کرنے کی بجائے اپنے نفس ہی سے ادھار کر لیا جائے کہ اس کو مبرا کرنے کا پابند بنا لے۔ اور اس سے فاقہ کرا لو۔



## (138) ریشمی لباس

(ترکستان کے صوبہ جو دنیا بھر میں بہترین کستوری پہلائی کرنے میں مشہور ہے) تھن کے بادشاہ نے کسی پیرودشن ضمیر کو خوبصورت قیمتی ریشمی لباس بھیجا۔ بزرگ نے لباس پہنا اور لانے والے کے ہاتھ کو بوسہ دیا اس کی تعظیم کی اور بادشاہ کو دعائیں دیں اور ساتھ پیغام دیا کہ بادشاہ سلامت کا بھیجا ہوا جوڑا بہت اچھا ہے مگر فقیر کی گدڑی اس سے بھی زیادہ اچھی ہے یہی وجہ ہے کہ آزاد مرد زمین پر سونا گوارا کر لیتا ہے مگر قالین کے لیے کسی کی قدم بوسی نہیں کرتا۔

### سبق

پہنا پرا نا لباس شاہی جوڑے سے بہتر سمجھنا چاہیے کیونکہ اس میں کسی کا ممنون احسان نہیں ہوتا پڑتا۔



## (139) اپنی روکھی سوکھی

ایک شخص نہایت غریب تھا دوسرے لوگوں کی طرح بجائے عمدہ کھانوں کے اس کے سالن میں سوائے پیاز کے اور کچھ نہ تھا۔ ایک بیہودہ شخص نے اس کو ملامت کرتے ہو کہا! ارے بکھے کہیں کے! اجا اور شاہی لنگر سے سالن ہی لے آ۔ شرمائے کی ضرورت نہیں! کیونکہ شرمائے والا تو بھوکا ہی مرتا ہے۔ وہ فوراً آٹھا قبائلی برتن پکڑا آستین چڑھائی اور لنگر خانے میں رش کے اندر گھس گیا تاکہ سالن لے سکے۔ سالن تو نہ مل سکا تاہم بھڑکی پیچ سے اس کی قباحت مگنی اور بازو ٹوٹ گیا۔ بے چارہ رو رہا ہوا پس آگیا اور کہہ رہا تھا، اسے نفیس کینے! تیرا یہی علاج ہے بس آج کے بعد گھر کی روٹی ہوگی اور پیاز کا سالن! کیونکہ لالچی بندہ مصیبتوں کو تلاش کرنے والا ہوتا ہے۔ جو کی روٹی جو اپنے دسترخوان پہ لے وہ مالداروں کے گھر کی میڈے کی روٹی سے بہتر ہے۔ وہ کہینہ جو دوسروں کے دسترخوان کا خنجر رہتا ہے وہ رات بھر درد مند اور زخمی دل ہو کر سوتا ہے۔

### سبق

پیاز، سرکہ، اچار یا جو بھی چیز میسر ہو اس سے روٹی کھا لینا فیروں کے دسترخوان پہ گوشت تو رمداور برپائی کھانے سے کہیں بہتر ہے۔



## (140) طمع

ایک بھوکے بلبل ایک ناقول کی ماری ہوئی بوز می عورت کے گھر میں ٹکس مئی چند دن  
بچے کچے کھڑے کھا کر گزارا کرتی رہی۔ ایک دن ترنوالے کے لالچ میں امیر شہر کے محل میں  
جا کر میاؤں میاؤں کرنے لگی۔ امیر کے نوکروں نے ایسا تیر مارا کہ بے چاری بلبل زخمی ہو کر  
بھاگ نکلی، خون بڑیوں سے بہہ رہا تھا اور زبان حال سے کہہ رہی تھی! اگر خدا نے میری جان  
بچائی تو میں چوبے کھا کر گزارا کر لوں مگر لیکن بڑھیا کی جھونپڑی نہیں چھوڑ دوں گی۔

## سبق

طمع سے بندہ مصیبت میں پڑ سکتا ہے۔ ترنوالہ حاصل کرنے کے لیے جان  
جو کھوں میں ڈالنے سے بہتر ہے اپنے گھر کے ساگ پات پہ گزارا کر لیا جائے۔ شہد حاصل  
کرنے کے لیے ڈیگ کھا لینا اپنے انگوڑے کے شیرے پر قناعت کرنے سے بہتر نہیں ہے سعدی  
فرماتے ہیں۔

۔ خدا دغا ازاں بندہ فرسند نیست کہ راضی بقسم خدا وند نیست  
اللہ تعالیٰ اس بندے سے ہرگز خوش نہیں ہوتا جو اللہ کی تقسیم پہ راضی نہیں۔



## (141) بلند ہمت عورت کا واقعہ

ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا جب بچے نے دانت نکال لیے تو باپ یہ خیال کر کے پریشان ہو گیا کہ اس کے کھانے کا بندوبست کیسے ہو گا اپنی بیوی کے سامنے جب اس نے اس خیال کا اظہار کیا تو عورت نے ایسا مردانہ جواب دیا کہ ہوش ٹھکانے آ گئے۔ عورت نے کہا! شیطانی وسوسوں میں نہ پڑ! جس خدا نے مرتے دم تک دانت دیے ہیں وہ اس کو روٹی بھی دے گا۔ طاقتور اللہ قادر و قہوم ہے کہ اپنی مخلوق کو روزی عطا فرمائے جس نے ماں کے پیٹ میں بچے کے نقش و نگار بنائے ہیں اس نے اسی وقت اس کی عمر اور روزی بھی لکھ دی ہے۔ جب غلام کو خریدنے والا آقا اس کو سنبھالنے کی طاقت رکھتا ہے تو اس کو پیدا کرنے والا اپنی مخلوق کو کیوں نہ سنبھالے گا۔ تجھے تو خدا پر اتنا بھی بھروسہ نہیں جتنا ایک غلام کو اپنے آقا پر ہے یہ جو مشہور ہے کہ اعلیٰ اللہ کے ہاتھ میں پتھر (سونا) چاندی بن جاتا اس کا مطلب تو نہیں سمجھ سکا؟ بات یہ ہے کہ وہ لوگ اتنے صابر و شاکر ہوتے ہیں کہ انکے لیے پتھر اور (سونا) چاندی برابر ہو جاتے ہیں۔ جیسے بچے کا دل حرص سے پاک ہوتا ہے تو اس کے لیے سونا اور خاک برابر ہیں۔ جو درویش بادشاہ کو اپنا مقصود سمجھتا ہے اس کو بتا دے کہ بادشاہ فقیر سے زیادہ مسکین ہے کیونکہ فقیر کو تو ایک درہم چاندی سیر کر دیتی ہے جبکہ فریدون (شاہ ایران) ساری دنیا پہ فائدہ کر کے بھی بھوکا رہے گا۔ ملکوں کی حکومت بڑی مصیبت ہے اصل بادشاہ تو فقیر ہے اگرچہ اس کا نام بادشاہ نہیں۔ بے فکر فقیر فکر مند بادشاہ سے کہیں بہتر ہے۔ گنوار اپنے جھونپڑے میں اس قدر چین کی فیند سوتا ہے کہ بادشاہ محل میں بھی اس کا تصور نہیں کر سکتا۔ جب فیند آتی ہے تو تخت پہ بھی آ جاتی ہے اور رکے چٹل میں بھی۔ بادشاہ ہو یا درو گر جب دونوں سو گئے تو رات دن دونوں کے برابر ہو گئے۔ لہذا اگر تو متکبر دولت مند کو

دیکھتے تو اپنی جگہ دیتی پر بھی اللہ کا شکر ادا کر کہ تو وہ طاقت ہی نہیں رکھتا جس سے تو کسی کو دکھ پہنچا سکتے۔

## سبق

اہلِ وعیال کے اخراجات سے جگہ آ کر گھر چھوڑنا اور بھاگ جانا اللہ پر بھروسہ کرنے والوں کا کام نہیں ہے۔ پیدا کرنے والے نے خود ہی روزی کا انتظام کیا ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلٰی اللّٰهِ وَزَقَّهَا۔ (سورۃ ہود) اللہ نے ہر چوپائے کا رزق بھی اپنے ذمے لیا ہوا ہے

دوستاں را کجا کئی محروم  
تو کہ باوشتاں نظر داری

جو دشمن کو بھی روزی دیتا ہے وہ دوستوں کو کیوں محروم کرے گا۔ حدیث شریف میں ہے اگر تم اللہ پر اتنا بھی بھروسہ کرو کہ جتنا پرندے کرتے ہیں تو اللہ تمہیں اس طرح روزی دے گا جیسا کہ پرندوں کو دیتا ہے جو صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو بھر کر آتے ہیں الغرض ہمیں اتنی اپنی فکر نہیں جتنی اللہ کو ہماری ہے

کار ساز بالفکر کار ما

کار مادر کار ما آزار ما

مگر ہائے افسوس کہ آج کے مسلمان کی حالت کچھ ایسی ہو گئی ہے۔

خدا کو بھول گئے لوگ فکرِ روزی میں

خیالِ رزق ہے رازق کا کچھ خیال نہیں



## (142) سودخور

(حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا) ایک سودخور میٹھی سے گرا اور اسی وقت مر گیا، اس کا بیٹا اپنے باپ پر چند دن رونے دھونے کے بعد دوستوں کے ساتھ مجلسوں میں گپ شپ کرنے لگا۔ چند دن بعد بیٹے نے باپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ حساب کتاب اور نکیرین کے سوالات کے جوابات میں مشکل تو پیش آئی ہوگی؟ باپ نے کہا بیٹا یہ قفسہ نہ چھیڑ (میں حساب کتاب کی طرف گیا ہی نہیں بلکہ) میٹھی سے سیدھا جہنم میں گرا ہوں۔

### سبق

سودی کاروبار کرنے والا اتنا بد نصیب ہے کہ ادھر مرتا ہے اور ادھر دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ قرآن پاک میں ایک ہی بد نصیب کو اللہ نے اپنے اور اپنے رسول کے ساتھ جنگ کا چیلنج کیا ہے اور وہ بد بخت سودخور ہے۔ اور ایک بد نصیب کو حدیث شریف میں جنگ کا چیلنج ہے اور وہ ظالم ہے جو اللہ کے کسی ولی سے عداوت رکھتا ہے۔

من عادی لی و لیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف)  
شب معراج حضور علیہ السلام نے سودخور کو دوزخ میں سخت عذاب کا وعدہ بتلادیکھا۔  
قرآن مجید میں ہے سود لینے سے مال بڑھتا نہیں گھٹتا ہے اور زکوٰۃ دینے سے مال گھٹتا نہیں بڑھتا ہے۔ سود کا گناہ حدیث شریف میں چھتیس مرتبہ زنا کے برابر قرار دیا گیا۔  
اس دور میں الا ماشاء اللہ ہر مسلمان بالواسطہ بالبادواسطہ سود کی لعنت میں مبتلا ہے اور مسلمان حکمران کہہ رہے ہیں کہ سود کے بغیر گزارائیں ہے۔ استغفر اللہ۔



## (143) چھوٹا سا مکان

ایک صاحبِ حیثیت بندے نے اپنے قد کے مطابق چھوٹا سا مکان بنایا کسی نے اس کو کہا! میں جانتا ہوں تو اس سے بہتر بھی بنا سکتا تھا، اس نے کہا! بس بس خاموش رہ! میں عایشانِ مکان بنا کے کیا کروں گا جب مکان چھوڑ کے مر جاتا ہے تو پھر چھوڑنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے جو سیلاب کی گذرگاہ میں مکان بناتا ہے ہو سکتا ہے مکمل ہونے سے پہلے ہی بہہ جائے۔ عقل و تیز دالے جانتے ہیں کہ قافلہ والے راستے پر گھر نہیں بناتے۔

### سبق

دنیا مسافر خانہ ہے اس میں بلا ضرورت اور بے تحاشا اخراجات کرنا حماقت ہے۔





## (144) حکمرانی کا نشہ

ایک بادشاہ دوسرے لگا تو اس علاقے کے ایک بزرگ جانشین بنا گیا۔ بزرگ نے جب دولت کا مزہ دیکھا تو درویشی بھول گیا اور دنیا دار ہو گیا۔ فتوحات دن رات ہونے لگیں اور گرد کے بادشاہ اس سے ڈرنے لگے یہاں تک کہ بڑے بڑے جنگجوؤں کے ساتھ بھی جنگ کرنے سے گھبراتا۔ بڑی قلعوں کو مار دیا، خزاں سارے منتشر کیجا ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اس کا سخت محاصرہ کر کے تیروں کی بارش کر دی۔ لاچار ہو کر کسی درویش کے پاس دعا کرنے کا پیغام بھیجا۔ کہ جہاں تیر تلواریں کام نہ کر سکیں دعا کام کر جاتی ہے۔ درویش نے ہنس کے فرمایا! اس سے بہتر نہ تھا کہ آدمی روٹی کھا کر سکون کی نیند سو جاتا اس دولت کے قارون نے کیوں نہ جانا کہ سلامتی کا خزانہ حکومت نہیں بلکہ گوش نشینی ہے۔

### سبق

سلامتی بے فکری اور بھلائی درویشی میں ہے حکومت و بادشاہی میں نہیں ہے۔



## (145) ”ادائیں سیراں تائیں“

نئی کے پاس اگر سونا چاندی نہ بھی ہو تو اس کو سخاوت جیسا ذاتی کمال تو حاصل ہے۔ مکیہ اگر دولت کا قارون بھی بن جائے تو اس کی کمبختی ختم نہ ہوگی۔ سخاوت پیشہ کھانا نہ بھی کھائے تو پھر بھی مالدار ہے، کیونکہ سخاوت زمین کی طرح ہے اور سرمایہ کھیتی کی طرح، خرچ کرتا رہا تا کہ یہ درخت پھلتا پھولتا رہے۔ مٹی سے انسان بنانے والا خدا انسان کو صنائع کیوں کرے گا؟ مال جمع کرنے میں بلندی نہیں کیونکہ جھہرا ہوا پانی بدبودار ہو جاتا ہے جبکہ سخاوت جاری پانی کی طرح ہے جسکی آسمان سے مدد ہوتی ہے۔ مکیہ آدمی مرتبے سے گر جائے تو پھر بحالی مشکل ہو جاتی ہے، جبکہ حق سوتی کو زمانہ کبھی صنائع نہیں کرتا۔ ذھیلا اگر راستے میں بھی پڑا ہو تو کوئی اس کو دیکھتا تک نہیں اور سونے کا ربڑ بھی کر جائے تو لوگ چراغ لے کر ڈھونڈتے ہیں۔ جب شیشہ ہتھ میں سے نکال لیا جاتا ہے تو اس سے رنگ کیوں نہ دور کیا جائے گا، ہندے کی عادتیں اچھی ہونی چاہیں مال و مرتبہ کچھ نہیں کبھی آیا کبھی گیا۔

### سبق

نئی اگر فقیر بھی ہو جائے تو مفت سخاوت اس میں موجود رہتی ہے اور مکیہ اگر وقت کا قارون بھی بن جائے تو اس کی کمبختی دور نہ ہوگی۔  
 ~ ہر کسے پر خلق سے خودی کد ~



## (146) اِنْ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

میں (سعدی) نے بزرگوں سے سنا کہ شیراز شہر میں ایک بوڑھا رہتا تھا جس نے  
 کئی بادشاہوں کا دور دیکھا تھا۔ ورخت اگرچہ پرانا تھا مگر (کھنڈر ہمارا ہے ہیں غارت  
 عجیب تھی) بچل تیار دکھتا تھا یعنی حسن میں اپنی مثال آپ تھا۔ شہزادی ایسی کہ جیسے سرو پر سیب  
 لگا ہوا ہے (اگرچہ سرو پر سیب نہیں لگتا) لوگوں سے تنگ آکر اس نے اپنا سرمند ادیا تاکہ حسن  
 میں کمی آجائے اور لوگوں سے اس کی جان چھوٹے۔ کجنت نائی نے کھنڈے استرے سے  
 اس کا سرموئی علیہ السلام کے ہاتھ کی طرح سفید کر دیا، اس کے ایک عاشق زار نے دیکھا تو  
 بہت پریشان ہوا، کسی نے اس کو کہا! اب حقیقت دیکھ لی ہے تو دور بارہ اس سے عشق نہ کرنا،  
 پروانے کی طرح اس کی محبت سے ہٹ جا کیونکہ قہقہی استرے نے اس کے حسن کی شمع جل کر  
 دی ہے۔ عاشق صادق نے چیخ مار کر کہا! میری محبت تو ہوں سے پاک ہے۔ اسی کے ساتھ  
 جیسے مرنے کا وعدہ کر چکا ہوں اور بدکار لوگ اسی کمزور وعدے کرتے ہیں محبوب خوش طبع اور  
 خوبصورت ہونا چاہیے بال ہوں بانہ ہوں۔ اور پھر بال ہی تو ہیں اتر گئے ہیں تو گھر کی کیمتی  
 ہے پھر آجائیں گے۔ تو نے دیکھا نہیں انگور کی پتل ہمیشہ تازہ خوشے نہیں دیتی بلکہ کبھی پھل  
 دیتی ہے کبھی پتے گراتی ہے۔ اچھے لوگوں کے حالات کی تبدیلی مستقل نہیں ہوتی بلکہ سورج  
 کی طرح ہوتے ہیں کبھی بادل میں چھپ جاتے ہیں کبھی ظاہر ہو جاتے ہیں مگر حسد کرنے  
 والے انکارے کی طرح ہیں جو پانی میں ایک بار گرنے سے ہمیشہ ہمیش کے لیے شتم ہو جاتے  
 ہیں۔ لہذا اندھیرے سے ڈرنے کی ضرورت اس لیے نہیں کہ ہو سکتا ہے اس اندھیرے میں  
 آپ حیات کا کٹنی چشمہ ظاہر ہو جائے۔ ناکامی کی فکر میں پریشان نہ ہورات کی کوکھ سے نیا  
 دن جنم لیتا ہے۔

## سبق

حالات کی ناسازگاری سے انسان کو دل برداشتہ ہوتا چاہے کہ دن بد لئے میں  
 دیر نہیں لگتی آج کا کڑکال کل کو خوشحال ہو سکتا ہے اور آج جو تخت پر ہے کل تختے پر نکل  
 سکتا ہے۔ وقلک الا بام نداد و لہابین الناس۔ (القرآن)

وہ جو چاہے تو یتیموں کو پیہر کر دے

وہ جو چاہے تو فقیروں کو سکندر کر دے

وہ جو چاہے تو دزیوں کو بھی "اندر" کر دے



## (147) تربیت کے بیان میں (رازداری)

یہاں پر اخلاقیات کے متعلق گفتگو کرنا مقصود ہے نہ کہ جنگ و ہمدال اور گیند بیلے کے بارے میں کیونکہ نفس سے صلح کرنے والے کو کسی اور کی دشمنی کی ضرورت نہیں ہے اس کو ہلاک کرنے کے لیے اس کا نفس ہی کافی ہے۔ جبکہ نفس کو حرام سے روکنے والے رستم (ایران کے مشہور پہلوان) اور سام (رستم کے دادے) سے بھی بہادری میں آگے نکل چکے ہیں۔ اور جو شخص اپنے نفس کا مقابلہ نہ کر سکے وہ اپنے دشمن کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لہذا پہلے اپنے نفس کی اصلاح کر بعد ازاں لوگوں کا سر پھوڑنے کی بات کر۔ تو انسانی وجود میں ایک مکمل شہر ہے جس کا بادشاہ دل ہے اور وزیر عقل، اس شہر میں کچھ کہینے عزت دار بنے ہوئے ہیں اور وہ تکبر اور لالچ ہے۔ یہ گویا ڈاکو اور جیب کھرے ہیں اور دراصل تقویٰ اور رضا اس شہر کے حقیقی شرفاء ہیں۔ یاد رکھ بادشاہ اگر کیمینوں پر مہربانی کرے گا تو شرفاء آرام نہ پا سکیں گے۔ کیمینوں کی کوشش تو یہ ہوتی ہے کہ بادشاہ کے ساتھ راج بس جائیں جیسے رگوں میں خون، پھر بادشاہ کو بھی اپنا تابع بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب عقل کا وزیر مضبوط ہو تو یہ کہینے 'بادشاہ اور ملک کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ کیونکہ ڈاکو اور کیمینے پہرے والی جگہ پہنچ نہیں جاتے اور جو بادشاہ دشمن چنٹی نہیں کرتا پھر دشمن ہی اس کا تختہ الٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اس موضوع پر زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں عقل مند کو شاہدہ ہی کافی ہے اور عقل کرنے کے لیے ایک حرف بھی

کافی ہے۔

## سبق

مذکورہ عنوان کے تحت اگرچہ شیخ سعدی نے کوئی حکایت تو بیان نہیں فرمائی تاہم اخلاقیات کے موضوع پر ایسا حسین درس دیا ہے کہ جس کا ایک ایک حرف سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے اور جس پر عمل کرنے سے دینی و دنیوی کامیابی یقینی ہے۔ اس لیے آخر میں فرمایا۔

نخواہم دریں نوع گفتن منے

کہ بس ارکار بند کے

یعنی اس موضوع پر مجھے کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت اس لیے نہیں ہے کہ اگر کوئی عمل کرنا چاہیے تو اس کے لیے اتنا ہی بہت ہے۔ عربی میں کہتے ہیں

العافل فكفبه الاشارة .

ظہور کو اشارہ ہی کافی ہے



## (148) خاموشی و خودداری

خاموشی کی وجہ سے پہاڑوں کو اس قدر بلندی عطا ہوئی، تو بھی اگر (فضولیات سے) اپنی زبان بند رکھے تو مرتبے میں آسمان سے بڑھ جائے اور پھر بے زبانیت حساب بھی نہیں لیا جائے گا۔ عقلمند کی مثال سیپ کی طرح ہے جو جب منہ کھولتی ہے موتی نکالتی ہے اور نہ منہ بند رکھتی ہے اسی طرح عقلمند عمدہ بات کرتا ہے ورنہ چپ رہتا ہے۔ باتونی شخص دوسروں کی بات غور سے نہیں سنتا اور خاموش رہنے والے میں نصیحت اثر کر جاتی ہے۔ جب تو چاہتا ہی یہ ہے کہ ہر وقت بولتا رہے تو تجھے کسی کے کلام سے لذت کیسے نصیب ہو۔ نہ تو بغیر سوچے بات کر اور نہ کسی کی بات کو کاٹ! غلط اور صحیح میں غور کرنے والا حاضر جواب کیو اسی سے بہتر ہے۔ کلام کرنا انسان کا کمال ہے (فضول) بول کر اس کمال کو عیب وار نہ بنانا کم گو کبھی شرمندہ نہیں ہوتا۔ اچھی بات اگرچہ چھوٹی سی ہو کستوری کی طرح ہے جو کہ مٹی کے بہت بڑے ٹیلے سے کہیں بہتر ہے۔ بے وقوفی کی دس باتیں کرنے کی بجائے کام کی ایک بات ہی کر۔ بے دھیانی میں سو حیر چلانے کی بجائے سوچ سمجھ کر ایک ہی چلاوے۔ وہ بات چسپ کر بھی نہ کر کہ اگر وہ ظاہر ہو جائے تو (شرمندگی کی وجہ سے) تیرا چراہٹا پڑ جائے۔ دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر بھی غیبت نہ کر، ہو سکتا ہے کوئی دوسری طرف کان لگا کر بیٹھا ہو، انسان کا دل رازوں کا قید خانہ ہے جو منہ کے ذریعے نکلتے ہیں لہذا رازوں کے شہر (دل) کا دروازہ (منہ) بند رکھنا کہ راز راز ہی رہے۔ عقلمند نے اسی لیے منہ گوی رکھا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ شمع زبان سے ہی جلتا شروع ہوتی ہے۔

## سبق

بے ہودہ گوئی اور فضولیات کی بجائے خاموشی ہی اچھی ہے جو انسان کو پردہ کار بناتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں اسی فیصد گناہوں کا تعلق زبان سے ہے ہائی میں فی صد کا دیگر اعضاء سے حدیث میں زیادہ بولنے اور ناجائز بولنے کے بہت زیادہ نقصانات بیان فرمائے گئے۔ ایک شخص نے جب عرض کیا کہ مجھے سب سے زیادہ خطرہ کس گناہ کا ہو سکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا! اس کا (مشکوۃ) اور آپ نے فرمایا! کون ہے جو مجھے اپنی شرمگاہ اور زبان کی ضمانت دے؟ اس کے بدلے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں (رواہ بخاری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کبھی بندہ اپنی زبان سے اللہ کی رضا والا کلمہ نکالتا ہے تو اس کے درجے بلند کر دیے جاتے ہیں اور کبھی اللہ کی ناراضگی والا کلمہ نکال دے تو جہنم میں گرادیاجاتا ہے (بخاری) اسی لیے کہتے ہیں ”بھینرے روں نالوں چپ چٹکی“





## (149) رازداری

ایک ترک بادشاہ نے ایک مرتد اپنے غلاموں کو ایک راز کی بات کہہ کر کہا! یہ بات کسی کو نہ بتانا، ایک سال تک تو وہ بات چھپی رہی مگر سال کے بعد سارے ملک میں پھیل گئی۔ بادشاہ نے جلاؤ کو حکم دیا کہ ان سب غلاموں کی گردنیں ازادی جائیں، ایک غلام نے جرات کرتے ہوئے کہا! ان بے گناہوں کو کیوں مارتے ہو یہ گناہ تو تجھ سے ہی صادر ہوا ہے اگر تو ان کو نہ بتاتا تو بات نہ پھیلتی، تجھے چاہیے تھا کہ (راز کے اس) جسٹس کو جاری ہی نہ ہونے دیتا اب جبکہ سیلاب بن گیا ہے تو اس کے آگے بند باندھتے کا کیا فائدہ؟ راز کی بات اس کے سامنے نہ بیان کر جو ہر کسی کے سامنے لگتا پھرتا ہے۔ جواہرات چاہے خزانچوں کو دے دے مگر راز کو اپنے پاس ہی رکھ۔ کہنے سے پہلے بات قبضے میں ہوتی ہے، کہہ دی تو قبضہ ختم۔ بات ایک جن ہے جو دل کے کنویں میں قید ہے اس کو زبان اور تالو پہ مت لا۔ دیو کا راستہ کھولنا آسان ہے مگر اس کو پکڑنا مشکل ہے۔ دیو بچھرے سے نکل جائے تو لا حول پڑھنے سے واپس نہیں آتا۔ مٹکی گھونڈنے کی رسی تو بچھ بھی کھول سکتا ہے مگر کھلنے کے بعد اس کو رستم بھی نہ پکڑ سکے گا۔ تو وہ بات زبان پہ لاتا ہی کیوں ہے کہ جو تجھے معیبت میں ڈال سکتی ہے؟ ایک بے وقوف کسان نے اپنی بیوی کو کیا خوب کہا! بات کرنی ہے تو سمجھ کے کر ورنہ چپ رہو۔

### سبق

راز کو محفوظ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ راز دان کے سامنے بھی ظاہر نہ کیا جائے اور اپنے سینے کو راز کی قبر سمجھ کر اس میں دفن کر دیا جائے۔ اگر ایک کو بھی بتا دیا جائے اگر چہ وہ کتنا ہی با اعتماد ہو تو اس کے محفوظ رہنے کی کوئی ضمانت نہ رہے گی۔



## (150) جاہل کی سلامتی خاموشی میں ہے

ایک خوش اخلاق گدزی پہنے ہوئے کتنا ہی عرصہ مصر میں خاموش چمھتا رہا۔ ہر طرح کے لوگ دور و نزدیک سے اس کے پاس پروانہ دار آتے ایک دن اس نے سوچا کہ مرد تو زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے، اگر میں اس طرح چپ رہا تو میری دانشوری تو چھپی رہے گی۔ آخر کار ایک دن اس نے زبان کھولی تو ہر کسی نے جان لیا کہ اس سے بڑا تو احمق ہی کوئی نہیں! سب عقلمند بھاگ گئے اور وہ خود بھی مسجد کی محراب پہ یہ لکھ کر بھاگ گیا! کاش میں ششے میں اپنے آپ کو دیکھ لیتا اور بولنے کی حسرت نہ ہی کرتا۔ میں نے اپنی بد صورتی کے باوجود جو پردہ اٹھایا ہے تو صرف اس لیے کہ اپنے آپ کو خوبصورت سمجھ بیٹھا۔ کم کو جلدی مشہور ہو جاتا ہے اگر بول پڑے تو بھانگتا ہے۔ عقل مند کے لیے خاموشی عزت و وقار ہے اور بے وقوف کے لیے پردہ ہے، زیادہ بولنے سے عالم کی حیثیت کم ہو جاتی ہے اور جاہل کی پردہ دوری، جب تک راز دل میں ہے تجھے اس کو ظاہر کرنے کا اختیار ہے لیکن جب ظاہر ہو گیا تو پھر چھپانا محال ہے۔ قلم سے راز داری کا سبق سیکھ کہ جب تک اس کے سر پہ چھری نہ چلی اس نے راز ظاہر نہ کیا (تراشنے کے بعد ہی قلم لکھتی ہے گویا راز اٹھاتی ہے مگر سر کٹا کر) یا انسانوں کی طرح ہوش سے بات کر یا پھر چوپایوں کی طرح خاموش رہ۔ انسان عقل و کلام سے ہی ممتاز ہوتا ہے، طوطی کی طرح خوش ادائی سے بات کر اور نادان نہ بن۔

### سبق

جاہل کو اپنی جہالت چھپانے کے لئے ضروری ہے کہ خاموش رہے جیسا کہ لے گا تبھی اس کی جہالت شست از ہام ہو جائے گی اور مجرم مکمل جائے گا۔ اب سمجھتا دیکھتا ہو کہ جب چڑیاں چک گئیں کہیت۔



## (151) خاموشی آفت سے بچاؤ کا ذریعہ ہے

ایک بندے نے لڑائی میں زبان سے غلط بات کہی تو لوگوں نے اس کا گریبان پھاڑ دیا، مار کھا کر ایک طرف پیٹھ کر رہا تھا کہ ایک واقف مند نے کہا! اگر تو غصے کی طرح منہ بند رکھتا تو پھول کی طرح تیرا گریبان نہ پھٹتا۔ پریشان شخص بے پردہ لاف زنی کرتا ہے اور طنزورے کی طرح فضول بولتا رہتا ہے، زبان تو آگ کے شعلے کی طرح ہے پانی کے ایک چھینٹے سے بجھایا جاسکتا ہے۔ اگر تو ہنرمند ہے تو بولنے کی ضرورت نہیں تیرا ہنر خود ہی تیرا تعارف کرائے گا۔ خالص سکوت ہی واسلہ کو یہ بتاتے کی ضرورت نہیں کہ بڑی خوشبودار ہے۔ مغربی سونا رکھنے والے کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں کہ خالص ہے کسوفی خود ہی بتا دے گی۔ جیسے میرے (سعدی کے) بارے میں کئی لوگ کہتے ہیں کہ سعدی کم عقل اور ضرور ہے لیکن مجھے قسم اٹھا کر اپنی اہلیت ثابت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ حاسد لوگ میری کھال تو اتار سکتے ہیں مگر میرا دماغ نہیں پاسکتے کہ میرے مقابلے میں محام پیش کر سکیں۔

### سبق

بعض دفعہ زبان کھلتے ہی معیبتوں کا دروازہ کھل جاتا ہے اور چپ رہنے سے سلامتی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی کہ انسان جب صبح کرتا ہے تمام اعضاء زبان کے سامنے آدھڑائی کرتے ہیں کہ ہم تیرے رحم و کرم پہ ہیں خدا کے لیے سیدی سیدی رہنا! تو اچھا بولے گی تو ہماری عزت ہوگی اور تو غلط بولے گی تو (تو بول کر مت) میں چھپ جائے گی اور لوگ پٹائی ہماری کریں گے (ہماری بے عزتی کریں گے)۔ (مشکوٰۃ) حضور علیہ السلام نے فرمایا من صمت نجوا۔ جو چپ رہا نجات پا گیا۔ اور فرمایا بندے کے ایمان کی خوبی یہ ہے کہ ہر لاف یعنی بات کو ترک کر دے (مشکوٰۃ)



## (152) ایک چپ ہزار مسکھ

(نورولیم کے مشہور بادشاہ) مفند الدولہ کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا اور صبر کا چارہ نہ رہا، ایک بزرگ نے اس کو نصیحت کرتے ہوئے کہا! جو جنگی پرندے تو نے قید کر رکھے ہیں ان کو آزاد کر دے۔ اس نے صبح ہوتے ہی تمام پرندے و خجروں سے رہا کر دیے لیکن ایک خوبصورت آواز والی بلبل کو بدستور باغ کی محراب پہ خجروں سے لٹکائے رکھا۔ لڑکے نے بلبل کو دیکھا اور نہیں کر کہا! تجھے تیری اچھی آواز نے پھنسا رکھا۔ بے شک نہ کہی ہوئی بات پر کوئی بھی دلیل نہیں مانگتا ہمیشہ کچھ کہنے کے بعد ہی دلیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔ جیسے ایک عرصہ میں (سعدی) نے شعر کہنے چھوڑ دیئے تو لوگوں نے مجھ پر تنقید کرنی چھوڑ دی، دنیوی آرام تو اس کو ہی ملتا ہے جز مخلوق سے کنارہ کش ہو جائے، لہذا مخلوق کے عیب ظاہر کرنے کی بجائے ان کے عیبوں سے کنارہ کش ہو جاؤ اور اپنے عیبوں کی طرف و حیاں کر۔ اگر وہ بے ہودہ نہیں تو ان کی بکواس پہ کان نہ دھراؤ اگر وہ نیٹے ہو جائیں تو آنکھیں بند کر لے۔

### سبق

بعض لوگ (غلام) شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی اس طرح کی باتیں پڑھ کر کچھ نہ کچھ صلاحیت ہونے کے باوجود ابھی چپ شاد بن کر بیٹھ جاتے ہیں کہ من صنف قد استعجف۔ جس نے لکھا وہ نشانہ بنایا گیا لہذا گوئیے بہرے ہو جاؤ اور اس حدیث کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس علم سے اللہ کی پناہ مانگی ہے جس سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے۔ لہذا ہذا حرام بن کر پڑا رہنے کی بجائے قلم و زبان سے ذریعہ اپنے علم سے مخلوق کو فائدہ پہنچایا جائے بہت سارے علما، آج اس مرض کا شکار ہیں جبکہ بزرگ فرماتے ہیں۔ ویلی نہ ہو کچھ کر دی رہو خانی بھانڈا بھری رہو (شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ)



## (153) جوشیلا مرید

ترک سپاہی ایک رنگیں مجلس میں گاجار ہاتھا کہ کسی پیر کے جوشیلے مرید نے  
برداشت نہ کرتے ہوئے ان کی دف اور سارنگی کو توڑ دیا، ترکوں نے اس مرید کو بالوں سے  
ایسے ہی پکڑ لیا جس طرح سے اس نے ستار کو تاروں سے پکڑا تھا اور ایسے ہی پٹا جس طرح  
دف کو پٹا جاتا ہے، ساری رات درد کی وجہ سے سونہ سکا، اگلے روز پیر صاحب کی خدمت  
میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا تو پیر صاحب نے فرمایا

۔ نخواستی کہ ہاشی چو دف روئے ریش

چو چنگ اے برا در سر انداز پیش

اے بھائی اگر تو اپنا چہرا پناہ کر دف کی طرح زخمی نہیں کرا، اپنا ہاتھ تو تھپے چاہیے

تھا کہ سر کو جھکا دیتا اور کہتا

۔ سر حلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

## سبق

ہر کام میں حکمت عملی ضروری ہے اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا ادع الہی  
صییل ربک بالحکمة و المو عظة الحسنة۔ لوگوں کو اپنے پالنے والے کی راہ کی  
طرف دلاتی اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ جوش کو ہوش پر غالب نہیں آنا چاہیے ورنہ نتیجہ  
خطرناک ہوگا۔ سعدی فرماتے ہیں دو شخص جارہے تھے کہ انہوں نے دیکھا لڑائی ہو رہی ہے

گردوغبار شور و غل کے ساتھ جوتے اور ڈنڈے چل رہے ہیں، ان میں سے ایک تو کنارے پر بیٹھ گیا جبکہ دوسرے نے جوش میں آکر لڑائی میں چھلانگ لگا دی اور زخمی ہو کر واپس آ گیا، سر میں کان آنکھیں اور دل میں سمجھ اس لیے رکھی گئی ہے کہ سوچ سمجھ کر کام کرنے اس لیے کہ تو جانے فلاں لبہ ہے فلاں چھوٹا (یہ تو ایک احمق بھی جانتا ہے)

۔۔۔۔۔ کے خوشتر از خوشن دار نیست  
کہ با خوب دزشت کسش کار نیست



## (154) پردہ پوشی

مشہور ولی اللہ اور صوفی بزرگ حضرت داؤد طائفی علیہ الرحمۃ کے سامنے کسی شخص نے ایک بزرگ کے متعلق کہا کہ میں نے فلاں جگہ اس کو نشہ میں مست پڑا ہوا پایا ہے اس حالت میں کہ اس کا لباس اور پگڑی تے آلود تھی اور کہتے اس کو چاٹ رہے تھے۔ حضرت داؤد طائفی نے یہ بات سن کر ناگواری ظاہر کی اور اس شخص کو فرمایا! اگر تو اس کا خیر خواہ ہے تو اس کو دہاں سے اٹھا دو وہ شخص یہ سن کر شرمندہ سا ہو گیا اور ایسے حیران ہو کر کھڑا رہ گیا جیسے گدھا کچڑ میں پھنس کر کھڑا رہ جاتا ہے کیونکہ غیبت کرنے سے اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ مجھے آگے سے ایسا جواب ملے گا کہ ۔۔۔ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ مجبوراً جانا پڑا اور کندھوں پہ اٹھا کر لانا پڑا۔ اٹھا کر لارہا تھا۔ اور لوگوں کے طعنے سن رہا تھا کوئی کہتا! کیسے درویش ہیں کیا تنوئی و پار سائی ہے، کسی نے کہا! کندھوں والا پرادہ پوش ہے اور اٹھانے والا بھی نیم مست تو ہے۔۔۔ بد سے بدنام ہوا۔ (سعدی فرماتے ہیں) عوام کی اہل طعن سے تو گردن پہ دشمن کی تلوار کا چل جانا بہتر ہے۔۔۔ خس کم جہاں پاک۔ بڑی مشکل سے اس کو ٹھکانے پہ چھوڑ کر آیا اور پوری رات شرمندگی سے نہ سویا۔ دن کو پھر مرشد کامل حضرت داؤد طائفی کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے ہنس کر فرمایا

مریز آبروئے برادر بکوئے  
کہ دہرت بریز دہشہر آبروئے

### سبق

کسی کے عیب بیان کرتے والا آخر خود بھی رسوا ہو جاتا ہے، اہل اللہ پر دو پوش ہوتے ہیں اور کسی کی برائی سن کر خوش ہونے کی بجائے پریشان ہو جاتے ہیں اور اس کی

اصلاح کی کوشش فرماتے ہیں جبکہ نخبیت کو حدیث میں زنا سے شدید قرار دیا گیا ہے۔  
جب اللہ کے بندے اس قدر پردہ پوش ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ستاری کا کون اندازہ  
لگا سکتا ہے۔





## (155) غیبت

ایک شخص نے کسی عالم ربانی کے سامنے کسی کی برائی بیان کی تو عالم دین نے فرمایا! میرے سامنے کسی کی برائی کر کے میری نگاہوں میں اپنا مرتبہ نہ لگتا ہو سکتا ہے تیری زبان سے فلاں کی برائی من کر میری نظر میں فلاں کا درجہ تو گھٹ جائے لیکن اس سے تیرا مقام تو میرے نزدیک زیادہ تہ ہو جائے گا۔

### سبق

عقل مند کسی کی برائی کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا، کیونکہ جسکی برائی کرنا مقصود ہے اگر وہ واقعی برا ہے تو وہ اپنی بدنامی اور برائی کی وجہ سے دشمنی کر لے گا اور اگر وہ برا نہیں ہے تو اس کی برائی کرنے والا بذات خود برا ٹھہرے گا۔ گویا ہر صورت میں کسی کو برا کہنے والا اپنی ہی کھال اوجھڑتا ہے۔ کسی کو برا کہنے کے لیے تو پھر دلیل کی ضرورت پڑے گی مگر برا کہنے والا تو برا ظاہر کر رہا ہے، اس کے برا ہونے کے لیے تو دلیل کی بھی ضرورت نہیں، لوگوں کی بدگوئی کرنے کا عادی اگر سچ بھی کہے تو برا ہے کیونکہ چغل خور کے برا ہونے میں کسی کو شک ہو سکتا ہی نہیں ہے۔



## (156) چوری اور چغلی

ایک شخص نے ایک دن ایک بات کہی کہ ”غیبت سے تو چوری اچھی ہے“ اس وقت تو میں نے اس کی اس بات کو مذاق سمجھا اور مجھے یہ بات عجیب لگی لیکن جب اس نے دلیل دی تو مجھے (سعدی) کو مانے بغیر چارہ نہ رہا۔ اس نے کہا! چور تو بیادری کرتا ہے کہ لوگوں سے چھین کر اپنا پیٹ پالتا ہے اور چغل خور کیسا بے وقوف ہے کہ نامہ اعمال بھی سیاہ کر لیتا ہے اور پیٹ بھی خالی کا خالی۔

### سبق

حضرت نذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا لا یدخل الجنة فئات (مشتق علیہ) چغل خور جنت میں نہیں جاسکتا۔



## (157) حسد اور چغلی

(شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بغداد کے (مدرسہ نظامیہ میں دورانِ تعلیم میرادخلیفہ لگا ہوا تھا، پڑھنے کے علاوہ کچھ کام نہ تھا، خوب محنت ہو رہی تھی حدیث کا مفہوم بیان کرتا تو سب عیش و عشرت کراٹھتے۔ ایک طالب علم میری اس لیاقت و قابلیت پر حسد کرنے لگا، میں نے استاد محترم سے اس کی شکایت کر دی تو استاد صاحب نے غصے میں آکر فرمایا! تو عجیب آدمی ہے کہ اس کا حسد تو تجھے پسند نہ آیا اور میرے سامنے اس کی بغیبت کرنا تجھے بہت اچھا لگا۔ اگر وہ حسد کر کے روزِ بخ جائے گا تو تو بغیبت کے راستے سے اس سے پہلے جہنم رسید ہوگا۔

### سبق

حسد اگرچہ بہت برا ہے کہ ٹیکوں کو ایسے جلادیتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو مگر بغیبت کی ایک بات کے بارے میں حدیث شریف میں ہیں۔ لَقَدْ قُلْتُ كَلِمَةً لَوْ مَزَجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزْجَتْهُ (ترمذی) اگر سمندر میں ڈال دی جائے تو سارا سمندر کڑا ہو جائے۔



## (158) حجاج کے ظلم کی شکایت اور بزرگ کا جواب

ایک شخص نے کسی بزرگ کے سامنے حجاج بن یوسف (ولید بن عبد الملک کی طرف سے عراق کے ظالم گورنر) کے ظلم کی شکایت کی کہ بڑا خون خوار ہے اور اس کا دل پتھر کے سیاہ گڑے کی طرح ہے۔ مخلوق کی آہ و فریاد سے تو نہیں ڈرتا اللہ ہی اُسے پوچھے۔ بزرگ نے ساری بات سنی اور شکایت کرنے والے کو بزرگ نہ نصیحت کی۔ کہ اگر حجاج سے ظلم کا حساب ہوگا تو تجھ سے اس کی نصیحت کرنے کا حساب بھی ہوگا۔ تو اس کی بات اس تک اسی رہنے دے اللہ تعالیٰ خود اس کا علاج کر دے گا، اور جہاں تک میرا معاملہ ہے تو مجھے نہ اس کا ظلم پسند ہے اور نہ تیری چغلی بُد بخت تو گناہ کر کے نامہ اعمال سیاہ کر کے روزِ رنج جاتا ہے اور چغلی کرنے والا چغلی کر کے اس کے پیچھے روڑ لگا دیتا ہے کہ اکیلے کیوں جاتے ہو مجھے بھی ساتھ لے جاؤ

۔ ایں کا راز تو آید و مرداں جنیں کنند

### سبق

گنہگار کی نصیحت کرنے والا بھی اس سے کم نہیں ہے کہ وہ اپنے گناہ کی وجہ سے اور یہ اسکی نصیحت کی وجہ سے جہنم کی طرف رواں دواں ہے۔



## (159) اپنوں کا لحاظ

میں (سعدی) نے ایک بار کسی درویش صوفی کے بارے میں سنا کہ وہ مذاق میں کسی لڑکے سے ہنس پڑا۔ دوسرا درویش یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے یہ بات لوگوں کے سامنے اچھال دی کہ اس صوفی کی نیت اس لڑکے کے بارے میں خراب لگتی ہے تبھی مذاق کر رہا تھا۔ ایک صاحب نظر کو یہ بات پہنچی تو اس نے خوب جواب دیا

مذہر پردہ پر یار شور یدہ حال

نہ طہیت حرام است و نہ بیت حلال

اپنے صوفی بھائی کی پردہ دردی نہ کر اگر مذاق حرام ہے تو نہ بیت کب حلال ہے۔

### سبق

اپنے ساتھیوں کی غلطیوں سے دور گزر کر نا چاہیے کیونکہ انکی غلطیوں کو اچھالنا اپنے آپ کو ہی تنگ کرنے کے مترادف ہے۔



## (160) ظاہری و باطنی طہارت

بچپن میں جب مجھے (سعدی کو) دائیں ہاتھ کی بھی پہچان نہ تھی، مجھے روزہ رکھنے کا شوق پیدا ہوا، وضو کرنے کا طریقہ بھی مجھے کا ایک عبادت گذر اٹاتا کہ پہلے وضو میں بسم اللہ پڑھا سنت ہے دوسری سنت نیت کرنا ہے پھر ہاتھ دھونا، وغیرہ وغیرہ اور اس عبادت گذار نے کہا! مجھ سے بہتر وضو کا طریقہ کوئی نہیں جانتا، وضو کرتے کرتے ہی بوڑھا ہوا ہوں۔ جبکہ وہ یہاں لوگ تو وضو کرنا جانتے ہی نہیں۔ ایک دیہات کا نمبردار اس پوز سے عبادت گذار کی یہ بات سن کر غضبناک ہو گیا اور بولا! اے مردودِ غیث! تو اس بچے کو (امام شافعی کے مذہب پر) روزے کی حالت میں مسواک کرنا تو ناجائز بتا رہا ہے مگر کیا روزے کی حالت میں (چٹنلی کر کے تیری طرح) مردہ انسان کا گوشت کھانا جائز ہے؟ اب مجھ سے بھی سن! پہلے ناجائز باتوں سے منہ دھو جیسے کھانے والی چیزوں سے دھویا جاتا ہے، کسی کا نام زبان پہ آجائے تو چٹنلی نہ کر بلکہ عزت سے نام لے، اگر تو لوگوں کو گدھا کہے گا تو تجھے بھی کوئی انسان نہ کہے گا۔ میری پس پشت میرے بارے میں ایسی ہی بات کر جیسے میرے سامنے کرتا ہے۔ اگر تجھے کسی انسان کے سامنے غلط بات کرنے سے شرم آتی ہے تو اللہ جو ہر وقت دیکھ رہا ہے اس سے بھی شرم کر اور پھر اپنے آپ سے بھی شرم کہ تجھے اگر اور کوئی نہیں دیکھ رہا تو خود تو اپنے آپ کو دیکھ رہا ہے۔ سبحان اللہ:

### سبق

اگر ظاہری طہارت کے لیے وضو غسل کی ضرورت ہے تو باطنی پاکیزگی کے لیے بھی بری صفات کا چھوڑنا بہت ضروری ہے اس حکایت میں بڑے ہی اچھوتے انداز میں اس تصور کو اجاگر کیا گیا ہے۔



## (161) کافر سے صلح مومن سے جنگ؟

چند درویش کچھ دیر کے لیے خلوت نشیں ہوئے تو اس میں سے ایک نے کسی کی نصیحت شروع کر دی۔ دوسرے نے اس سے سوال کیا کیا کبھی تو نے فرنگی دشمن سے لڑائی لڑی ہے؟ اس نے کہا! نہیں میں نے تو کبھی گھر سے باہر قدم بھی نہیں رکھا۔ دوسرے روشن دل درویش نے کہا! تو کتنا بد نصیب ہے کہ دشمن تو تیری جنگ سے محفوظ رہا اور ایک مسلمان بھائی کی نصیحت کر کے اپنی زبان سے اس کو ایذا پہنچا کر تو اللہ رسول سے جنگ کا مرکب ہو رہا ہے۔

### سبق

مسلمان بھائی کی نصیحت کرنے والا کافروں سے توجہ نہیں کرتا جس کا حکم دیا گیا ہے اور اپنی زبان کی تلوار سے مسلمانوں کے درجے آزار ہے۔

— ہو حلقہ یاراں تو ہریشم کی طرح نرم  
— رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن  
(اقبال)



## (162) ایک دیوانے کی بات

مرغز (شہر) کے دیوانے نے ایک دن ایسی بات کہی کہ جس کو سن کر تو حسرت سے اپنے ہونٹ چبالے گا۔ اس نے کہا اگر میں کسی کی غیبت کروں تو اپنی ماں کو اس کا زیادہ مستحق سمجھتا ہوں کیونکہ جس کی غیبت کی جاتی ہے بندہ اپنی نیکیاں اس کے حوالے کر دیتا ہے تو دوسروں کو اپنی نیکیاں دینے کی بجائے کیا یہ بہتر نہیں کہ اپنی ماں کی غیبت کر کے اپنی نیکیاں اس کو دے دی جائیں۔

(سعدی فرماتے ہیں) اگر تیرا دوست تیرے سامنے نہیں تو اس کی دو چیزیں تجھ پر حرام ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا مال ناحق طریقے سے نہ کھا۔ اور دوسرا یہ کہ اس کا نام برائی سے نہ لے۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو تجھ سے نیکی کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی، جو اگر کسی کی برائی میرے سامنے کر سکتا ہے تو میری برائی دوسروں کے سامنے بھی ضرور کرتا ہوگا۔ عقل مند وہ ہے جو جہان سے غافل ہو کر اپنے آپ میں مشغول ہو جائے۔

### سبق

چند قسم کے لوگوں کی برائی کو جائز رکھا گیا ہے۔ (1) ظالم بادشاہ، تاکہ لوگ اس کے ظلم سے بچنا نہ ہو کر بچ جائیں یا متحد ہو کر اس کے ظلم کا خاتمہ کر سکیں۔ (2) فاسق و فاجر شخص کیونکہ جب گناہ کر کے وہ خود اپنی پردہ دری کر رہا ہے تو اس کا قتل نہیں کر اس کی پردہ پوشی کی جائے۔ (3) لیکن دین میں دھوکہ دینے والا، اس کی خوب تشہیر کی جائے تاکہ لوگ اس کے ساتھ معاملہ کرنے میں نقصان سے بچ جائیں۔ اسلاف و اجداد میں حدیث کے راوی بھی اس ضمن میں آتے ہیں تاکہ علم حدیث ہر قسم کی گڑبڑ سے محفوظ رہے۔





## (163) دن کا چور

جنگل سے ایک چور سیستان (خراسان کے شہر) میں آ نکلا۔ اس نے دوکاندار کو کچھ رقم دی تاکہ کوئی چیز کھانے کی خریدے، دوکاندار نے اس کی رقم میں سے ایک پیسہ دیا لیا۔ چور نے زور زور سے چٹخنا شروع کر دیا کہ یا اللہ! اب رات کے چوروں کو دوزخ میں ڈالنے کی بجائے ان دن کے ڈاکوؤں کو دوزخ میں ڈالنے کا انتظام کر۔

### سبق

معاملات میں ہیرا بھیری کرنے والا چوروں سے بھی بدتر ہے۔



## (164) ایک صوفی باصفا کا جواب

ایک شخص نے کسی صوفی سے کہا! کیا آپ کو معلوم ہے کہ فلاں شخص نے آپ کے بارے کیا بکواس کی ہے؟ صوفی صاحب نے جواب دیا! بہتر یہی ہے کہ تو چپ رہ! کیونکہ دشمن نے جو کیا ہے وہ میں نہ ہی جانوں تو بہتر ہوگا۔ دشمن کا پیغام پہنچانے والے دشمن سے بھی بدتر ہوتے ہیں۔ دشمن کی بات دوست کے پاس لانے والا درحقیقت اسی دشمن کا دوست ہوتا ہے۔ دشمن تو سامنے آکر عیب نہ بیان کر سکا لیکن اس نے وہ کام کرنا چاہا جو دشمن بھی نہ کر سکا۔ چغل خور پرانی جنگ کو تازہ کرنا چاہتا ہے اس لیے چغلی کر کے اچھے بھلے بندے کو قصہ دلا دیتا ہے۔ سوئے ہوئے فتنے کو اٹھانے والے سے محتاط ہو جا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ اس فتنہ باز کو اندھے کنویں میں قید کر دیا جاتا، دو آدمیوں میں جنگ کرانا آگ ہے جس پر چغل خور لکڑیاں پھینک رہا ہے۔

### سبق

ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی ادھر لے جا کر لگائی بھائی کرنے والا بظاہر دوست، دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔



## (165) فریدون کا وزیر

(امیران کے بادشاہ) فریدون کا وزیر بہت لائق، روشن ضمیر اور دور رس نگاہ رکھتا تھا۔ اللہ کا فرماں بردار ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ کا بھی تابع وار تھا۔ کہنے والوں کی طرح نہ تھا کہ لوگوں پہ بے جا ٹیکس لگا کر خزانہ بھرتا ہو۔ اور جو خدا کا نافرمان ہو اس کو بادشاہ سے بھی نقصان کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا، ایک شخص صبح سویرے بادشاہ کے پاس گیا اور دعا دے کر عرض کرنے لگا آپ مانیں یا نہ مانیں یہ وزیر آپ کا خفیہ دشمن ہے کیونکہ اس نے بہت سارے لوگوں کو اپنا مقروض بنالیا ہے اور شرط یہ لگائی ہے کہ بادشاہ کے مرنے پر قرض واپس لوں گا۔ گویا یہ آپ کی جلد موت کا خواہاں ہے۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر وزیر کی طرف دیکھا کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ وزیر نے آداب بجالاتے ہوئے عرض کہا اب جب کہ بات مکمل ہی ہوئی ہے تو میں عرض کر دیتا ہوں۔ مقروض تو میں نے لوگوں کو نہ کر وہ شرط پر بتایا ہے لیکن میرے حاسد نے نتیجہ غلط نکالا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کی موت جلد ہو بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ سارے مقروض آپ کی درازی عمر کے لیے دعا گو رہیں کیونکہ آپ کی عمر جتنی لمبی ہوگی اتنی ہی ان کو قرض کی ادائیگی میں مہلت مل جائے گی۔ تو کیا آپ نہیں چاہتے کہ لوگ آپ کی درازی عمر کی دعا کرتے رہیں؟ عقل مند لوگ تو دعا کو غیبت جانتے ہیں کیونکہ دعا ہی سے معائب کے حیرتوں کے جاسکتے ہیں۔ بادشاہ کو بات سمجھ آگئی اور اس کا چہرہ پھول کی طرح کھل اُٹھا اور وزیر کا مرتبہ پہلے سے بھی بڑھا دیا۔

### سبق

چغل خور بد نصیب ہے جو بد گوئی کے ذریعے دودستوں میں لڑائی کراتا ہے گویا

دو شخصوں میں آگ جلا کر خود ہی اس آگ میں جل مرتا ہے۔ سعدی فرماتے ہیں! جو خلوت کا مزہ کچھ لیتا ہے پھر لوگوں کی برائی سے زبان روک لیتا ہے۔ نفع والی بات کر! اگرچہ کسی کو پسند نہ آئے کیونکہ حق بات نہ کہنے والا قیامت کے دن شرمندہ ہوگا اور غصوں کرتے ہوئے جینیں مارے گا۔



## (166) اچھی بیوی

نیک اور فرماں بردار بیوی فقیر کو بھی ہاوشادہناتہی ہے۔ بادشاہوں کی طرح اپنے گھر میں خوشی کے پانچ نکارے بجا! اگر تجھے موافقت کرنے والی رفیقہ حیات نصیب ہے۔ سارے دن کے غموں کا غم نہ کر! اگر رات کو ٹنگسار جبری نخل میں ہے۔ جس کا گھر آباد اور محبت کرنے والی بیوی گھر میں ہو اس پر اللہ کی خصوصی رحمت ہے۔ خراب صورت اور باحیا بیوی والے کے لیے یہ دنیا ہی جنت ہے۔ اور اگر بیوی نیک اور خوش کلام ہو تو اس کا خراب صورت ہونا بھی کوئی ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ صفات بیویوں کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ ایسی بیوی کو شوہر کے ہاتھوں سرکہ بھی ملے تو حلوہ سمجھتی ہے جبکہ منہ چڑھی عورت حلوے کو بھی سرکہ سمجھتی ہے۔ ایسی بدخواہ عورت سے خدا بچائے یہ گویا کالا کوا ہے جو طوطے کے بنجرے میں بند ہے۔ گھر میں اگر منہ چڑھی بیوی بیٹھی ہو تو بہتر ہے کہ بندہ گھر کی بجائے قید خانے میں رہے۔ ایسے خاوند کا گھر سے باہر رہنا عید سے کم نہیں جس گھر سے عورت کی آواز بلند ہو اس گھر پر خوشی کا دروازہ بند سمجھنا بازاروں میں پھرنے والی عورت جس کے گھر میں ہو اس مرد کو گھر بیٹھے رہنا چاہیے۔ اگر عورت مرد کی بات پہ توجہ نہ دے تو مرد کو عورت کا لباس پہنا دینا چاہیے۔ جائیں اور بد چلن عورت، عورت نہیں بلا ہے۔ ایک جو کی حفاظت نہ کرنے والی گندم کے ڈھیر کی حفاظت نہیں کر سکتی۔ موافقت والی بیوی رکھنے والے کے ساتھ اللہ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے، جس کی بیوی بیگانوں کے سامنے قصے ایسا مروا دے آپ کو مرد کیوں کہتا ہے؟ گلشرے اڑانے والی عورت کا خاوند اگر اس کو روک نہ سکے تو اس کا گونگا بن جانا ہی بہتر ہے۔ عورت بیگانوں سے اندھی بہتر ہے اور بلا ضرورت گھر سے نکلنے سے قبر میں جانا بہتر ہے۔ آوارہ عورت کو برداشت کرنا بے غیرتی ہے۔ اس سے دور ہو جا بھرا اگر چہ مگر چھ کے

منہ میں چلا جا اپنی بیوی کو دوسروں کے سامنے لانے والا مرد نہیں نامرد ہے۔ دو شخص جو اپنی بیویوں سے تنگ تھے انہوں نے کیسا عجیب مکالمہ کیا، ایک نے کہا خدا کرے کسی کی بیوی بری نہ ہو دوسرے نے کہا اللہ کرے دنیا میں عورت ہی نہ ہو۔ ایک شخص ہر سال نئی بیوی کرتا اور کہتا ہر سال نئی بہتری ضروری ہے۔ تنگ جوتے پہننے سے تنگ پاؤں چلنا بہتر ہے اور گھر کے لڑائی جھگڑے سے سفر میں رہنا ہی اچھا ہے۔ عورت اگر چہ سرکش ہو لیکن اس میں اللہ نے سکون رکھا ہے (لِسْكَنِ الْيَهِيمِ، الْفُرَّانِ) اس لیے عورت کے گرفتار پر طعنہ زنی نہ کر کہ مجبور ہے، اگر (اے سعدی) تجھے بھی بیوی کا سامنا ہو تو اس کا ظلم سہلے مگر افسانہ کرے۔

## سبق

خوب میرت بیوی خوبصورت سے بہتر ہے کہ گھر کو جنت نظیر بناتی ہے اپنی عزت اور خاوند کے گھر کی محافظ ہوتی ہے اور اگر بری خوبصورت ہو مگر خوب میرت نہ ہو یعنی خاوند کی نافرمان ہو تو گھر جہنم کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ ایسے گھر سے سکون و رخصت ہو جاتا ہے۔ اولاد نافرمان ہو جاتی ہے۔



## (167) بیوی کا ستایا ہوا

ایک نوجوان نے ایک بزرگ کے سامنے اپنی بیوی کی نافرمانی کی شکایت کی کہ میں تو پہلی کے نچلے پاٹ کی طرح ہر وقت بوجھ اٹھائے رکھتا ہوں۔ بزرگ نے کہا! اگر صبر کرے تو اس میں کوئی شرم والی بات نہیں، اگر تو سارا دن نچلے پاٹ کی طرح ہوتا ہے تو رات کو اوپر والا پاٹ بھی تو توہی ہوتا ہے۔ جس پھول سے تو خوش دیکھتا ہے اس کے کانے کا بو چھین بھی برداشت کر۔

### سبق

میاں بیوی کی رفاقت عمر بھری کی ہوتی ہے اگر ایک دوسرے کے ہاتھوں کبھی کوئی ناگوار بات سامنے آئے تو خوشگوار حالات کا تصور کر کے ناگوار کی کو بھلا دینا چاہیے کیونکہ جس درخت کا پھل ہمیشہ کھایا ہوا اگر کبھی اس سے کوئی کاٹا چھو جائے تو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

درختیکہ پیوستہ بارش خوری  
حفل کن آئنگد کہ خارش خوری



## (168) اولاد کی تربیت

بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اسے نامحرموں کے پاس بیٹھنے سے روک دینا چاہیے کیونکہ روٹی کے پاس آگ جلانے سے ایک لمحے میں سارا گھر جل سکتا ہے۔ اپنی نیک نامی کے لیے اولاد کو آداب سکھانا ضروری ہے۔ ورنہ تیرے بعد تیرا کوئی جانشین نہ ہوگا۔ نزاکت سے پلنے والی اولاد بہت سختیاں جھیلیں ہے۔ لہذا اولاد کو عقل مندی اور پریہیزگاری کی تربیت دے، اچھے برے کی پہچان سکھا اگرچہ ڈانٹنا ہی پڑے ہاں پیار سے زیادہ کام لیا جاسکتا ہے۔ تیرے پاس دولت کے انبار بھی ہوں تو اولاد کو ہنر سکھا ہو سکتا ہے۔ دولت ہاتھ میں نہ رہے۔ ایسی صورت میں ہنر اس کے کام آئے گا زمانے کی گردش سے مختلف ملکوں کا سفر بھی کرنا پڑ سکتا ہے ہنر پاس ہوگا تو دست سوال کسی کے سامنے نہ پھیلا نا پڑے گا۔ میں (سعدی) نے بھی بچپن میں بزرگوں کے تعظیم کھا کھا کر یہ مرتبہ پایا ہے کہ جنگلوں کی خاک چھانٹنے اور دریائی سفر کرنے سے۔ ہمیشہ خادم ہی مخدوم بنتا ہے جو استاد کی مار نہ سہہ سکے اسے زمانے کی سختیاں سہی پڑتی ہیں اپنے بچے کی جائز خواہشات پوری کرنا کہ کسی کا دست نگر نہ ہو۔ جو والدین اولاد کی تربیت میں سختی کو جائز نہیں سمجھتے ان کی اولاد جب غیروں کے ہاتھ لگتی ہے تو ضرور آڑا ہو جاتی ہے۔ اولاد کو نرمی محبت سے بھراور نہ بد بخت اور گمراہ ہو جائے گی۔ ہجڑوں، بے غیرتوں، ملنگوں، قلندروں کی محبت میں بیٹھنے والا بیٹا باپ سے پہلے ہی مر جائے تو بہتر ہے۔

## سبق

والدین کو کبھی بھی اپنی اولاد کی تربیت کے سلسلے میں غافل نہیں ہونا چاہیے، ہر



طرح سے اولاد کی تربیت کا فریضہ سرانجام دینا چاہیے، دینی طریقے کے مطابق اولاد کی تربیت ہوگی تو ایسی اولاد بڑھاپے میں والدین کا سہارا اور وفات کے بعد ان کی نیک نامی کا باعث ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے **مروا صبیانکم اذا بلغوا سبعا واخصروہم اذا بلغوا عسرا** ”بچہ سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کی زبانی تلقین کرو اور اگر دس سال کی عمر کو پہنچ جائے تو اس پر سختی کر کے اس کو نازی بناؤ یعنی مارنے سے بھی دریغ نہ کرو۔“



## (169) زمانے کی روش

دنیا سے وہی بچا ہوا ہے جو گوشہ نشین ہو گیا ہے۔ ورنہ اس دنیا نے کسی کو معاف نہیں کیا خواہ کوئی ریاکار ہو یا حق پرست، کوئی اگر فرشتے کی طرح آسمان سے اترتا ہے تو لوگوں کی بدگمانی سے وہ بھی نہیں بچ سکا۔ وجہ کے آگے بند تو باندھا جاسکتا ہے لیکن لوگوں کی زبان بند نہیں کی جاسکتی۔ جو سر سے پاؤں تک گناہوں میں لٹھڑے ہوئے ہیں وہ اولیاء اللہ کو کہہ رہے ہیں کہ یہ خشک پرہیزگار ہیں اور رونی کے چکر میں ہیں۔ تجھے بدول نہ ہونا چاہیے کیونکہ جزا اللہ نے دینی ہے لوگ اگر تجھے ذرہ برابر بھی وقعت نہ دیں تو پروا نہ کر۔ خدا اگر راضی ہو جائے تو خدائی جو چاہیے کہتی پھرے پروا نہیں۔ مخلوق کا بدخواہ خدا آگاہ نہیں ہو سکتا، نہ وہ کسی منزل پر پہنچ سکتا ہے کیونکہ اس نے پہلا قدم ہی غلط رکھا ہے۔ ایک ہی بات دو بندے سے سننے ہیں تو نتیجہ نکالنے میں ایک فرشتہ ہوتا ہے دوسرا شیطان۔ تاریکی میں رہنے والا سورج سے استناد نہیں کر سکتا، شیطان صفت انسان نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اگر تو شیر بنے یا لومڑی ایسا شخص تجھ پہ ضرور تنقید کرے گا نہ اس کے سامنے تیری شیر جیسی بہادری کام آسکتی ہے نہ لومڑی جیسی چالاکی۔ اگر کوئی تنہائی میں بیٹھ جائے تو اس کو مکار کہیں گے یا دیو کہ انسانوں سے بھگتا ہے کوئی نہیں کھد اور مفسد ہے تو اس کو بے حیا گردانیں گے کوئی مالدار ہے تو اس کو فرعون و قارون ثابت کر دیں گے کوئی فقیر و غنکدست ہے تو اس کی غربت کو بدبختی پر محمول کریں گے۔ کوئی اگر مرتبہ و مقام سے گر جائے تو خوشیاں مناکیں گے کہ اس کا تکبر ٹوٹا ہے یہ بھی فرعون بنا ہوا تھا۔ اگر کسی غریب کی اللہ تعالیٰ مدد کرے اور اس کو مالدار بناوے تو کہیں گے کیسا کمبخت زمانہ ہے جو کینوں کو اوپر لا رہا ہے۔ اگر تیرا کاروبار ٹھیک چل رہا ہو تو تجھے دنیا دار اور لالچی کہیں گے۔ اور اگر تو ان کی مان کر گھر بیٹھ جائے تو تجھے

ہنکاری اور بدحرام، کچی پکائی کھانے والا کہیں گے۔ اگر تو بولے گا تو تجھے کواسی طلبہ کہیں اور تو خاموش ہو جائے تو تھام کی تصویر بنائیں گے۔

بردار لوگوں کو بزدل اور زبردست شخص کو پاگل کہتے ہیں۔ کم کھانے والے کے بارے میں کہیں گے کہ اس کا مال تو دوسروں ہی کے کام آئے گا اور کھانے پینے والے کو بیٹھ کہیں گے، کوئی مالدار اگر ساری زندگی گزارے اور زیب و زینت کو مار سمجھے تو کموار کی طرح زبان چلائیں گے کہ بڑا سنجوس ہے۔ اور اگر کوئی کوٹھی چنگے میں ٹھانڈا ہاتھ سے رہنے لگے تو اس کو عورتوں کی طرح جناں سنگھار کا طعنہ دیں گے۔ کوئی جتنا بھی عبادت گزار ہو اگر اس نے سفر نہیں کیا تو سیاح لوگ اسے مرد ہی نہیں سمجھتے کہ بیوی کے پیادوں میں بیٹھنے والا ہے۔ جہانگیرہ شخص کو یوں طعنہ دیں گے کہ بد بخت سر پھرا ہے اگر اس کے پاس کچھ ہوتا تو شہر سے باہر نکلتا۔ کوئی اگر شادی نہ کرانے تو اس کو زمین کا بوجھ قرار دیتے ہیں اور اگر کرا لے تو شہوت پرست اور کچھڑ میں پھنسے ہوئے گدھے سے سمیٹہ دیتے ہیں الفرض لوگوں کی طاقت سے نہ کوئی بد صورت بچ سکا اور نہ کوئی خوب رو، لہذا اس بات کی پرداہ کیے بغیر کہ کوئی کیا کہتا ہے اپنے کام میں لگے رہنا چاہیے۔

## سبق

دنیا والے کسی کو معاف نہیں کرتے اس لیے مخلوق کی مدح و ذم سے بے نیاز ہو کر خالق کو راضی کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے جو بندے کے معمولی عمل کی بھی بہت قدر فرماتا ہے۔

ان الله شاکر علیم (الفرآن)



## (170) بدزبانی

مصر میں میرا ایک نوکر تھا جو شرم کی وجہ سے نگاہیں چمکائے رکھتا۔ کسی نے مجھے کہا! اس کی گوشمالی بھی کیا کر! آکھ اس کو کچھ عقل و ہوش آئے۔ ایک دن میں نے جب اس نوکر کو ڈانٹا تو وہی شخص جس نے مجھے نوکر کی گوشمالی کرنے کو کہا تھا وہ مجھے کہنے لگا۔ مسکین پر کیوں ظلم کرتا ہے۔

تو یہ دنیا والوں کی حالت ہے کہ اگر تجھے غصہ آئے تو پاگل و بے عقل کہنا شروع کر دیتے ہیں اور اگر تو قتل سے کام لے تو بے غیرت ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ کوئی سخاوت کرے تو اس کو "ہاتھ ہولا" رکھنے کا مشہورہ دیتے ہیں اور کوئی کفایت شعاری سے کام لے تو اس کو کجیوس کھی چوس کہتے ہیں۔ اور طعن کریں گے کہ یہ کمینہ بھی باب کی طرح چھوڑ کر بے نصیب ہی مرے گا۔ انا وینا دہروں کی بدزبانی سے جب اللہ کے نبی نہ بن سکے تو اور کون بچے گا۔ تو پیغمبروں کی بات کرتا ہے؟ کیا لوگوں نے خدا کے لیے بیٹے اور بیوی ثابت نہیں کی؟ لہذا اپنے کلام میں صرف صبر ہے۔

ان الله مع الصبرین

## سبق

جو شخص یہ چاہے کہ مجھے کوئی برا نہ کہے اور میرے بارے میں کوئی نامناسب الفاظ نہ بولے تو یہ اس کی بھول ہے جب اللہ رسول لوگوں کی بدزبانی سے نہ بن سکے تو پھر میں اور تو کس شمار میں ہیں۔



## (171) عیب و ہنر

ایک عقل مند، صاحب کمال نوجوان جو وعظ کہنے میں اپنا بیانی نہیں رکھتا تھا۔ فصاحت و بلاغت میں مہارت نامہ رکھنے کے باوجود حروف ابجد کی ادائیگی صحیح نہیں کر سکتا تھا۔ حسین اس قدر تھا کہ اس کے رخسار کا خط (رازمی) ہاتھ کے خط سے زیادہ خوبصورت تھا۔ میں نے ایک دن کسی کے سامنے کہہ دیا کہ کیا وجہ ہے یہ نوجوان اگلے وانت نہیں رکھتا یعنی حروف ابجد کی صحیح ادائیگی نہیں کر سکتا؟ اس نے مجھے جھڑک کر کہا: تجھے اس کا ایک عیب تو نظر آگیا کئی کمال کیوں نہ نظر آئے؟ سن لے! دنیا میں دوسروں کی اچھائی دیکھنے والا قیامت کے دن ہرائی نہ دیکھے گا۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے خذ ما صفا۔ جو صاف ہے وہ لے لے۔ کئی کمالات والا اگر کبھی پھسل بھی جائے تو اس سے درگزر کر۔ کانٹے اور بھول اکٹھے ہی ہوتے ہیں، کانٹوں کو چھوڑ، بھول لے اور گلدستہ بنا۔ جس کی طبیعت ہی بد ہو اس کو مور کا حسن دیکھنے کی توفیق نہیں بلکہ اس کے پاؤں کو ہی دیکھتا رہتا ہے۔ اپنے اندر مصطفیٰ پیدا کر کیونکہ اندھا شیشہ کچھ نہیں دکھاتا۔ حرف گیری چھوڑ اور اپنے چمکارسے کی رہ تلاش کر۔ گنہگار کو وہ سزا دے جو خود گناہ گار نہ ہو۔ جب تیرا اپنا مقدمہ تاویلات کے سہارے پہ ہے تو دوسرے پر سختی کرنا مناسب نہیں ہے۔ پہلے خود بدی سے زک بھر، مسائے کو کہہ میں جو کچھ بھی ہوں میرا ظاہر تیرے ساتھ ہے باطن پہ عیب کیوں لگاتا ہے، میں ریاکار ہوں باحق پرست اللہ خوب جانتا ہے۔ جب اللہ ایک نیکی کے بدلے دس کا ثواب دیتا ہے تو تو بھی کسی کا ایک کمال دیکھ کر دس عیبوں سے درگزر کر۔ جو واعظ سو سکتے بیان کرتا ہے اور ایک بار سکتا کرتا ہے تو تجھے آخر اس کا سکتہ ہی کیوں نظر آتا ہے؟ ہاں صرف اس لیے کہ نیکی دیکھنے والی تیری آنکھ کو حسد نے بند کر دیا ہے۔ انسان کی کئی بیشی جب اللہ ہی کی بنائی ہوئی ہے تو تو اس

سے عیب کیوں نکالتا ہے۔ کیا ہر جنس میں اچھے اور بُرے نہیں ہوتے۔ بھل ہی لے لو کہ اس میں چھلکا بھی ہوتا ہے مفر بھی۔ لہذا مفر کھالے اور چھلکا پھینک دے۔

## سبق

اللہ کی مخلوق میں کمالات بھی ہیں اور عیوب بھی۔ کسی کے عیب دیکھ کر اس کے کمالات سے صرف نظر کرنا عقل مند کا کام نہیں۔ عیبوں کے باوجود بھی ہر شخص اپنی بعض خوبیوں کی وجہ سے قابلِ تعریف ہے۔

۔ تھی نہ اپنے گناہوں کی ہم کو خبر  
دیکھتے رہے اوروں کے عیب و ہر  
پرائی جو نما گناہوں پہ اپنے نظر  
تو جہاں بھر میں کوئی بُرا نہ رہا



## باب نمبر 8

## (172) شکر کے بیان میں

اگر ہمارے جسم کا بال بال زبان بن جائے تو عدم سے وجود میں لانے والے خدا کا شکر ادا نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی ذات کے شایانِ شانِ شکر کو ہم جانتے ہی نہیں۔ کیونکہ اس ذات کی تعریف کن لفظوں سے کی جا سکتی ہے کہ جس کی ذات کے آگے ساری تعریفیں ماند ہیں۔ ایسا ایجاد کنندہ ہے کہ مٹی سے انسان بنا کر اس کو عقل و ہوش عطا فرمایا ہے۔ پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک بندے کو کیا کیا عزتیں بخشا ہے؟ اے انسان جب اللہ نے تجھے پاک پیدا فرمایا ہے تو پھر زندگی میں بھی پاکیزگی اختیار کرنا کہ قبر میں ناپاک ہو کر جانے کی شرمندگی نہ ہو۔ دل کے آئینے سے گرد کو صاف کرنا کہ کیونکہ جیسے رنگ آلودہ شیشے میں چمک نہیں پیدا ہو سکتی اسی طرح گناہوں کے رنگ سے دل کے آئینے میں انوار الٰہی کی چمک پیدا نہ ہوگی۔ جب تو مٹی کے ایک قطرے سے بنا ہے تو مرد ہونے کا ثبوت دے اور مرے مٹی (خودی) نکال دے۔ اگرچہ تو اپنا رزق کوشش سے کماتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی بھروسہ اللہ کی ذات پہ ہونا چاہیے نہ کہ اپنے زور بازو پہ کیونکہ ہاتھوں میں حرکت پیدا کرنے والی ذات تو اسی کی ہے اگر تیری محنت کا نتیجہ اچھا نکلتے تو یہ بھی خدا کی توفیق سے سمجھ کیونکہ توفیق دینے والا وہی ہے صرف زور بازو سے کوئی بھی بازی نہیں جیت سکتا۔ اگر اس کی مدد نہ تھی حاصل نہ ہوتا تو ایک قدم بھی نہیں چل سکتا، وہ وقت بھی یاد کر جب تو بچہ تھا اور بول بھی نہ سکتا تھا اس نے تجھے ناف کے ذریعے روزی عطا فرمائی۔ پھر جب تیری ناف کاٹ دی گئی تو ماں کے پیٹ میں تیری روزی ڈال دی گئی۔ کیونکہ سفر میں پیار ہونے والے کو اس کے وطن کا پانی بطور دوا دیا جاتا ہے۔ ماں کی گود جنتِ جاہان اور اس کی چھانی کو

جنت سے نکلنے والی دودھ کی نہریں سمجھ یا اس کا قد درخت ہے اور اولاد میوہ۔ چونکہ پستان کی رگیں دل کی طرف جاتی ہیں اور دل خون کا مرکز ہے تو گویا ماں کا دودھ دل کا خون ہے۔ پھر جب دودھ (رضاعت) کا دور گزرتا ہے تو دایہ اپنے دودھ کی نہروں پہ المیہ لگا دیتی ہے تو ان شیریں چشموں کو بھول جاتا ہے۔ یاد رکھ! توبہ کی راہ میں توبہ کی طرح ہے۔ قوت ارادی کو مضبوط کر اور گناہوں سے صبر کرتا کہ تیری توبہ قائم رہے۔

## سبق

مخلوق پر اللہ کی نعمتیں ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں اس لیے اس کو ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے۔ لسن شکروم لاز بد نکم (القرآن)

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سانس کا اندر جانا بھی ایک نعمت ہے اور باہر آنا بھی نعمت ہے کیونکہ ہوا اندر نہ جائے پھر بھی موت ہے اور اگر باہر نہ آئے تو پھر بھی موت ہے تو ایک سانس پہ دو اتنی اتنی بڑی نعمتیں ملتی ہیں اور ہر نعمت پہ شکر واجب ہے تو ہر سانس پہ دوبار شکر کیا جائے لیکن شکر گزار بہت کم ہیں و قلیل من عبادی الشکور ۵ (القرآن)





## (173) ماں کی فریاد

ایک جوان نے اپنی ماں کی نافرمانی کی تو ماں کا درد مند دل بھرا آیا بولی! اے وقت کو بھول جانے والے بے وقوف! کیا تو وہی نہیں کہ تیری بیچہ سے میں کئی راتیں سو نہ سکی۔ جب ہنگھوڑے میں تجھے اپنے آپ سے کبھی اُڑانے کی بھی طاقت نہ تھی! آج تو ٹوڑا دور بنا پھرتا ہے ایک وقت پھر تیرے اوپر آنے والا ہے جب قبر کے کپڑے تیری چربی کھا جائیں گے۔ جو شخص کسی اندھے کی کوکھوں کی طرف جاتا ہوا دیکھ کر بھی آنکھوں کی نعمت کا شکر ادا نہ کرے وہ اور اندھا برابر ہی تو ہیں۔ استاد کی تربیت کو قبول کرنے کی صفت تجھے اللہ نے عطا فرمائی ہے اگر تجھے یہ نہ ملتی تو استاد بھی کیا کر سکتا تھا؟ جب تو حق اور باطل میں تمیز کرنا ہی نہ جانتا۔

### سبق

انسان کے پاس ساری صلاحیتیں اللہ ہی کی عطا کردہ ہیں یہی زبان گو گئے کے منہ میں بھی ہوتی ہے مگر اس میں جو لئے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ کان بہرے کے بھی ہوتے ہیں مگر سن نہیں سکتا۔ لہذا ان نعمتوں کے لئے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ٹھہرتا۔ تا شکر انسان تو جانوروں سے بھی گیا گزرا ہے کہ جانور بے زبان ہو کر اپنے اپنے رنگ میں شکر الٹی بھالا رہے ہیں اور یہ اشرف المخلوقات ہو کر اس صفت سے محروم ہے۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔



## (174) تخلیق انسانی میں صنعت باری تعالیٰ

خود کر اللہ تعالیٰ نے ایک انگلی کو کتنے ہی جوزوں سے ملایا ہوا ہے پھر کس قدر حماقت ہوگی کہ تو اس کے کاموں پہ اعتراض کی انگلی اٹھائے اس نے ہڈیوں کو پھلوں کے ذریعے مضبوط کیا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو حرکت کرنے پر بھی قادر نہ ہوتا۔ اگر تیری پیٹھ میں مہروں کی بجائے ایک ہی ہڈی ہوتی تو جب تک بھی نہ سکتا۔ رگوں کو جسم میں چلا دیا مویا تین سو ساٹھ نہریں بہہ رہی ہیں۔ سر میں آنکھیں ہی وسط کر دیں اور کچھ بوجھ کے ساتھ دل کو عزت دے دی دیکھو تو یہی چو پائے بیمار سے تومنہ کے بل ذلیل پڑے ہیں اور تجھے اللہ نے الف کی طرح قدموں پہ کھڑا کر دیا ہے۔ جانور کھانے کے لیے سر جھکاتے ہیں اور تو عزت کے ساتھ کھانا منہ کی طرف لاتا ہے لہذا تجھے چاہیے کہ عبادت کے لیے صرف اللہ ہی کے سامنے سر جھکائے اور نیک صورتی کے ساتھ ساتھ اپنے اندر نیک سیرتی بھی پیدا کرے۔ صرف سیدہ عائشہؓ کا فی نہیں راہ بھی سیدھی اپنا اور نہ صورت میں تو کافر بھی ہم جیسے انسان ہی ہیں۔ جس اللہ نے تجھے خوبصورت اعضاء دیے ہیں کم از کم ان اعضاء کے ساتھ تو اس کی نافرمانی نہ کر۔ اگر تو کمزور ہے اور دشمن سے مقابلہ نہیں کر سکتا تو دیکھ کہیں بے وحیانی میں خدا اس کی نافرمانی کر کے لڑائی تو تمہیں کر رہا؟ عقل مند بن اور نعمت کو شکر کے ساتھ جزدے۔

### سبق

انسان کی تمام جسمانی روحانی و فنی تعلیمی صلاحیتیں اللہ ہی کی عطا کردہ ہیں اس لیے انسان کو بہر حال اللہ کا شکر گزار رہنا چاہیے

ۛ دنیا سے ہے سب نے جانا ایک دن  
 قبر میں ہوگا ٹھکانہ ایک دن  
 اب نہ غفلت میں گنونا ایک دن  
 منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن  
 انسان کو اللہ نے جیسے عمدہ صورت عطا فرما کر اشرف المخلوقات بنایا ہے، اس کو  
 چاہیے کہ اپنے اندر سیرت کا حسن پیدا کر کے فرشتوں سے برابر لے جائے  
 ۛ قرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا  
 مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ



## (170) ایک احسان فراموش بادشاہ

ایک بہادر اور جنگ جو بادشاہ منشی مگھوڑے سے گرا تو اس کی گردن کے مہرے اندر بیٹھ گئے اور گردن ہاتھی کی طرح جسم میں ٹھس گئی سر بھیرنے کے لیے پورا جسم پھیرنا پڑتا۔ ایک یونانی فلسفی کے علاوہ تمام طبیب علاج سے عاجز آ گئے۔ فلسفی کے علاج سے بادشاہ ٹھیک ہو گیا اور اپنا بیٹا ہوتے سے بچ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہی یونانی فلسفی اپنی کسی ضرورت کے تحت بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ بے چارہ حکیم فلسفی بہت شرمندہ ہوا، سر جھکائے واپس چارہا تھا اور کہہ رہا تھا ”اگر میں کل اس کی گردن نہ پھیرتا تو آج یہ مجھ سے منہ نہ پھیرتا۔ حکیم نے انتقام لینے کے ارادے سے ایک درباری کو ایک بیج دیا کہ اس کی خوشبو بہت اچھی ہے، اس کو دربار میں سلگا دینا۔ جو بیج کو اگر دان پہ رکھ کر سلگا یا گیا تو اس کے دھوئیں سے بادشاہ کو ایک جھٹیک آئی اور بادشاہ کا سر اور گردن پہلے کی طرح ہو گئے۔ فلسفی کو تلاش کرنے کے لیے بہت لوگوں کو روزایا گیا مگر نہ پاسکے۔ (حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

نکن گردن از شکر منم بیج

کہ روز پس سر برداری بیج

محسن کے احسان کا اعتراف کرنا ضروری ہے ورنہ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ اس احسان کی بندش ہو جائے اور نیا دیکھ کر کہتی رہے

اسی لیے تو قتل عاشقان سے منع کرتے تھے

اسکیلے پھر رہے ہو یا سب بے کارواں ہو کر



## (176) اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

اے انسان! رات اور دن اللہ نے تیری سہولت کے لیے بنائے۔ روشن باغداد اور نورانی سورج کے ذریعے تیرے لیے روشنی کا انتظام کروا۔ بادِ صباچہ بکیدار کی طرح تیرے لیے بہار کا بستر بچھانے یہ مامور ہے ہوا، برف، بادل، بارش، گر جدارِ بکلی، یہ سب تیرے کارکن ہیں جو تیرے پیچے ہوئے رنج کو زمین کی گود میں پردش کرتے ہیں۔ تیری پیاس بجھانے کے لیے بادل کاسہ کندھوں پہ پانی لا رہا ہے۔ اللہ نے تیری لذت و ضرورت کے لیے مٹی سے طرح طرح کے پھل اور خواہک پیدا کی ہے۔ کبھی کے وجہ سے تجھے شہد دیا اور ہوا سے کھجور کو پیدا کر دیا۔ اس نے گھٹلی سے پورا کھجور کا درخت بنادیا اور ایسا کہ کھجوروں کے ماہر بھی اس پر حیران ہیں کہ ایسی نکل بندی تو خدا ہی کر سکتا ہے سورج، ماہ و پروین کو تیرے گھر کے چھت کی قد ملیں بنا دیا ہے۔ اس کے کانٹوں سے پھولی اور تانے سے منگ پیدا کیا۔ سونے کو کان سے اور ترپٹوں کو ٹنگ لکڑی سے نکالا۔ اپنے دستِ قدرت سے اس نے تیری آنکھ اور ابرو بنائے (خلفِ بیدی) کیونکہ پیاروں کو غیروں کے حوالے تو نہیں تاں کیا جاسکتا۔

### سبق

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا اس حکایت کے تحت اپنا تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔  
ایسے کریم آقا کا صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ جان سے شکر گزار ہونا چاہیے۔ یہ تو میں نے صرف چند نعمتیں گنی ہیں کیونکہ میں اس قابل کہاں کہ اس کی نعمتوں کو شکر بھی کر سکوں (وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها القرآن) اے اللہ صرف انسان نے ہی

نہیں بلکہ دیگر مخلوق نے بھی بلکہ آسمان کی بلند یوں پہ فرشتے بھی تیرے شکر کا حق ادا نہیں کیا اور کیا ہے تو صرف اتنا کہ جیسے لاکھوں میں ایک۔

۔ برو سعد یا دست و دفتر بشوئے

برابے کہ پایاں غدارد پوئے

اے سعدی جا کر ہاتھ اور کتاب کو دھو ڈال جس راہ کی اختیار ہی نہیں اس پہ مت دوڑ

۔ جانور پیدا کیے تیری دنا کے واسطے

کھتیاں سر سبز کیں تیری غذا کے واسطے

چاند سورج اور ستارے ہیں ضیاء کے واسطے

۔ سب کچھ ہے تیرے لیے اور تو خدا کے واسطے

وی زبان حق نے ثنائے معطفی کے واسطے

دل دیا حب حبیب کبریا کے واسطے



## (177) عطیات خداوندی

ایک شخص اپنے بچے کے کان بڑی سختی کے ساتھ مردور رہا تھا اس بات پر کہ میں نے تجھے کلہاڑا دیا تھا کلکڑی پھاڑنے کے لیے اور تو نے اس سے مسجد کی دیوار کو گرانے شروع کر دیا۔

### سبق

آج کے انسان بلکہ مسلمان کی حالت بھی اس بچے سے مختلف نہیں ہے کہ جو اپنے ہاتھوں سے ظلم رد کرنے کی بجائے ظلم کر رہا ہے۔ زبان جواہر تے اپنا کلام پڑھنے اور اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لیے وہی اس کو گالی ٹکڑے اور بے حیائی کی باتوں پہ لگا دیا گیا ہے۔ کان ہمیں دے گئے تاکہ ان کے ساتھ حق کی آوازیں ہم سارا دن ان سے گانے سنتے رہتے ہیں آنکھ دی تاکہ خدا کی نعمتوں کا نظارہ کریں ہم نے ان کو فحاشی و عریانی دیکھنے کے لیے دھت کر دیا ہے۔ پاؤں مسجد کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں مگر سینہ، کلب، شراب خانے اور ہر غلط کام کی طرف دوڑتے ہیں اچھی مجلس کی طرف دعوت دو تو ہزار عذر مانع آجاتے ہیں اور رقص و سرود کی مجلسوں میں بیٹکڑوں روپے کے ٹکٹ لے کر جاتے ہیں اور ساری ساری رات برباد کر دیتے ہیں۔ یہ مسلمان ہیں جس دیکھ کر شرمائیں۔ یہ وہ۔

زیاں آواز بہر شکر و سپاس  
بقیعت مگر دانش حق شناس

زبان شکر و سپاس کے لیے ہے اللہ کا بندہ اس کو نیابت میں نہیں جلاتا

~ گذر گاہ قرآن و پنداست گوش  
 بہتان و باطل شنیدن سکوش  
 کان تو قرآن اور نصیحت کی گذر گاہ ہیں ان سے بہتان اور جھوٹ سننے کی کوشش  
 نہ کر۔

~ دو چشم از پئے صنع باری نکوست  
 ز عیب برادر فرد گیر دوست  
 دو آنکھیں خدا کی کارگیری کا نظارہ کرنے کے لیے اچھی ہیں ان کو بھائیوں اور  
 دوستوں کے عیبوں سے بند کر لے الغرض اعضائے انسانی ہمیں مختلف عبادات کے لیے  
 دیے گئے ہیں لہذا ان کو عبادات میں استعمال کرنا چاہیے نہ کہ بڑی عادات میں۔





## (178) کمزوروں کی حالت زار

انسان کی غاوت ہے کہ خوشی کے دنوں میں نعمت کی قدر نہیں کرتا جب انتظار کا دور آتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ والدہ کے سامنے قضا سالی اور سردی میں فقیر کا مسئلہ تو معمولی ہے۔ جو سانپ کا ڈسا ہوا ہودہ اگر رو رہو کر کچھ دبر کے لیے سو جاتا ہے تو تندرستی کی نعمت پر ضرور اللہ کا شکر ادا کرے گا۔ اگر تو جوانوں کی طرح چمٹائیں مار مار کر منزل کی طرف جا رہا ہے تو آہستہ چلنے والے بیماروں اور کمزوروں کے پاس اس نعمت کے شکرانے میں ہی دو گنریاں رک جا! جوانوں کو بوزھوں پر اور طاقتوروں کی کمزوروں پر رحم کرنا چاہیے ہر یارے جیوں کے پاس رہنے والوں سے پانی کی قدر کیا پوچھتا ہے دھوپ میں تھکے ہوئے بہات مسافروں سے اس نعمت کی قدر پوچھ! کیونکہ جلد کے کنارے بیٹھے والا زرد (جنگل) کے پیاسوں کا غم نہیں جانتا۔ چند دن بخار کے ہاتھوں خوار ہونے والا ہی تندرستی کی قدر کرتا ہے۔ جو تندرست نرم و نازک بستر پہ پہلو بدل رہا ہے اس کی باجائے کہ اندھیری رات کتنی لمبی ہوتی ہے! بات تو تو اس بیمار سے پوچھنی چاہیے جو بے قراری میں رات جاگ کر گزار رہا ہے۔ جو بادشاہ و مہول کی آواز پہ بیدار ہوتا ہے اس کو کیا معلوم کہ چوکیدار بے چارے کی رات کیسے گزری ہے۔

### سبق

کمزوروں، بیماروں اور پسے ہوئے لوگوں کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے تجھے اس مشقت میں نہیں ڈالا اور ایسے لوگوں کی خوب خوب مدد کرنی چاہیے صرف انکو دیکھ کر زبان سے شکریہ کے چند الفاظ کی ادائیگی کو ہی کافی نہ سمجھا جائے۔ حدیث شریف میں

ہے کہ جب کسی تکلیف میں مبتلا کو دیکھ تو یہ دعا پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ غَا فَا بِنِیْ بِمَا اَبْتَلَاکَ بِہِ

وَ فَضْلُہِ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ۝

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اس مصیبت سے مجھے بچایا ہوا ہے  
جس میں تو مبتلا ہے اور اپنی مخلوق میں سے کثیر تعداد پر مجھے فضیلت دی ہے۔



## (189) بادشاہ اور پہرے دار

طغرل بادشاہ سخت سردی کی ایک رات میں کسی پہرے دار کے پاس سے گزر رہا  
 سردی کی وجہ سے ایسے کپکپا رہا تھا جیسے طلوع آفتاب کے وقت سہیل ستارہ بادشاہ نے رم  
 کرتے ہوئے پوچھنے کی قیاس کو دینے کا ارادہ کیا اور کہا ذرا انتظار کرو میں اتار کر بھیجتا ہوں۔  
 بادشاہ محل میں ٹھہر گیا اور غلاموں کے ساتھ ایسا ٹھہر گیا کہ چوکیدار بے چارے کو بھول ہی  
 گیا۔ چوکیدار نے قبائے پوچھنے کا ذکر کان سے سن تو لیا مگر بد نصیب کے کندھے پہ تباہ  
 آسکی۔ پہلے صرف سردی کی تکلیف تھی اب ساتھ قبا کے انتظار کا عذاب۔ بادشاہ صبح اٹھا تو  
 ایک درباری نے کہا! اے بادشاہ شاید آپ محل کی رقیقوں میں مبتلا ہو کر اس بد نصیب  
 چوکیدار کو بھول گئے۔ میری رات تو خوب گزری ہوگی مگر اس کی رات کیسے گزری ہو گی جانتا  
 ہے۔ جس قافلہ سالار کا سردیگ میں ہو اور حیرت کڑائی میں ہوں اسے ریگستان کے بھولے  
 ہوئے مسافروں کی تکلیف کا کیا اندازہ؟ اے درباری میں کشتی کا کھیل کھیلنے والے! ڈارک جا  
 اور ڈوبنے والوں کو بچا کر لے جا (تا کہ میرا شوق بھی پورا ہو جائے اور ان بے چاروں کی  
 جان بھی بچ جائے) اے چست چالاک جوان ذرا آہستہ چل کہ قافلے میں سب بوزھے  
 بھی ہیں۔ تو تو قافلے میں ہودج کے اتار دیا فرما ہے اور اونٹ کی مبارقہ شتر بان کے ہاتھ  
 میں ہے تجھے کیا؟ جنگل پہاڑ آسمان یا میدان! تجھے تو بانہیں جیسا اونٹ لے جا رہا ہے تو  
 کیا جانے پیدل چلنے والا تنکا ہوا تو اپنا خون کھا رہا ہے۔ جو اپنے گھر میں خوشدلی سے سو رہا  
 ہے وہ اس کا غم کیا جانے جو بے چارہ خالی پیٹ بھوکا رہ رہا ہے۔

## سبق

خوشحال لوگوں کو چاہیے کہ شکست اور کمزوری کا بھی خیال رکھیں اور ان کے دکھ  
ورد میں شریک ہوں، اپنی عیش پرستی میں پڑ کر ان کو بھلائی دینا انسانیت تو کیا حیوانیت کے  
تقاضوں کے بھی خلاف ہے

۔ ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے  
آتے ہیں جو کام دوسروں کے



## (190) چوکیدار اور چور

ایک چوکیدار نے ایک چور کے ہاتھ مضبوطی سے باندھ دیے اور خود سو گیا۔ چور ساری رات کراپتا رہا۔ چوکیدار کو اسی رات سوتے میں خواب آیا کہ جیسے کوئی شخص مسجد کی وجہ سے رو رہا ہے اور وہی بیڑیوں اور پھنکڑیوں میں جکڑا ہوا چور اس رونے والے کو کہہ رہا ہے! کتنا رونے کا اب سو بھی جا اور خدا کا شکر کر کہ میری طرح تیرے ہاتھ پاؤں کسی چوکیدار نے باندھے تو نہیں۔ جب میں خود تجھ سے زیادہ پریشانی میں ہوں تو تجھے رونے کی بجائے شکر کرنا چاہیے کہ تو اس مصیبت سے بچا ہوا ہے۔

### سبق

ہر کوئی اپنی مصیبت کو ہی بڑا سمجھتا ہے حالانکہ دوسرے کی بڑی مصیبت کے سامنے اپنی مصیبت کو تو بھلائی دنیا چاہیے۔



## (191) کچے چمڑے کا لباس

ایک بے لباس شخص نے ایک درم قرض لیا اور اس سے کچا چمڑہ خرید کر جسم پہ لباس کی طرح پہن لیا۔ جب اس کا دم گھٹنے لگا تو اپنی قسمت پہ رو کر کہنے لگا: واسے نصیب! میں تو گرمی کی وجہ سے اس چمڑے میں پک گیا ہوں (یا اللہ! اب تو مہربانی کر دے) وہ ابھی یہی شکوہ کر رہا تھا کہ پاس ہی کنوئیں سے ایک قیدی کی آواز آئی اسے کچے لباس اور کچے دام لے والے نا تجربہ کار! اللہ کا شکر کر کہ تو تو پھر کچے چمڑے کا لباس پہنے ہوئے ہے میری طرح تیرے ہاتھ تو کچے چمڑے سے بندھے ہوئے نہیں ہیں۔

### سبق

ایک حدیث شریف میں ہے کہ دنیا داری کے لحاظ سے اپنے آپ سے کتر کی طرف دیکھا کرو تا کہ اللہ کا شکر ادا کرتے رہو۔ اور دینداری کے لحاظ سے اپنے آپ سے بہتر کی طرف دیکھنا چاہیے اور اس کی طرح عبادت کر کے فاصت بقوا الخیرات (نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو) کے حکم قرآنی پہ عمل کرنا چاہیے۔



## (192) تھپڑ پہ انعام

ایک شخص کسی عبادت گزار کے پاس سے گذرا اور خیال کیا کہ شاید یہ یہودی ہے چنانچہ ایک زوردار تھپڑ رسید کر دیا بعد میں اس کا خیال غلط نکلا جب عبادت گزار نے اس کو اپنا لباس پیش کر دیا۔ اس نے شرمندہ ہو کر کہا! میں شرمندہ بھی ہوں اور حیران بھی کہ یہ کیا موقع ہے مجھے لباس کا انعام دینے کا؟ عبادت گزار نے کہا! اس شکرانے میں لباس دے رہا ہوں کہ جوتو نے مجھے سچا میں وہ نہیں ہوں۔

### سبق

کسی کا ظاہر خستہ حال دیکھو اس کے باطن کو بھی مفلس نہیں سمجھنا چاہیے ہو سکتا ہے اس کا باطن حیرے ظاہر سے بہت بہتر ہو۔ سعدی فرماتے ہیں

۔ نگو سیرت بے تکلف بروں

نہ از نیک نام خراب اندروں

بظاہر سادہ مگر نیک سیرت شخص، بد باطن نیک نام سے بہتر ہے۔

۔ نہ بہ نزدیک من شب رو راہ زن

یہ از فاسق پارسا پیرا بن

میرے نزدیک چور ڈاکو پر ہیڑ مگاری کے لباس والے گنہگار سے بہتر ہے۔

بزدل فرماتے ہیں! تو اگر اچھا نہ ہو اور لوگ تجھے اچھا سمجھیں تو اس سے بہتر یہ

ہے کہ تو اچھا ہو اور لوگ تجھے بُرا کہیں یا سمجھیں۔



## (193) گدھے کی نصیحت

ایک فقیہ پیدل سفر کر کے تھک گیا اور بالا خرہ رو کر کہنے لگا اے جنگلی میں مجھ سے زیادہ مسکین اور لاچار کون ہوگا؟ قریب ہی سے ایک گدھا بہت سارہ بوجھ اٹھائے گذر رہا تھا، اس نے کہا! او بے تیرا انسان اور اپنی بد بختی پر کب تک روئے گا، چاچا کر اللہ کا شکر ادا کر! اگر تیرے پاس تیرا بوجھ اٹھانے کے لیے گدھا نہیں تو کیا ہوا تو گدھے کی طرح کسی کے بوجھ کے نیچے بھی تو نہیں۔

### سبق

اپنے سے بہتر حالت والوں کو دیکھ کر اللہ سے شکوہ کناں ہونے کی بجائے اپنے سے کمتر کو دیکھ کر اس کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ میں اگر اس (بہتر) جیسا نہیں ہوں تو اس (کتر) جیسا بھی تو نہیں ہوں۔





## (194) تکبر

ایک عالم کسی بے ہوش و بدست نشے میں دھت شخص کے پاس سے گذر اور اپنا  
پاک دامنی پہ مغرور سا ہو گیا، اس کی طرف توجہ کیے بغیر گزرنے لگا تو بے ہوش نے آنکھ کھولی  
دی اور سر اٹھا کر بولا

ہر دھکر کن چوں بنعت دری  
کہ محردی آید زمستکری

اگر تو اچھی حالت میں ہے تو اللہ کا شکر ادا کر کیونکہ تکبر سے محردی آتی ہے۔

کسی کو قیدی دیکھ کر اس کا مذاق نہ اڑا، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی دن زمانے کی گردش  
تجھے بھی قیدی بنادے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ کل تو میری طرح پڑا ہو اور میں تیری طرح بن  
جاؤں؟ اگر تیری قسمت میں مسجد لکھ دی گئی ہے تو آتش کدہ والوں کی خدمت نہ کر، اگر تو  
مسلمان ہے تو شکر کر کہ آتش پرست کا جینو تیری کمر پہ نہیں باندھا گیا۔ تقدیر الہی کے بغیر تو پتا  
بھی حرکت نہیں کر سکتا زمین و آسمان تقدیر کے جال کے قیدی ہیں۔ کائنات کی کوئی شئی دائرہ  
تقدیر سے باہر نہیں لہذا اپنے عمل پہ مغرور ہونے کی بجائے تقدیر خداوندی سے ڈرتے رہنا  
اور ذات باری تعالیٰ پہ متوکل رہنا چاہیے۔

## سبق

کسی گنہگار کو دیکھ کر نہ تو اپنے حسن عمل پہ مغرور ہونا چاہیے اور نہ ہی اس گنہگار سے

نفرت کرنی چاہیے کیونکہ تجھے اگر پرہیزگاری کی توفیق دی ہے تو اسی اللہ نے دی ہے جس نے فاسق و فاجر پر اپنی حکمت کے تحت پرہیزگاری کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو اس کا الٹ بھی کرنے پر قادر ہے۔

اسی لیے بزرگ فرماتے ہیں گناہ سے نفرت کرو، اور گنہگار سے نفرت کرنے کی بجائے پیار کرو تا کہ تیرا بہار اس کے دل کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دے تو اس کو توفیق ہدایت مل جائے۔



## (195) اسباب اور مسبب الاسباب

اگر زندگی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ کھاس کھانے سے بھی شفا دے دیتا ہے۔ معدہ سے زندہ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے، موت کی تکلیف تو لاعلاج ہے جس کی جان صرف دوساتسوں کے برابر رہ گئی ہو اس کے منہ میں شہد ڈالنا بے فائدہ ہے۔ معمولی سردی ہو تو صندل کی باض مفید ہے اور اگر سر پر گرزلگے تو صندل کو چھوڑ کوئی اور حیلہ کر۔ خطرہ کی جگہ سے بھاگنا تو ضروری ہے لیکن تقدیر سے بچہ آزمائی کون کر سکتا ہے۔ معدہ درست ہو تو کھانا چیرے پر رونق لاتا ہے ورنہ کھانے کے باوجود بھی خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ انسان کے چار حراج تر، خشک، گرم، سرد و موافق رہیں تو انسان تندرست رہتا ہے اور اگر ان میں سے ایک نے بھی دوسرے پر غلبہ پایا تو بیماری آکر رہے گی۔ سانس کے ذریعے تازہ ہوا اگر اندر نہ جائے تو سینے میں جلن و حرارت پیدا ہوگی۔ اگر معدہ میں حرارت نہ رہے تو ناز میں جسم بھی کھلا جائے گا، اس لیے صاحبان عقل و تمیز ان چیزوں میں سے کسی کے ساتھ دل نہیں لگاتے کہ جو آپس میں موافقت نہیں کر سکتے تیرے ساتھ کیا کریں گے؟

ثابت ہوا کہ جسم کی طاقت صرف خوراک سے نہیں، خوراک بھی جمی فائدہ دے گی جب اللہ کا کرم تیری پرورش کرے گا۔ تو ایسے رژیم و کریم کا حق ہم پر اس قدر کیوں نہ ہو کہ اگر ہم اپنی گردن کھوار سے کتنا بھی دیں تو اس کے شکر کا حق ادا نہ ہو سکے۔ ہر نیک کام بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہوتا ہے۔ تیری کوشش تو ایک بیانا ہے۔ اگر تو اپنی کوشش ہی کو سب کچھ سمجھے تو جان لے کہ قبیح، ذکر اور درد و شریف پر صفا مگداری ہے۔ میں ماننا ہوں کہ تو نے کوئی بہت بڑی عبادت کی ہوگی لیکن کیا تو ہمیشہ اس کا وظیفہ خوار نہیں ہے؟

## سبق

اسباب اگر چہ ضروری ہیں مگر فی نفسہ موثر نہیں ہیں بلکہ ان کی تاثیر بھی اذن خداوندی کی مرحوم منت ہے لہذا اسباب کی بجائے مسبب الاسباب پر نظر رکھی جائے اور اگر کوئی نیکی کا کام ہو جائے تو اس میں اپنا کمال سمجھ کر مفرد نہ ہو جائے بلکہ اللہ کا شکر ادا کیا جائے کہ جس نے اس نیکی کی توفیق دی ہے

۔ مگداگر نباید کہ باشد غرور



## (196) ارادہ و توفیق

ہندے کو سر سجدے میں رکھنے کی توفیق بعد میں ملتی ہے پہلے اللہ کا ارادہ ہوتا ہے جو اس کو نیک کام کرنے پر آمادہ کرتا اور توفیق دیتا ہے۔ وہ توفیق نہ دے تو کون کسی سے بھلائی کرے؟ اگر زبان نے ظلم تو حید پڑھا ہے تو اس کو حیران ہو کر دیکھنے کی بجائے اس کو دیکھ جس نے اس کو قوت گویائی دی ہے۔ اچھے برے کی تمیز تو آنکھ کرتی ہے لیکن اس کا کمال بھی تو مان جس نے چھوٹی سی آنکھ کو زمین و آسمان کی وسعت عطا فرمادی ہے کہ سارے اجرام فلکی و ساری اس میں سما جاتے ہیں اور یہ سب کے حسن و قبح کو پہچان لیتی ہے اگر یہ دو دور از مہرے چہرے نہ ہوتے تو تجھے ہرگز اونچ نیچ کی سمجھ نہ ہوتی۔ اس ذات نے سر کو سجدہ کی توفیق دی اور ہاتھوں کو سخاوت کی اس ذات نے زبان اور کانوں کو دل کے صندوق کی چابی بنا دیا زبان کے ذریعے مافی الضمیر کا اظہار ہوتا ہے اور کان کے ذریعے دل رازوں کا سمجھینہ دیتا ہے۔ (سعدی کو مثنوی زبان دی اور تجھے سننے والے کان دیے دونوں کو چاہیے کہ ان سے فائدہ اور استعارہ کا کام لیں)۔

### سبق

انسان کو اپنے عمل پر مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ کار خیر اسی کی توفیق سے وجود میں آتا ہے گویا شاہی باغ سے پھل کا تختہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے تو اس میں پیش کرنا کمال نہیں بلکہ قبول کر لینا اور پیش کنندہ کو انعام و اکرام سے نوازنا کمال ہے۔



## (197) سفر ہند اور بت پرستوں کی گمراہی

میں (سمدی) نے ہندوستان کے سفر میں سومات (جنا گڑھ کا بت خانہ جسے محمود غزنوی نے برباد کیا اب ہندوستان کی حکومت نے اسے دوبارہ تعمیر کیا ہے) میں ہاتھی دانت کا بنا ہوا ایک بت دیکھا جس کو انہوں نے ایسے سجایا ہوا تھا جیسے اہل عرب زمانہ جاہلیت میں منات (بت) کو سجاتے تھے۔ صورت کرنے اس کی ایسی صورتی بنائی کہ اس سے اچھی تصویر بن ہی نہیں سکتی۔ لوگ دوردراز سے اس کو دیکھنے کے لیے آتے۔ دنیا بھر کے بت پرست اس پہ آس لگائے بیٹھے تھے۔ اس کے آگے آدھاری کر کے فریادی ہوتے۔

میں (سمدی) حیران تھا کہ یہ زعمہ انسان مردہ (بت) کو کیوں پوجتے ہیں؟ ان میں سے ایک بت پرست کے ساتھ میری جان پہچان تھی میں نے اس سے یہ معلوم کرنا چاہا تو وہ مجھ سے ناراض ہو گیا۔ اور تمام پجاریوں کو میرے (سمدی کے) ہارے میں بتادیا کہ یہ بندہ خطرناک ہے۔ میں (سمدی) بھی خطرہ محسوس کرنے لگا کہ جب وہ اپنی گمراہی کو ہدایت سمجھ رہے ہیں تو میرے دین کا سیدھا راستہ تو ان کو نیڑے حای نظر آئے گا۔ اگرچہ لوگ مجھے عقل مند سمجھتے ہیں لیکن بے عقلوں کے نزدیک تو میں جاہل ہوں۔ میں نے عاجز آ کر خورشاد کا راستہ اپنایا (جاہل اگر دشمن ہو جائے تو نرمی اور مانتے میں ہی سلامتی ہے) چنانچہ میں نے بڑے برہمن کی تعریف کے میں زمین و آسمان کے ملائے شروع کر دیے اور بت بارے وضاحت کی کہ میں کوئی اس سے بد اعتقاد نہیں ہوں بلکہ اس کے نقش و نگار پہ فریفت ہوں اور صورت کی دلکشی پہ حیران ہوں لیکن چونکہ اس راہ میں نوادروں اس لیے اس کے پجاریوں کی طرح حقیقت سے بے خبر ہوں، مسافر ہوں اچھے بڑے کی پہچان نہیں رکھتا لیکن دیکھی ان دیکھی عبادت کا قائل بھی نہیں ہوں۔ اگر حقیقت حال سے آگاہی

ہو جائے تو ہو سکتا ہے میں سب سے پہلے اس کا پیاری ہو جاؤں۔ برآسن یہ من کر بہت خوش  
 ہوا اور میری باتوں کی تائید کرتے ہوئے بولا۔ بخول رسد ہر کہ جوید دلیل  
 جو دلیل ز ہونڈ تا ہے وہ منزل پہ ضرور پہنچ جاتا ہے میں نے تیری طرح بہت سفر  
 کیے ہیں سب تہوں کو بے جان مردہ پایا لیکن اس بت میں ایک کمال دیکھا ہے تب اس کا  
 پیاری بنا ہوں اگر تو بھی وہ کمال دیکھنا چاہیے تو آج رات۔ یہیں ٹھہر کل صبح دیکھ لیا چنانچہ میں  
 برآسن کے کہنے پہ ان تاجنوں میں ٹھہر گیا مگر ایسے جیسے بیڑن (ایران کا ایک شہزادہ جسے  
 افراسیاب نے کنویں میں قید کر دیا تھا) یہ رات میرے لیے قیامت کے دن کی طرح لمبی ہو  
 گئی پیاری میرے ارد گرد بت کی پوجا کر کے گویا بے وضو نمازی کا کردار ادا کر رہے تھے  
 (بعض آئمہ نے بغیر طہارت کے نماز پڑھنا کفر فرمایا ہے اسی کی طرف اشارہ ہے) پانی  
 استعمال نہ کرنے کی وجہ سے ان کی نفلوں سے دھوپ میں مرے ہوئے مردار کی طرح بدبو  
 پھوٹ رہی تھی۔ شاید مجھ (سعدی) سے کوئی بڑا گناہ ہو گیا ہو گا جس کی سزا میں اتنا بڑا  
 عذاب بھگت رہا تھا۔ ساری رات میرا ایک ہاتھ دل پر اور دوسرا دعا پڑھا۔ ادھر دن کا نقارہ بجا  
 ادھر برآسن سرخے کی طرح چلا یا اور دن نکلنے کی خبر دی بے عقل پیاری ہر طرف سے بغیر پانی  
 استعمال کیے عبادت کو آگے بت خانے میں حمل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ میں ٹھسے اور غم کی  
 کیفیت میں فینک دی وجہ سے مست تھا کہ اچانک بت نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیے ایک دم شور  
 اٹھا گویا راجوش میں آگیا ہے۔ (یہ اس بت کا کمال تھا جو برآسن دکھانا چاہتا تھا اور جس  
 کے دیکھنے کے لیے سعدی نے یہ قیامت خیز رات وہاں گزاری) جب بت خاتہ خالی ہوا تو  
 برآسن نے مجھے (سعدی کو) ہشتے ہوئے کہا: اب تو تیرا شک دور ہو گیا ہو گا اور حقیقت سے  
 آگاہی ہو گئی ہو گی؟ میں نے سوچا کہ جہالت کے اس پلندے کو کھسکتا کرنا تو بے کار ہے  
 چنانچہ میں کچھ دیر فکر سے روٹا رہا اور اپنے کیے پر شرمندہ رہا میں نے وہاں حق بیان کرنے کو  
 مناسب نہ سمجھا کہ حق کو باطل پرستوں سے چھپانا ہی چاہیے۔ تو بروست سے مقابلہ کر کے  
 چپے تڑالینا بہادری نہیں حماقت ہے میرے رونے سے کافروں کے دل نرم ہو گئے (پتھر  
 سیلاب سے پلٹ جائے تو کوئی تعجب نہیں) میری خدمت کو دوڑے عزت کی، میں بھی

مذرت کے لیے بت کے پاس گیا جو ساگوان کے تخت اور سونے کے جڑاؤ والی کرسی پر  
براجمان تھا۔ میں نے دکھاوے کے طور پر اس ذلیل بت کے ہاتھ کو چومنا اور دل میں اس  
کے پیاریوں پر لعنت کی۔ چند دن منتر شتر بھی پڑھنے پڑے، جب بت پرستوں نے مجھ پر  
بھرپور احماد کرنا شروع کر دیا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی ایک رات میں نے تپانے کا  
دروازہ بند کر کے جو ادر ادر دیکھا تو ایک پروہ نظر آیا اس سے رسی برہمن کے ٹھکانے کی  
طرف جاری تھی مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ ظالم رسی کھینچ کر بت کے ہاتھ آٹھادیتا ہے اور اس کو  
کمال قرار دیتا ہے چنانچہ جس طرح داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موسم ہو جاتا تھا میرے  
لیے بھی یہ معطل ہو گیا۔ برہمن نے کہیں سے مجھے دیکھ لیا اور بڑا شرمندہ ہوا کیونکہ حبیب  
کھل جاتا بدنامی ہے۔ وہ اپنی خفت مٹانے کے لیے فوراً وہاں سے بھاگ پڑا میں بھی اس  
کے پیچھے بھاگا آگے کنواں آبا میں نے اس کو کنویں میں دھکا دے دیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ  
اب اگر وہ زندہ رہے گا تو میری خیر نہیں۔ فساد کی کڑوت جان لینے کے بعد اس کو ماری دینا  
ہی بہتر ہے، ورنہ تیری زندگی کو خطرہ ہے اگر چہ وہ تیرا جتنا بھی خیر خواہ بنے موقع پا کر ضرور  
تیرا سر کاٹنے گا۔ یا تو وہو کے باز کا پیچھا ہی نہ کر کہ کہیں پلٹ کر تجھے ہلاک نہ کر دے اور اگر کر  
لیا ہے تو اس کو زندہ رہنے کی مہلت نہ دے۔ چنانچہ میں نے پتھر مار مار کر اس برہمن کو ماری  
دیا۔ اور شور مچا ہونے سے پہلے وہاں سے بھاگ آیا۔ کیونکہ شیروں کے کچھار میں آگ لگا کر  
وہاں سے بھاگنا ہی مناسب ہے سانپ کا بچہ مارنے کے بعد وہاں رہنا سانپ کے انتقام  
کی نذر ہوتا ہے (کیونکہ سانپ انتقام لیے بغیر نہیں رہتا) بھڑوں کے چمٹے کو چھڑ کر وہاں  
ٹھہرنے والا اپنی جان کا دشمن نہیں تو کیا ہے اپنے سے زیادہ بہادر اور چالاک کے ساتھ  
تیرا انداز ہی نہ کر بلکہ موقع پا کر وہاں سے بھاگ جا (سعدی فرماتے ہیں) میری کتاب میں  
اس سے اچھی نصیحت کوئی نہیں ہے کہ "جب دیوار کی بنیاد اکھڑ جائے تو وہاں نہ ٹھہر" اس کے  
بعد میں یمن سے آتا ہوا حجاز مقدس چلا گیا۔ لیکن اس واقعہ کی کئی آج تک میرے منہ میں  
موجود ہے۔ جو اپنے وقت کے عامل بادشاہ کا عدل و انصاف، لطف و کرم اور احسان و انعام  
پاکر دور ہوئی ہے۔ میرے ہاتھ اس کے لیے دعا کو بھی اٹھتے ہیں کہ جب اس صورتی کی



طرح برہمن کی رسی والا معاملہ ہوتا ہے یعنی میرے ہاتھ خود بخود نہیں اُٹھتے بلکہ ان میں طاقت اور قوت بادشاہ سلامت کے انعامات کی کار قرار ہے۔

### سبق

ہدایت و گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر وہ کسی کو ہدایت نہ دے تو اچھے بھلے عقل مند ہتوں کے سامنے سجدہ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور ان کو اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ بے جا ان بت معبود بننے کے قابل نہیں۔

دولیا کرام اور محبوبان خدا کو ہتوں کے ساتھ ملانا بہت بڑی بھٹی اور دلی دشمنی ہے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنگ کا چیلنج کرتا ہے من عادی لسی ولبا فقد اذنتہ بالحرہ (بخاری شریف)



## (198) توبہ کے بیان میں

اے غفلت کی نیند میں سو کر ستر سال کی عمر برباد کر دینے والے! اب تو جاگ! تو اس دنیا میں ہمیشہ رہنے کا انتظام کرتا رہا اور یہاں سے جانے کی کبھی فکر نہ کی۔ قیامت کے بازار میں نیک اعمال کے مطابق ہی مرتبے ملیں گے۔ اگر پوچھی ہوئی تو مال لے گا ورنہ شرمندگی ہوگی۔ بازار جتنا زیادہ رونق والا ہو گا خالی ہاتھ اتنا ہی زیادہ پریشان ہوگا۔ اگر پچاس درہم سے پانچ ضائع ہو جائیں تو کتنا صدمہ ہوتا ہے؟ جبکہ تو نے تو پچاس سال کی عمر ضائع کر دی ہے اب باقی پانچ سالوں میں ہی کچھ کر لے اگر مردہ بول سکتا ہوتا تو جج کر تجھے بتاتا کہ ہونٹوں کو ذکر الہی سے بند نہ کر۔ ہماری زندگی تو غفلت میں گذر گئی تو ہی ان چند سانسوں کو نفیست جان لے۔

### سبق

۔ ہو نہیں سکتا کبھی ہموار دنیا کا نشیب  
اس گڑھے کو اپنی ہی مٹی سے بھرنا چاہیے  
ہر طرف بنے بگڑے کا یہاں اک طور ہے  
چشمِ عبرت کے لیے دنیا مقامِ غور ہے  
دنیا میں ہم تم رہے تو کئی دن پر اس طرح  
دشمنوں کے گھر میں جیسے کوئی مہبان رہے



## (199) بوڑھے کی حسرت

ایک دن ہم چند نوجوان جوانی کے جوش میں بیٹھے بلبل کی طرح گانے میں اور بھول کی طرح ہنسنے میں مصروف تھے اور پورے محلے میں ایک شور برپا تھا، ایک سفید بالوں والا خیر بہ کار بوڑھا ہم سے الگ ایک کونے میں خاموش بیٹھا تھا، جیسے اس کے ہونٹ سے ہوئے ہیں۔ ہم میں سے ایک جوان نے جا کر اس کو کہا: آپ بھی ہمارے ساتھ گفتگو میں شامل ہو جائیں۔ بوڑھے نے سر اٹھا اور کیا ہی بزرگانہ جواب دیا! باد صبا چلتی ہے تو جوان درخت ہی جھولنے اچھے لگتے ہیں، خشک تان اگر جھولے گا تو ٹوٹ جائے گا موسم بہار میں جوان درختوں پہ ہی پھل لگتا ہے، پرانے درختوں کے تو پتے بھی جھڑ جاتے ہیں۔ اب تو میرے رخسار بھی سفید ہو گئے ہیں مجھے جوانوں کے ساتھ ٹھکانا زیبائیں ہے۔ میری زندگی کا بازار اب ری کاٹ رہا ہے۔ اب اس دسرخوان پہ بیٹھنے کی باری تمہاری ہے ہم اپنا حصہ کھا چکے اور ہاتھ بھی دھو چکے میرے سیاہ بال سفید ہو چکے اب بلبل کی طرح باغ کا تماشا نہیں کر سکتا۔ خوبصورت مور جلوہ دکھائے تو سو بار دکھائے بے پر باز دکھائے تو کیا دکھائے، میری (زندگی کی) فصل تو بد بوؤں میں بھر دی گئی ہے جبکہ تمہاری عمر کا سبزہ اب آگ رہا ہے۔ جب بھول کھلا جائے تو اس کو گلہ سننے میں کون سجاتا ہے؟ اب میرا تکیہ زندگی پر نہیں لائیں پر ہے، جوان اگر اچھے کو دے تو درست ہے بوڑھوں کو تو گرنے سے بچاؤ کے لیے سہارا چاہیے، میرا ٹکھاب جیسا چہرہ اب سوتے کی طرح زرد ہو گیا ہے اور سورج کا رنگ جب زرد ہو جاتا ہے تو ذوق جاتا ہے امیدیں باغ دھنا بچوں کے لیے برا نہیں، میرے چہے بوڑھے کو تو اب گناہوں کی شرمندگی کی وجہ سے بچوں کی طرح رونا چاہیے، کیا خوب کہا حضرت لقمان نے کہ گناہوں کی زندگی سے تو مر جانا بہتر ہے کیونکہ مرنا کوئی جرم تو نہیں۔ اپنی دوکان صبح سویرے ہی بند کر لینا

اس سے بہتر ہے کہ سارا دن کما کر شام کو چوروں کی نذر کر دیا جائے، نفع بھی گیا اور اس المال بھی۔ جو ان کو تو خیال ہو گا کہ بوڑھا ہو کر توبہ کر لوں گا مگر اس وقت تک بوڑھا قبر میں جا چکا ہو گا۔

## سبق

۱۔ دنیائے کس کا راہ فنا میں دیا ہے ساتھ؟  
 تم بھی چلے چلو یونہی جب تک چلی چلے  
 ۲۔ دنیا مقام غم ہے خوشی نام کو نہیں  
 جو اس مکاں میں رہ کے گیا نوحہ گر گیا

دیے تو موت کا کسی کو علم نہیں لیکن اتنا تو ہونا چاہیے کہ جراتی گزر جائے تو رنگ  
 رلیاں چھوڑ کر توبہ میں مصروف ہو جانا چاہیے کیونکہ موت کا بلا واکسی وقت بھی آ سکتا ہے۔ جو  
 دن گزر گیا اتنی زندگی کم ہو گئی۔



## (200) بوڑھے کی چیخ و پکار

ایک بوڑھا چیختا ہوا حکیم کے پاس آیا یوں لگتا تھا کہ ابھی مر جائے گا کہنے لگا مجھے دیکھئے کیا ہوا ہے کہ پاؤں بھی نہیں اپنی جگہ سے اٹھتے گویا کچڑ میں پھنس گئے ہیں، حکیم نے کہا! اب دنیا سے ہاتھ اٹھالے کیونکہ اس کچڑ سے اب تو قیامت کو ہی نکلے گا۔ اگر تو جوانی میں ہاتھ پاؤں مارتا رہا ہے تو اب خرمستی چھوڑ کر عقل سے کام لے چالیس سال کے بعد انسان کو بے احتیاطیاں چھوڑ دینی چاہیں۔ سر کے بال سفید ہو جائیں تو نامہ اعمال سیاہ کرنے سے رک جانا چاہیے کیونکہ یہ عمر ہوس بازی کی نہیں ہوتی۔ جس کا دل بڑھا پے کی وجہ سے سفید ہو جائے وہ سبزہ زار میں بھی رہے تو پریشان ہی رہے گا۔ جیسے ہم سیر و تفریح کے دوران لوگوں کی قبروں سے گزر جاتے ہیں اسی طرح جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے وہ ہماری قبروں سے گزر رہے گئے۔ افسوس کہ جوانی کھیل کود میں گزر گئی اور ہم کچھ بھی نہ کر سکے۔ جوانی کا دور بھی کیسا روح پرور ہوتا ہے جو برقِ ایمانی کی طرح آنا فنا ختم ہو جاتا ہے یہ کہاؤں وہ پینوں کی لکر ہوتی ہے مگر دین کا غم کھانے کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ باطل میں مشغول رہ کر حق سے دور رہنا اس جوانی کا دھوکہ ہے ایک استاد نے بچہ کو کیا خوب کہا

کارے نہ کردیم و شد روزگار  
زمانہ گذر گیا اور ہم کوئی کام نہ کر سکے

## سبق

۔ در جوانی تو بہ کر دن شیوہ پیغمبری  
 وقت بیری گرگ خالم میشود پرہیز گار  
 جوانی میں تو بہ کر نانیوں کا طریقہ ہے، بوڑھا ہو کر تو بھیڑ یا بھی پرہیز گار ہو جاتا  
 ہے اور بکریوں کی جان چھوڑ دیتا ہے۔ بڑھاپے کا علاج صرف موت ہے۔



## (201) بڑھاپا اور جوانی

اے نوجوان! آج جوانی میں عبادت کا راستہ اپنا کیونکہ بڑھاپے میں تو کوئی کام بھی نہ ہو سکے گا عبادت کیا ہوگی؟ اب جبکہ تجھے اطمینان قلبی اور جسمانی قوت حاصل ہے، میدان صاف ہے، نیکی کی گیند جیت لے۔ میں نے تو قدرندگی تو ہی کر لے اب جب میں زندگی کی بازی ہار گیا ہوں اور زندگی بھی ایسی کہ جس کا ہر دن شب قدر جیسا تھا اب بوجہ کے بچے دبا ہوا بوزھا گدھا کیا کوشش کر سکتا ہے، لیکن تو تو کوشش کر کہ تو جوانی کے تیز گھوڑے پر سوار ہے۔ نوتا ہوا پیالا اگر اچھی طرح سے بھی جوڑ لیا جائے تو نئے پیالے کی قیمت کا تو نہیں ہو سکتا (بوزھا جتنی عمدگی سے بھی عبادت کرے جوان کی طرح نہیں کر سکتا) اگر غفلت نے تیرے ہاتھ سے بھی پیالا گرا دیا ہے (اور تو نے بھی جوانی ضائع کر دی ہے) تو مرمت کے سوا چارہ نہیں (جس طرح گزرتی ہے گزرتا رہا) اپنے آپ کو دریا میں نہیں گرائنا چاہیے لیکن اگر گر جائے تو ہاتھ پاؤں ضرور مارنے چاہئیں۔ صاف پانی میسر نہ آئے تو تھیم کر نا ہی پڑتا ہے اور اس کی اجازت بھی ہے۔ اگر تو دودھ کر حیرت فادوں سے آگے نہیں بڑھ سکتا تو گرنا پڑتا ہی چلا چل۔

سبق

— عبادت بھر ہاتھ آتا نہیں ہے —



## (202) دلا! غافل نہ ہو یکدم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے

(مکہ کے راستے میں مقام) فید پر ایک مرتبہ میں (سعدی) سفر کی تھکاوٹ سے تھک ہار کر سو گیا۔ ایک اونٹ والا بڑے رعب سے آیا اور اپنے اونٹ کی مہار میرے سر پہ مار کر کہنے لگا! اٹھ! اگر قافلے سے پیچھے رہ گیا تو مارا جائے گا۔ نیند تو مجھے بھی ستا رہی ہے مگر دیکھتا نہیں خوفناک جنگل سامنے ہے جو غارے اور کوچ کی آواز پر بھی نہ اٹھے وہ منزل پہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ اس کے سر اٹھانے سے پہلے ہی قافلہ منزل مقصود تک پہنچ چکا ہوگا۔ اسی طرح جب جوانی کے چہرے پہ بڑھاپا چھا جائے تو سمجھ لے رات ہو گئی ہے آنکھیں کھول لیجی چاہیں۔ میں (سعدی) نے تو اسی دن زندگی کی امید ختم کر لی تھی جب میری سیاہی (کالے بالوں) میں سفیدی آگئی تھی۔ جہاں اتنی گزر گئی ہے یہ چند سانس بھی گزر ہی جائیں گے۔ جو گناہوں میں گزری سو وہ تو گزر ہی گئی ان بقیہ سانسوں کی حفاظت کر لے۔ اگر تو کھلیاں اٹھانے کا متنی ہے تو بچ بونے کے وقت سستی سے کام نہ لے۔ بازار قیامت میں بھی خالی ہاتھ جانا حسرت و اندامت کا باعث ہوگا۔ اب جبکہ تیری آنکھوں کو چیونٹیوں نے نہیں کھایا ہوا تو عقل کی آنکھ سے کام لے اور مہر میں جاتے سے پہلے ہی چار کر لے۔ نفع تو رقم سے ملتا ہے جو رقم ارادے و نفع کی توقع کیوں رکھے۔ اب پانی کمر تک ہے تو کوشش کو لے اگر سیلاب ہو کر سر سے گزر گیا تو کچھ نہ ہو سکے گا۔ آنکھوں سے آنسو بہا لے، زبان سے عذر پیش کر لے کیونکہ نہ منہ میں زبان ہمیشہ رہے گی نہ بون میں جان۔ آج اہل علم کی بات سن لے تاکہ کل قبر میں فرشتوں کی نہ سننا پڑے بہاری جان کی حفاظت کر کیونکہ پرندے کے بغیر و خیر اے کار ہے حسرت و افسوس میں عمر برباد نہ کر اس لیے کہ فرصت نایاب اور وقت تلووار ہے۔



## سبق

زندگی آرام کرنے کے لیے نہیں بلکہ کام کام اور بس کام کرنے کے لیے ہے۔ بزرگ فرماتے ہیں۔

۔ ویلی نہ بہو کچھ کر دی رہو

خالی بھاڑا بھردی رہو

جو آخرت کے آرام کا متلاشی ہے اس کو زندگی بھر پور طریقے سے اطاعتِ خدا و رسول میں گزارنی چاہیے، موت سے پہلے اپنی آخرت کو سنوار لے، وہاں وہی ملے گا جو یہاں کمایا کیونکہ

الدنیا مزرع الاخرة (دنیا آخرت کی بھیتی ہے)



## (203) باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سامنا ہے

ایک شخص فوت ہوا تو اس کے کسی عزیز نے اس پر رو کر اپنا گریبان پھاڑ لیا۔ ایک عقل مند نے دیکھ کر کہا اگر مروے کو طاقت ہوتی تو وہ تیرا یہ ظلم دیکھ کر اپنا کفن پھاڑ لیتا اور کہتا! تمہیں اس قدر چلائے کی ضرورت نہیں بس ایک دن کا ہی تو فرق ہے میں آج جا رہا ہوں تو بھی کل میرے بچپے آجائے گا۔ کیا تجھے اپنی موت یاد نہیں جو میری موت پہ اس قدر تڑپ رہا ہے۔ کچھ دار آدمی مروے پہ مٹی ڈالتے ہوئے ضرور سوچتا ہے کہ کل میرے اوپر بھی ایسے ہی مٹی ڈالی جائے گی۔ چھوٹا بچہ جو مرتا ہے تو اس کی موت قابل رشک ہوتی ہے کہ معصوم آیا اور معصوم ہی چلا گیا۔ روح کے پرندے کو آج ہی نیک اعمال کا قیدی بنا اور تیرے کل تیرے ہاتھ سے رسی چھڑا لے گا۔ آج جو لوگ دنیا میں نہیں ہیں تم ان کی جگہ پہ بیٹھے ہوئے ہو کل تم بھی نہیں ہو گے اور تمہاری جگہ کوئی اور بیٹھے ہوں گے۔ کوئی پہلوان ہو یا شمشیر زن دنیا سے سوائے کفن کے کچھ نہ لے جائے گا۔ گور خراگر شکاری کے ہاتھ سے رسی تڑا کر بھاگ بھی جائے تو اس کو کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ ریت میں جاگ کر پھر پھنس جائے گا اور شکاری اسے پکڑے گا۔ تو بھی قبر میں جانے تک زور دکھالے آخر کار قبر کی مٹی میں پھنس ہی جائے گا۔ اس دنیا سے دل نہ لگا کر گویا یہ گنبد ہے جس پر اخروٹ نہیں ٹھہر سکے گا۔ تو بھی اس دنیا میں سدا نہیں رہے گا۔ جس طرح تیرے ہاتھ سے کل گزشتہ نکل گیا ہے اس طرح کل آئندہ بھی تیرے قابو میں نہیں۔ بس یہی ایک سانس ہے جو تو لے رہا ہے اس کو نفیست جان لے اور آنے والے کل کی انتظار کرنے کی بجائے اس سانس میں کچھ کر لے، ادھار نہ کر۔

## سبق

سوت سے کوئی بھی نہ بچ سکا لہذا دوسروں کو دفن کرتے ہوئے یاد رکھا کہ اگر ایک  
دن ہمیں بھی دفنایا جائے گا۔ مردوں پر رونے دھونے کی بجائے اپنی تیاری میں مصروف ہو  
جاؤ۔

روحِ رگ رگ سے نکالی جائے گی  
خاکِ اک دن تجھ پہ زالی جائیگی  
آخرتِ اک دن سیرِ بالیسِ تیرے  
سورۂ نِس پڑھائی جائے گی



## (204) شہنشاہ ایران

(ایران کے بادشاہ) جمشید کی محبوبہ کا انتقال ہو گیا، اس نے ریشمی کفن پہنا کر دفن دیا، چند دن بعد اس کی یاد نے ستایا تو قبر پہ گیا تاکہ اپنے دل کے ارمان آنسوؤں کی شکل میں نکالے، جب دیکھا تو کفن بوسیدہ ہو چکا تھا۔ حسرت کے ساتھ کہنے لگا۔

من از کرم برکندہ بوم بزد  
بکندند از دپاز کر مان گور

یہ ریشمی لباس میں نے بزد (ریشم کے کیڑوں) سے چھینا لیکن قبر کے کیڑوں نے مجھ سے چھین لیا۔

### سبق

کفن معمولی ہو یا قیمتی قبر کی مٹی اس کو تیار کر دیتی ہے، کیڑے کھا جاتے ہیں لہذا کیڑے عمدہ پہننے سے بہتر ہے اعمال صالحہ کا اہتمام کیا جائے۔ سعدی فرماتے ہیں ایک دن ایک گویے کے دو شعروں نے میرے جگر کو کباب کر دیا جن کا ترجمہ کچھ اس طرح کہے ہوئے افسوس! ہمارے بغیر بھول و لالہ زار کھلتے رہیں گے یہ سادہ بھادوں گزر رہے ہیں گے حالانکہ ہم خاک میں مل چکے ہو گے۔

اور وہ دو اشعار یہ ہیں۔

درینقا کہ بے مایہ روزگار برید گل و بشفند لالہ زار  
نہے تیرہ دے ماہ اردوی بہشت براید کہ ما خاک پاشیم و خشت



## (205) سونے کی اینٹ

ایک پرہیزگار شخص کو سونے کی اینٹ مل گئی جس نے اس کا دماغ خراب اور دل تار یک کر دیا۔ ساری رات رقص کرتا رہا کہ اب مجھے کسی کی کوئی پروا نہیں، سنگ مرمر کا نعل بنادوں گا اس میں حندل کی لکڑی کا کام کراؤں گا۔ دوستوں کے لیے ایک خاص کمرہ بنادوں گا جس کا دروازہ باغ کی طرف کھلے گا۔ کپڑوں کو ہوند لگا کر تنگ آگیا ہوں اور چوبیسے کی گرمی نے میری آنکھیں اور مغز جلادیا ہے اب سخت کھل چھوڑ دوں گا کہ اس نے میرا جسم چھیل دیا ہے اب تو ریشمی بستریاں کراؤں گا۔ نماز روزہ چھوڑ بیٹھا ذکر و دعا سے کنارہ کش ہو گیا۔ حکمران چال چلتے چلتے جنگل کی طرف چل دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک قبر کے سر ہانے ایک شخص اٹھیں بنا رہا ہے۔ اس نے یہ منظر دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں اور اپنے آپ کو کہنے لگا! شرم کر سونے کی اینٹ میں دل لگا کے سب کچھ بھول گیا ہے ایک دن تو تیرے وجود کی منی سے اینٹ بنائی جائے گی لالچ کا منہ ایک اینٹ سے تو نہیں بھرتا، حرص کے دریائے جیون کے آگے ایک اینٹ سے بند نہیں باندھا جاسکتا۔ تو نفع کی نگر میں اپنی عمر کی پونجی برباد کر بیٹھا، بادشاہ تیری قبر پر اتنا گزروے گی کہ تیرے وجود کی مٹی کا ذرہ ذرہ بکھر جائے گا، تمناؤں کی گرد نے تیری آنکھوں کو سی دیا ہے اور ہوس کی لونے تیری زندگی کی کھیتی برباد کر دی ہے غفلت کا سرمہ آنکھوں سے نکال کیونکہ کل تو خود قبر کی مٹی کے بچے سرمہ بننے والا ہے۔

## سبق

انسان کو سونے پاندی کے چکر میں پڑ کر اپنی آخرت کو نظر انداز نہیں کر دینا چاہیے۔ سونے پاندی کی اینٹوں کے خواہشمندوں کو سوچ لیتا چاہیے کہ ایک دن آنے والا

ہے کہ جب قبر میں ان کا وجود مٹی ہو جائے گا تو اسی مٹی سے زندہ لوگ انہیں تیار کریں گے۔  
 پھر دنیا کی سونے چاندی کی انہیں کام نہیں آئیں گی۔ کسی نے خوب کہا: دنیا ایک قصر (محل) ہے جو ہزاروں قیصر (شاہ روم) دیکھ چکا ہے، یہ ایک طاق ہے جو ہزاروں کسریٰ دیکھا چکا ہے۔

۔ آنچہ دیدی برقرار خود نماز  
 آنچہ بینی ہم نہ ماند بر قرار  
 وہ جو تو دیکھ چکا ہے جب وہ باقی نہیں رہا تو جو تو دیکھ رہا ہے وہ بھی باقی نہیں رہے گا۔

۔ دنیا سے ہے سب نے جانا ایک دن  
 قبر میں ہوگا لٹکانا ایک دن  
 اب نہ غفلت میں گزانا ایک دن  
 منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن  
 ہو رہی ہے عمر مثل بر ف کم  
 چکے چکے رفت رفتہ دم بدم



## (206) دودشمن

دو منکر شخص تھے ان میں دشمنی پر گئی ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارا نہ کرتے تھے، ان میں سے ایک مر گیا تو دوسرا خوش ہو گیا، چند دن بعد اس کی قبر کے پاس سے گزرا تو کیا دیکھتا ہے کہ دنیا میں جس کے محل کی سونے کے پانی سے پاش ہوتی تھی آج اس کی قبر میں سے لپٹی ہوئی ہے، غصے کے ساتھ اس نے قبر کا ایک تختہ اکھٹڑا تو دیکھا کہ جس سر پہ تاج جتنا تھادہ گڑھے میں پڑا ہوا ہے اور اس کی خوبصورت آنکھوں میں مٹی بھری ہوئی ہے جبکہ جسم کا گوشت کینڑوں اور چیونٹیوں کی خوراک بن چکا ہے، اس کا سونا تازہ جسم پہلے رات کے چاند کی طرح دہلا چکا اور مرد جیسا قد ٹٹکے کی طرح باریک ہو گیا ہے۔ اس کے جسم کے تمام جود الگ الگ ہو کر ٹکھڑے ہوئے ہیں، جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اس قدر روبا کہ قبر کی مٹی تر ہو گئی۔ اپنے کیے پر نادم ہوا اور لوحِ قبر پر یہ شعر لکھنے کا حکم دیا

مکن شاد مانی ہرگز کے

کہ دھرت پس از دے نمائد کے

کوئی کسی کے مرنے پہ خوش نہ ہو کیونکہ اس کے بعد اس نے بھی مرنا ہے

دشمن مرے تے خوشیاں نہ کرے جتناں وی مر جانا

ڈنگرتے دن گیا حمزہ اوڑک لوں ڈب جانا

ایک عارفِ کامل نے دشمن کی قبر پر اس گوروتا ہوا دیکھا تو وہ بھی رو پڑا اور اللہ کی

بارگاہ میں دستِ دعا ہو گیا۔ کہ اے اللہ! اب اگر تو اس قبر والے پر رحم نہ کرے تو تعجب ہوگا

کیونکہ اس کا تو دشمن بھی اس پر آہ و زاری کر رہا ہے۔

سبق

قبر میں جانے کے بعد مردے کی حالت اس قدر قابلِ رحم ہو جاتی ہے کہ دشمن

کو بھی اس پر ترس آ جاتا ہے، بڑے بڑے بہادر، صاحب کمال، حسین و جمیل اور شاہ و گدا  
مٹی کے ذرات بن کر لوگوں کے قدموں کے نیچے پامال ہو جاتے ہیں۔ مقام عبرت ہے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا جسم بھی مرنے کے بعد ایسا ہی ہو جائے گا  
کہ جس پر دشمن کا دل بھی جل اٹھے گا۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ جب میرے دشمن کو میرے اوپر  
رحم کرنا دیکھے تو مجھے معاف فرما دے عنقریب سراپا ہو جائے گا کہ تو کہے گا گویا اس میں  
آنکھیں تھی ہی نہیں۔ میں (سعدی) نے ایک دن زمین پہ کدال ماری تو میرے کانوں میں  
کسی کے رونے کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا

۔ کہ زہار اگر مردی آہستہ تر

کہ چشم و ہنر گوش و رویت سر

اگر تو مرد ہے تو کدال آہستہ چلا کیونکہ اس میں لوگوں کے سر آنکھیں اور چہرے  
ہیں (یعنی یہ مٹی کھوپڑیوں سے تبدیل شدہ ہے)۔

۔ مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم!

تو نے وہ گھنچائے گراں مایہ کیا کیے

دنیا ایک خواب ہے جس کی تعبیر عدم ہے، جوان اور بوڑھا موت کا شکار ہے،  
روئے زمین اور زیر زمین انسانوں کا ہجوم ہے، گویا یہ زمین دو رویہ تصویر ہے

۔ چہی پڑی عزیزا من حقیقت حال و تیارا

کہ کس نے کشود و کشاید این ممیزا

دنیا کے ماتم کدے میں حقیقی خوشی کا ملنا اتنا ہی محال ہے جتنا کہ شور زمین سے  
زمین کا اٹھنا۔

یہ دنیا رنج و راحت کا غلط اندازہ کرتی ہے

خدا ہی خوب واقف ہے کہ کس پر کیا گذرتی ہے



## (207) باپ اور بیٹی

ایک رات میں (سعدی) اس ارادے سے سو گیا کہ صبح سویرے قافلے کے ساتھ مل کر سفر کروں گا، اچانک رات کو ایسا بگولا آیا کہ اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا میں نے راستے میں دیکھا ایک چھوٹی سی بچی اپنے دوپٹے کے ساتھ باپ کے چہرے سے گرد صاف کر رہی تھی اور باپ اپنی بیٹی کو پیار کرتے ہوئے دیکھ کر رو پڑا اور کہنے لگا: بیٹی ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ ان آنکھوں میں اس قدر مٹی بھر جائے گی جو اوڑھنوں سے صاف نہ ہو سکے گی۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہر شخص کی روح قبر کی طرف سرکش گھوڑے کی طرح بھاگ رہی ہے جس کو روکا نہیں جاسکتا۔ موت آکر جسم کی رکاب توڑ دے گی جس سے جسم کا تعلق روح سے ٹوٹ جائے گا اور بالآخر جسم گڑھے میں گر جائے گا۔

### سبق

دنیا میں انسان اپنے آپ کو جتنا بھی مٹی سے بچاتا پھرے لیکن قبر میں جا کر اس کی کھوپڑی اور آنکھوں میں مٹی ضرور بھر جائے گی۔ اس لیے بزرگ فرماتے ہیں دنیا کو نلکا ہری اٹھارے دیکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ چہرے پر آنکھیں نہیں بلکہ آئینہ بر دیوار ہے جیسے آگ آتش پرست کو بھی جلائے بغیر نہیں چھوڑتی اسی طرح دنیا بھی اپنے طلب گاروں اور پرستاروں پر ذرا بھی رحم و رعایت نہیں کرتی۔

طبیعوں سے میں کیا پوچھوں علاج دردِ دل اپنا

مرض جب زندگی خود ہو تو پھر اس کی دوا کیا ہے

دنیا فانی میں ہر شخص کی حیرت اس کی بصیرت و بصارت کے مطابق ہے دجو یہاں

بتایا تر ہے وہ اتنا ہی حیران تر ہے۔

۔ راز ہستی کوئی 'آج' تک پانہ سکا  
 پامیا کچھ تو کسی غیر کو سمجھا نہ سکا  
 دنیا کا گڑا گل ایک مقبرے کی مثال رکھتا ہے آسمان گویا لوح مقبرہ ہے اور دنیا  
 اس کی لحد ہے ہم سب اس میں مردہ ہیں اور سورج چراغ مقبرہ ہے  
 ۔ اسرارِ ذلِ رانہ تو دانیِ دنہ من  
 ایں حرفِ معنیہ را نہ تو خزانِ دنہ من  
 بہت از پس پردہ گنگوئے من دو  
 چوں پردہ برآئند نہ تو بانیِ دنہ من  
 دل کا ازلی راز نہ تو جانتا ہے نہ میں  
 یہ مشکلِ نکتہ نہ تو جانتا ہے نہ میں  
 حیرِ میری بات چیت پردے میں ہے  
 پردہ اٹھے گا تو نہ تو رہے گا نہ میں



## (208) وعظ و نصیحت

کیا تو جانتا ہے کہ ہڈیوں کا بنجرہ انسانی جسم ہے اور اس میں روح کا پرندہ قید ہے۔ جب یہ پرندہ اس قید خانے سے نکل جائے گا تو دوبارہ تیرے ہاتھ نہیں آسکے گا۔ فرصت کے لمحات کی قدر کر کہ دنیا بیل بھر ہے اور عقل مند کے نزدیک ایک ایک دم ایک جہان سے بہتر ہے۔ سکندر اعظم (یونان کا ایک بادشاہ) جس کا حکم پوری دنیا پر حکم چلتا تھا۔ سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے۔

قرشتوں نے پوری حکومت کے بدلے ایک سانس کی مہلت بھی اس کو نہ دی ہر شخص اپنا ہی بویا کاٹ کے چلا جائے گا اور نیک نامی و بدنامی کے سوا کچھ نہ چھوڑ جائے گا۔ جس مسافر خانے کو چھوڑ کر ہمارے دوست چلے گئے ہم اس میں کیوں دل لگائیں؟ ہمارے بعد بھی ہانگوں میں پھول کھلیں گے اور دوست آپس میں مل کر بیٹھیں گے، دنیا ایک ہر جائی محبوب ہے جو اس کی گود میں بیٹھا ہے اس کو تیر کی گود میں بیٹھا ہے اور خود دوسرے کی گود میں جا بیٹھا۔ قبر میں سونے والا قیامت سے پہلے اٹھ نہیں سکے گا۔ اے انسان! تو غفلت کے گریبان سے ابھی سر نکال تا کہ کل قیامت کے میدان میں شرمندگی کی وجہ سے تیرا سر گھونٹ نہ ہو۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ دنیا کے خارجی سفر سے واپس آنے والا گھر آ کر نہایت دھواں اور کپڑے تبدیل کرتا ہے؟ اگر یہ سب کچھ کرتا ہے تو وطن اصل (آخرت) کے سفر کی تیاری بھی کر اور گناہوں سے توبہ کر کے غسل کرتا کہ تیری گندگیاں دور ہو جائیں اور تو اپنے وطن اصلی میں داخل ہونے کے قابل ہو جائے۔ رورو کر اپنے رب سے معافی مانگ اور اپنا نامہ اعمال گناہوں کی سیاہی سے دھو ڈال۔

## سبق

انسانی جسم فانی ہے جب اس کی روح جسم سے الگ ہوگی تو اعمال صالحہ کے سوا کچھ ساتھ نہ لے جائے گی۔ اور جب موت کا وقت آئے گا ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہ ہوگا۔ کہتے ہیں ملکہ الزبتھ اول نے مرتے وقت کہا تھا کہ اگر کوئی ڈاکٹر اب مجھے زندہ رکھے تو میں ایک منٹ کی قیمت ایک لاکھ روپے دے دیتا ہوں۔

۔ تخت آراء تھا جو کل وہ آج زیر خاک ہے

عالم فانی کا منظر کیسا عبرت ناک ہے

ایک ہرن کی آنکھ کسی حادثے میں ضائع ہوگئی، بے پارہ شکاریوں کے ڈر سے دریا کے کنارے پہ چرتا اور ضائع شدہ آنکھ دریا کی طرف کرتا کہ ادھر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اچانک ایک شکاری کشتی میں سوار ہو کر آیا اور خراب شدہ آنکھ کی طرف ہی گولی مار کر اس کا کام تمام کر دیا، یاد رکھو! زندگی کو ہر طرف سے موت نے گھیرا ہوا ہے کسی حالت میں بھی مطمئن نہیں رہنا چاہیے۔

۔ نہ پوچھو میری انتہا موت ہے وہ مجرم ہوں جس کی سزا موت ہے

اس لیے کسی نے کیا خوب کہا "فکر آخرت ہر وقت باعث پریشانی ہے سب لوگ

مرنے سے ڈرتے ہیں مگر میں زندگی سے ڈرتا ہوں

۔ قیام زندگی بحر فنا میں غیر ممکن ہے

یہ کشتی تیر کی صورت چلی جاتی ہے طوفان میں

دنیا کی حلاوتیں جاہلوں کے لیے ہیں اور تکلیفیں عقل مندوں کے لیے

۔ آں را کہ عقل بیش غم روزگار بیش

جس کی عقل زیادہ ہے اس کو زمانے کا غم بھی زیادہ ہے۔

لفظ دنیا داریت سے بنا ہے جس کا معنی ذلت و کمینگی ہے نام سے ہی اندازہ لگایا

جائے کہ یہ کیسی ہے

دنیا ہے ایک مکیدہ ہے خودی اسیر  
 سب مست ہیں کسی کو کسی کی خبر نہیں  
 دنیا میں اگر کوئی محنت کا قدردان ہوتا تو گدھا (جو سب سے زیادہ محنت کرتا ہے)  
 اس کی قدر زیادہ ہوتی۔

یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے  
 زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے



## (209) بچپن کی یاد

(سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میرے باپ نے (اس پر اللہ کی رحمت ہو) بچپن میں مجھے ایک تختی اور گاہنی خرید کر دی اور ایک انگنٹھی بھی مجھے عنایت فرمائی ایک ٹھگ نے ایک کھجور بیکر مجھ سے انگنٹھی لے لی۔ جب چھوٹے بچے کو انگنٹھی کی قیمت ہی معلوم نہیں تو کوئی بھی مٹھی چیز دیکر اس سے انگنٹھی ہتھیائی جاسکتی ہے۔ تو بھی (اے انسان) اپنی زندگی کی قیمت نہیں پہچان رہا اس لیے دنیا کی مٹھاس کے بدلے اس کو ضائع کر رہا ہے اگر تو اسی زگر یہ چٹا رہا تو قیامت کے دن جب نیک لوگ بلند مقامات پائیں گے تو خیر اس شرم کی وجہ سے جھکا ہوا ہوگا۔ بدکاریاں چھوڑ دے تاکہ نیکوں کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ وہاں تو حالت یہ ہوگی کہ جب بارگاہِ خداوندی میں باز پرس ہوگی اولوالعزم رسولوں پہ بھی کچکی طاری ہو جائے گی۔ تو جہاں انبیاء کرام دم بخور ہوں گے تو اپنے گناہوں کا کونسا بہانہ پیش کرے گا۔ جو عورت شوق سے عبادتِ الہی میں مصروف ہوگی وہ غیر پرہیزگار مرد سے اونچے درجے میں ہوگی، آخر تجھے شرم نہ آئے گی کہ تو عورتوں سے کم تر درجے میں ہوگا۔ حالانکہ عورتوں کو ہر ماہ چند دن نمازِ معاف ہوتی ہے اور اگر تو بغیر عذر کے نماز میں ضائع کرتا رہے گا تو مرد کہاں چھوڑ دے۔ یہ باتیں میں از خود نہیں کر رہا بلکہ شاہِ سخن سلطان محمود غزنوی نے بھی یہی کہا ہے۔ تو سیدِ عارست چھوڑے گا تو ضرور شرمی جال چلے گا۔ جو عیش و عشرت میں اپنے نفس کو پالے گا تھوڑی ہی دیر بعد اس کے ہاتھوں آخرت تباہ کر بیٹھے گا۔ جیسے کسی نے بھیڑنے کا بچہ پالا اور اس نے بڑا ہو کر اپنے پالنے والے کو تنی چیر پھاڑ دیا۔ اس کی جان نکل رہی تھی کہ کسی عقل مند نے دیکھ کر کہا

تو دشمن چنیں ماز نہیں پروری  
مدانی کہ ناچار دشمن خوری  
تو اپنے ہی دشمن کو اتنی نزاکتوں سے یا لارہا اور یہ خیال نہ کیا کہ موقع ملے پر تجھ پہ  
ضرور وار کرے گا۔

(سعدی فرماتے ہیں) ابلیس لصین نے اللہ کے سامنے ہمارے بارے میں یہی تو  
کہا تھا ولا تسجدوا لکما ہم شاکرین کہ اکثر انسانوں کو میں گم راہ کروں گا۔ ہائے اللہ!  
مجھے ڈر ہے کہیں شیطان لعنتی کی بات سچی نہ ہو جائے۔ اللہ نے ہم پہ اتنی مہربانی فرمائی کہ  
شیطان نے جب ہماری ذلت چاہی تو اللہ نے اس کو مردود کر کے نکال دیا۔ اب یہ کتنے دکھ  
کی بات ہے کہ اس ملعون کے ساتھ ہماری صلح ہے اور خدا کے (احکامات کے) ساتھ ہماری  
جنگ۔ بھلا جب تیرا دشمن ہی دشمن کی طرف ہوگا تو دوست حیرت کیوں نظر کرے گا۔  
اگر دوست سے قائمہ پانا چاہتا ہے تو دشمن کو چھوڑ دے۔ اپنے عمل کے کھوٹے سکے سے  
رضائے الٰہی کیسے پاسکتا ہے جبکہ تجھے درحقیقت شیطان نے پھنسایا ہوا ہے اور اللہ سے تعلق  
محبت اگر ہے بھی تو داغی سا۔ دوست سے لاپرواہی ہو سکتا ہے جو دشمن کے ساتھ رہتا سہتا  
رکھنا چاہتا ہو جب تیری مجلس ابلیس کے ساتھ بھی رہے تو کیوں نہ اللہ سے دور ہوگا؟ جس  
گھر میں دشمن بیٹھا ہو دوست اس گھر میں قدم بھی نہیں رکھتا۔

## سبق

انسان کی زندگی ایک نہایت ہی قیمتی انگوٹھی کی طرح ہے اس کو دنیا کی چند روزہ  
شیرینی میں براہ و کرنا عقل مند ہی نہیں ہے۔ خدا کی نافرمانی کرنے والا دراصل ابلیس کی  
ترہ جانی کر رہا ہے پھر کیا یہ عقل مند ہی ہے کہ ہم اپنے کردار سے شیطان کی تائید کر کے اس کو  
سچا کر دکھائیں اور اپنے پیارے رب جس نے ہمارے خلاف بات کرنے کی وجہ سے  
شیطان کو مردود بنا کر اپنی بارگاہ سے نکال دیا تھا خود یا اللہ اس کو جھوٹا ثابت کریں۔

علم ابتداء کا ہے نہ خبر انتہا کی ہے  
دور انتاب کا ہے حکمت فنا کی ہے

دنیا کی مثال اندھوں کے ہاتھی سے دی گئی ہے کہ جس کا ہاتھ جس عضو پہ لگا اس نے اسی طرح کا ہاتھی سمجھ لیا۔ جس کا ٹانگ پہ لگا اس نے کہا؟ ہاتھی ستون کی طرح ہوتا ہے جس کا پیٹ پہ لگا اس نے کہا کمرے کی طرح ہوتا ہے

۔ جسکی حالت پیش آتی ہے زمانے میں جیسے

زہن انسانی میں ایسا ہی اتر آتا ہے کس

۔ یہ تو ہم کا کار خانہ ہے

یاں وہی ہے جو اعتبار کیا

یا دنیا اس بے وفائے دل ستاں 'عشوہ' مگر عورت کی طرح ہے جس نے کسی شوہر کے ساتھ وفائے کی ایسی زن حاملہ ہے جو ہزاروں بچے جن کر مار چکی ہے، پھر اس سے مہر مادی کی کیا امید کسی دنیا پرست نے کہا

۔ دنیا کے جو مزے ہیں ہر گز وہ کم نہ ہوں گے

چہ بے یابی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

جبکہ حقیقت حال کچھ اور ہے اور وہ یہ کہ

۔ دنیا کے جوالم ہیں ہر گز وہ کم نہ ہوں گے

صد سے بھی رہیں گے صد شکر ہم نہ ہوں گے

اگر دنیا میں رہ کر تو نے اور کوئی گناہ نہیں بھی کیا تو کیا دنیا کی محبت کا گناہ ہزاروں گناہوں سے کم ہے؟ دنیا خس و خاشاک کی طرح ہے، قدم احتیاط سے رکھنا لازم ہے، یہ ہمیشہ ہمارے اجزائے جسمانی کو منتشر کرنے کی فکر میں ہے اور ہم اس کو جمع کرنے کا شوق رکھتے ہیں قرآن پاک میں ہے **الہاکم النکالہ حسنی ذرئہ المقامو**۔ تمہیں دنیا داری کی ہوس نے مار دیا ہے۔

۔ قبر پر کہ اک تعلق کی نظر

بخر ہستی کی سیلےں پر عیاں ہے





## (210) بادشاہ کا دشمن

ایک شخص نے بادشاہ سے لڑائی کی ٹھانی بادشاہ نے اس کو اس کے دشمن کے  
حوالے کر دیا اپنے آپ کو دشمن کے قابو میں دیکھ کر رو کر کہہ رہا تھا

اگر دوست برخود نیاز دے

کے از دست دشمن جفا بردے

اگر میں اپنے دوست کو ناراض نہ کرتا تو آج دشمن کا ظلم برداشت نہ کرتا پڑتا۔ اگر  
تو عقل مند ہے تو دوست کو ناراض نہ کرتا کہ دشمن تیری طرف دیکھ بھی نہ سکے۔ اور اس شخص  
کی کھال تو دشمن ضرور اڑھڑے گا جس نے اپنے دوست کو ناراض کر لیا۔ دوست کے ساتھ  
یک دل اور یک زبان ہو جا تیرے دشمن کی جڑ خود ہی کٹ جائے گی اور دشمن کو خوش کرنے  
کے لیے دوست کو ستانا اچھی سوچ نہیں۔

### سبق

جس نے دوست سے بگاڑی وہ دشمن کے ہاتھوں ضرور ذلیل ہوگا  
اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر



## (211) شیطان کا دوست

ایک شخص نے لوگوں کا مال دھوکے سے کھایا اور پھر شیطان پر لعنت کرنا شروع کر دی (کہ جو دھوکا کرے وہ لعنتی شیطان ہو) شیطان نے اس کو راستے میں پکڑ لیا اور کہا: تو کتنا بے وقوف ہے کہ میرا خفیہ دوست (دھوکے باز) بھی ہے اور میرے خلاف تلوار بھی نکالتا ہے (یعنی مجھ پر لعنت بھی کرتا ہے)

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: افسوس ہے کہ شیطان کی کہنی ہوئی بات (کہ اس کو گمراہ کر دوں گا) آج تیرے نامہ اعمال میں فرشتے اپنے ہاتھوں سے لکھ رہے ہیں۔ تو کس قدر جاہل اور احمق ہے کہ پاک فرشتوں کو اپنے ناپاک اعمال لکھنے کی تکلیف دے رہا ہے (کیا یہ مناسب ہے؟) ابھی موقع ہے خدا سے صلح کر لے، کوئی سفارشی درمیان میں ڈال لے اور توبہ کا کاغذ پیش کر تا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر راضی ہو جائے۔ اگر اسی گنہگاری میں موت آگئی تو ایک لمحہ بھی مہلت نہ ملے گی۔ اگر تو نیک اعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو آہ وزاری کر کے معافی تو مانگ سکتا ہے۔ اگر تیرے گناہ اندازے سے باہر ہو گئے ہیں تو ان کا اعتراف تو کر تا کہ معافی کی کوئی گنجائش نکل آئے۔ ابھی در توبہ کھلا ہے داخل ہو جا کہیں ایسا نہ ہو کہ بند ہو جائے اور پھر معافی کی بھی صورت باقی نہ رہے، اے انسان! گناہوں کا بوجھ نہ بنا کیونکہ زیادہ سامان والا سفر میں عاجز ہو جاتا ہے، نیک لوگوں کی پیروی کر تا کہ تجھے نیکی نصیب ہو۔ کہینے شیطان کے پیچھے بھاگنے والا نیکی نہیں پاسکتا۔ حضور علیہ السلام اسی کی شفاعت فرماتے تھے جو ان کی شریعت پہ چلے گا۔ منزل پہ وہی پہنچے گا جو سیدھی راہ اپنائے گا اور پہنچا جائے گا، نہ کہ اس بتل کی طرح جس کی تلی نے آنکھیں بند کر کے کولہو پہ جوت دیا ہے ساری رات دوزخ تار رہتا ہے مگر وہ نہیں کاوہیں ہوتا ہے۔

## سبق

گناہ کرنے کے بعد شیطان کو کوستا فضول ہے کیونکہ ایسے آدمی کا اپنا نفس شیطان سے کم نہیں، کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہماری ناپاکیوں کو فرشتوں جیسی معصوم و نوری مخلوق لکھنے پر مجبور ہو یہ عبارت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے جس شعر کا ترجمہ ہے مناسب لگتا ہے کہ وہ شعر بھی لکھ دیا جائے کیا عبرت ناک اور دل کی آنکھیں کھول دینے والا شعر ہے۔

روا داری از جہل و ناپاکیت  
کہ پا کاں نویند ناپاکیت



## (212) ایک گنہگار اور خدا کا دربار

ایک شخص جو سرتاپا سنی میں تضرع اہوا تھا مسجد میں داخل ہو گیا ایک دوسرے شخص نے اسے جھڑک کر کہا ادفع ہو جا ایسی پاک جگہ پہ ایسا ناپاک وجود لے کر آ گیا ہے۔ (سعدی فرماتے ہیں) میں نے یہ بات سنی تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہ خیال کر کے کہ "جنت بھی تو پاک جگہ ہے وہاں میرے جیسے گناہوں سے تضرعے ہوؤں کا کیا کام" جنت اسی کو ملے گی جو عبادت کرے گا کیونکہ بازار سے سودا اسی کو ملتا ہے جو رقم لے کر جاتا ہے۔

اے انسان! اب دیر نہ کر اپنا دامن گناہوں سے دھو لے نہرا چا تک بند ہونے والی ہے (یعنی توبہ کا روزہ) اگر جوانی گزر گئی ہے تو بھی پڑھا پے کا پرندہ ابھی تیرے ہاتھ میں ہے اس میں مافات کی تلاقی کر لے۔ اور اگر تو سمجھتا ہے کہ اب دیر ہو گئی ہے۔ آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے۔

تو میری سن اور تیز چل سستی نہ کر، صبح چیز دیر سے بھی مل جائے تو غم نہیں کرنا چاہیے۔ موت نے ابھی تیرے ہاتھ مظلوم نہیں کیے لہذا اپنے رب کی بارگاہ میں دست بدعا ہو جا۔ کل سب کے سامنے ذلیل ہونے سے بہتر ہے آج ہی اپنا سر زمین پر رکھ لے تاکہ کل کی آبروریزی سے بچ جائے۔ اور اگر اتنا بھی نہیں ہو سکتا تو خدا کے کسی پیارے کا دامن قدام لے تاکہ وہ تیرا سفارشی بن جائے کیونکہ

۔ بیداں راند نیکاں بہ بخشد کریم  
نیکیوں کے طفیل بڑے بھی بخشے جائیں گے  
میری (سعدی کی) اپنی حالت تو یہ ہے۔

از درم	خدا	پراند	بقیمار
آدرم	شفیع	بزدگان	روان

اگر اللہ نے مجھے اپنے دربار سے دھکادیا تو میں بزرگوں کی ارواح کو سفارش بنا کر لے آؤں گا (جن کی خدامانا ہے کیونکہ وہ خدا کی مانتے ہیں مناسب کی ہے مگر ماننا ان کی سے جو اس کی مانتے ہیں۔)

مسبق

اگر مندے لباس والا شخص مسجد میں نہیں آ سکتا تو بڑے اعمال کر کے دل مندہ کر لینے والا جنت میں کیسے جا سکتا ہے  
 بے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ



## (213) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن

میں (سعدی) اپنے بچپن میں عید کے دن اپنے والد صاحب کے ساتھ گھر سے باہر نکلا۔ ازدحام و جھوم اور میری کھیل کی عادت نے مجھے میرے باپ سے جدا کر دیا، میں گھبرا ایا اور چیخ و پکار کرنے لگا، اچانک والد صاحب آگئے اور مجھے ڈانٹنے لگے! او بے ادب! تجھے کہا بھی تھا میری انگلی نہ چھوڑنا۔ چھوٹا بچہ نادانف ہونے کی وجہ سے اکیلا کہیں نہیں جا سکتا۔

### سبق

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس دنیا میں جو روحانیت کے مقامات حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے اس حکایت میں سبق یہ ہے کہ سالک راہ بھی ابھی بچہ ہے اپنے مرشد کی نگرانی و تربیت کے بغیر سلوک کی منازل طے نہیں کر سکے گا۔ مرد کامل کا دامن پکڑ لے۔ کینوں کی صحبت چھوڑ دے ورنہ عزت چلی جائے گی۔ پرہیزگار لوگوں کا دامن پکڑنے میں شرم محسوس نہ کر، شرم مانے والا محروم ہو جاتا ہے سریدہ بچوں کی طرح کمزور ہوتا ہے اور پیر دیوار کی طرح مضبوط چھوٹا بچہ دیوار کے سہارے ہی چلنا سیکھتا ہے۔ نیکوں کے پاس بیٹھنے والا بُروں کے جال سے نکل جاتا ہے۔ راہنما کی ضرورت تو بادشاہ کو بھی ہوتی ہے۔ سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی طرح خوش چینی کراتا کہ تو کھلیاں جمع کر سکے۔



## (214) کھلیان جلانے والا مست

ایک شخص نے بھادوں کے مہینے میں ڈھیروں تلخ جمع کر لیا تاکہ سارا سال میٹھ کر تار ہے، ایک رات اس نے آگ جلائی جو کھلیان کو لگی اور سارا کھلیان جل گیا۔ اگلے دن لوگوں نے دیکھا کہ شے جن رہا تھا، ایک شخص نے اس مست کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے بچے کو نصیحت کی، ”اگر تو بد بخت نہیں بننا چاہتا تو مست ہو کر اپنا کھلیان نہ جلانا، زندگی بد کاریوں میں گزارنے والا کیا اس سے کم احمق ہے جو غلے کا کھلیان اپنے ہاتھوں سے جلا کر راکھ بنا دیتا ہے۔ اپنا کھلیان جلا دینے کے بعد شے چٹا زلت ہے۔ انصاف کا جیو اور نیک نامی کا کھلیان نہ جلا، بد بخت کو قیدی دیکھ کر نیک بخت ضرور سبق حاصل کرتا ہے اگر معافی چاہتا ہے تو سزا کا وقت آنے سے پہلے مانگ لے سزا کے دوران جیو و پکار بے فائدہ ہے ہر غفلت سے نکال تاکہ کل شرمندگی کی وجہ سے جھکا نہ رہے۔“

### سبق

غفلت اور سستی میں اللہ و رسول کی نافرمانی کر کے زندگی برباد کرتے والا گویا وہی مست ہے جو اپنے ہاتھوں سے کھلیان جلا کر بھیک مانگتا پھرتا ہے لیکن  
اب بچتا دوا کیا ہوتا جب چڑیاں چبک گئیں کھیت



## (215) عادی مجرم

ایک عادی گنہگار کے پاس سے ایک بہت نیک آدمی گذرا، تو یہ گنہگار بہت شرمندہ ہوا کہ اسے بڑے بزرگ نے مجھے گناہ کرتے دیکھ لیا ہے۔ بزرگ نے فرمایا! تو مجھ سے تو شرم کر رہا ہے اپنے رب سے کیوں نہیں کرتا؟ جو ہر وقت تجھے دیکھتا رہتا ہے۔ اللہ سے ڈر! وہی نفع نقصان کا مالک ہے کم از کم اپنے خدا سے اتنی تو شرم کر جتنی کہ اپنوں اور بیگانوں سے کرتا ہے۔

### سبق

انسان کو چاہیے کہ جس طرح اپنے جیسے انسانوں سے گناہ کرتا ہوا شرماتا ہے اس کی بہ نسبت خدا سے گناہ کرنا اور گناہ کرتے ہوئے شرم کرے۔ گناہوں کی عادت بہت بڑی ہے کہ بندے کو ذلیل و رسوا کر دیتی ہے اور بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔





## (216) یوسف (علیہ السلام) اور بی بی زلیخا

(عزیز مصر کی بیوی) زلیخا نے جب یوسف علیہ السلام کی محبت میں بے خود ہو کر ان کے دامن کو ہاتھ ڈالا، تو اس کی نظر گھر میں رکھے ہوئے سنگ مرمر کے بت پہ پڑی جس کی وہ صبح دشام پوجا کرتی تھی، فوراً زلیخا نے بت پر کپڑا ڈال دیا کہ میری اس غلط حرکت کو دیکھ نہ لے، یوسف علیہ السلام کو نے میں بیٹھے یہ منظر دیکھ رہے تھے، زلیخا نے یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف بلایا تو آپ نے رو کر کہا! ہٹ جا مجھ سے گناہ کی امید نہ رکھ۔ تو خود تو ایک پتھر سے شرم کر رہی ہے کیا مجھے رب العالمین سے شرم نہ آئے؟ اور اگر گناہ کر کے شرمندگی حاصل ہو تو اس کا کیا فائدہ؟ جب کہ عمر تو برباد کر لی۔ شراب تو سرخروئی اور جستی کے لیے بلی جاتی ہے لیکن بعد میں سستی اور آخرت میں زور و روئی اور ذلت اٹھاتی پڑے تو کیا فائدہ؟ آج زبان بول رہی ہے تو معذرت کر لے کل کو یہ بھی بند ہو جائے گی۔

### سبق

اللہ تعالیٰ مخلوق سے زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور شرم کی جائے اور وہ ہر وقت ہر جگہ دیکھتا ہے۔ علیم ذخیر ہے۔ یوسف علیہ السلام تو نبی اللہ تھے ان کو تو اللہ نے بچاؤ ہی تعجب بات تو یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کا دامن پکڑ کر زلیخا بھی بچ گئی۔



## (217) بلی کی خوبی

بلی کی یہ خوبی ہے کہ پاخانہ کرنے کے لیے پاک جگہ تلاش کرتی ہے اور پھر اس پہ مٹی بھی ڈال دیتی ہے کیونکہ وہ یہ پسند نہیں کرتی کہ کوئی اس کے پاخانے کو دیکھے۔  
اسے انسان! تو کیسے برداشت کر لیتا ہے کہ تیرے گناہوں کی غلاظت پہ کسی کی نظر پڑے، تجھے بھی چاہیے کہ اس غلاظت پہ توبہ کا پردہ ڈال دے، تو دیکھتا نہیں کہ بھاگا ہوا نام جب واپس آ جاتا ہے تو مہربان آقا اس کو قید کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اسی طرح اگر تو بھی تائب ہو کر اللہ کی بارگاہ میں آئے گا تو تیرا کام بن جائے گا۔ لڑائی اس سے کرنی چاہیے جس سے لڑنے کی طاقت ہو، یا کسی کی پناہ لیکر اپنا دفاع کر سکا ہو خدا کے ساتھ یہ دونوں باتیں محال ہیں لہذا خدا سے صلح ہی بہتر ہے۔ آج عمل کا حساب کر لے کل جب اعمال نامہ کھول دیا جائے گا تو پھر حلالی نہ ہو سکے گی۔ جس نے گناہ کے بعد توبہ کر لی گویا اس نے بزدائی کی ہی نہیں، شیشہ اگر آہ کرنے سے دھندلا جاتا ہے تو اسی آہ سے ہی دل کا شیشہ صاف بھی ہو جاتا ہے۔ آج گناہوں سے ڈرنا کہ قیامت کے دن تجھے کسی کا ذرہ ہو۔

## سبق

گناہ کرتے ہوئے کم از کم انسان کو یہ سوچ تو آنی چاہیے کہ میں جتنا بھی چھپ کر گناہ کروں گا اللہ تعالیٰ تو مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس خیال کی وجہ سے گناہوں سے بچنے میں مدد ملے گی۔



## (218) شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اور چند قیدی

میں (سعدی) سیر و سیاحت کے طور پر مسرور ہو کر حبش (افریقہ کا شمال مشرقی ملک جو یمن کے جنوب میں واقع ہے) پہنچ گیا، راستے میں ایک چہترے پر میں نے چند مسکین لوگوں کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے (قیدی) دیکھے۔  
میں نے وہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور فی الفور وہاں سے کوچ کا ارادہ کر لیا۔ بعد میں مجھے کسی نے بتایا کہ یہ قیدی چور ہیں اس لیے ان کو پا بند سلاسل کر رکھا تھا۔

### سبق

انسان کو اپنا حساب کتاب (کھانا) صاف رکھنا چاہیے تاکہ کسی قسم کے محتاجی اور سزا کی فکر نہ ہو۔ کیونکہ جس نے ظلم کیا ہی نہیں اگر سارا جہان بھی کو تو ال بن جائے تو اس کو کیا غم۔ نیک نام ہو جا چھر تجھے قید کا غم نہیں ہے، خدا سے ڈرنے کہ حاکم سے جو ملازم فراڈ نہ کرے اس کی شکایت کوئی نہیں کرتا۔ اور اگر کسی کی امانت داری دھوکے پر مبنی ہے تو وہ جواب دہی کے وقت بہادری نہیں دکھاسکے گا۔ جب میرے معاملات ٹھیک ہوں گے تو مجھے بدخواہ دشمن کا کیا غم؟ نوکر اگر نوکر بن کر رہے تو مالک کو بہارا لگتا ہے ورنہ آقا اسے گدھے کی طرح ہانکے گا۔ سعدی فرماتے ہیں

قدم پیش نہ کز ملک بگزدی

کہ گر باز مانی زود کتری

قدم بڑھا اور فرشتوں سے آگے نکل جا اور اگر تو نے محنت نہ کی اور پیچھے رہ گیا تو

جانوروں سے بھی گیا کھرا ہو جائے گا۔



## (219) اللہ سے صلح کر لو!

(طبرستان کے شہر دامغان کے حاکم نے ایک شخص کو ہاکی سے اتنا مارا کہ بیچارا  
ذہول کی طرح بجنے (چیننے) لگا۔ ساری رات سو نہ سکا۔ ایک پرہیزگار بندے نے اس کی  
مالت دیکھی اور کہا! اگر رات کو کو تو ال کی خوشامد کر لی، دلتی ہو تیرا یہ مشرتو نہ ہوتا۔  
سبق

اپنے رب سے صلح رکھنے والا محشر میں شرمندہ دلیل نہ ہوگا۔ اگر تو عقل مند ہے تو  
رات کو کیے ہوئے گناہ کی رات کو ہی معافی مانگ لے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ ہر وقت بندے  
کی عذرخواہی کے لیے دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ جس نے تجھے عدم سے وجود بخشا بھلا یہ کیسے ہو  
سکتا ہے کہ تو گرے اور وہ تجھے نہ سنبھالے اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو دست طلب دراز کر اور اگر  
تجھے شرم آتی ہے تو جا حسرت و افسوس کے آنسو بہا۔ اس کی بارگاہ میں معافی کی نیت سے جو  
بھی آیا ہے اس کے گناہ آنسوؤں سے ہی دھو دیے گئے۔ رات کو آنسو بہانے والے کی آبرو  
اللہ قائم رکھتا ہے۔



## (220) بیٹے کی موت

(یمن کے دارالحکومت) صنعاء میں میرا بیٹا فوت ہو گیا، جس کا مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پھر یہ سوچ کر مہر کر لیا کہ قدرت نے جو بھی حسین و جمیل بنایا ہے وہ یس عایہ السلام کی طرح قبر کی پھٹی کا ضرور لقمہ بنا ہے۔ دنیا کے بارش میں جو بھی سرو کی طرح بلند ہوا موت کی آندھی نے اس کو جڑوں سے اکھیر کر رکھ دیا۔ مٹی میں پھولوں کا کھلنا تعجب نہیں کیونکہ جولا کھوں حسین و جمیل مرکزِ زیرِ خاک چلے گئے وہی پھولوں کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں میں نے اپنے آپ سے کہا! اے بے شرم تجھے مرجانا چاہیے خاک کا تیرا بچہ تو گمناہوں سے معصوم گیا ہے اور تو بوڑھا ہو کر گمناہوں سے لہجڑا ہوا ہے چنانچہ بے خود ہو کر میں اس کی قبر کا ایک تختہ اکھیر دیا۔ اور جب میرے ہوش و حواس ٹھکانے آئے تو میرے کانوں میں میرے بیٹے کی آواز گونجی

گمرت و حشت آمد ز تار یک جائے

بیش باش و باروشنائی در آئے

اگر تجھے قبر کی تاریکی سے وحشت آتی ہے تو اس میں آسمان کی روشنی لے کر آ۔  
کاشنگار اس لیے مقرر ہے کہ کہیں اس کے درخت بے مل نہ ہو جائیں اور لالچے لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید ہم بیچ بوئے بغیر ہی کھلیاں اٹھالیں گے۔ تو بھی ذرا اس بات سے کہ مبادا تیرا عمل کہیں مردود کر کے تجھے ثواب سے محروم نہ کر دیا جائے اور اس خام خیالی میں بھی جتنا نہ ہو کہ بغیر عمل کے ہی تو ثواب پالے ہوئے بغیر نہیں کاٹا جاسکتا۔ اسی نے پھل کھایا جس نے پودا لگایا اور اسی نے مکھلوں اٹھایا جس نے بیج ڈالا۔

## سبق

دنیا میں ہر آنے والا قبر کے گڑھے میں ضرور اترے گا لہذا قبر کی وحشت دتار کی  
سے بچنے کے لیے عمل کی روشنی یہاں سے لیکر جاؤ۔

۔ لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)



## (221) دعا کے بیان میں

آج ہاتھ اٹھا کر دل کی انتہا گہرائیوں سے دعا کر لے کیونکہ کل قبر میں تو ہاتھ اٹھایا نہ سکے گا۔ تو دیکھتا نہیں خزاں کے موسم میں سردی کی وجہ سے جب درختوں کے پتے چھڑ جاتے ہیں تو وہ اللہ کی بارگاہ میں ہانڈا اٹھا کر دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں نیا لباس پہنا دیتا ہے۔ خدا کی بارگاہ کا دروازہ نہ کبھی بند ہوتا ہے اور نہ ہی اس دروازے سے مانگنے والا مایوس لوٹتا ہے۔ اگر کسی کا دامن عبادت سے خالی ہے اور نیکیوں کے معاملے میں وہ مسکین ہے تو وہ مسکین نواز (اللہ) کی بارگاہ تک آئے تو کسی پھر دیکھے اللہ تعالیٰ اس کو کیسے نوازتا ہے اس کی مسکینی سے ہی رحمت خداوندی کو جوش آ جائے گا اللہ تعالیٰ کی بخشش و رحمت کو دیکھ کر بندہ گناہ کر ہی بیٹھتا ہے۔ فقیر جب سخاوت و کرم دیکھتا ہے تو بخئی کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ لے کر ہی چھوڑتا ہے۔ یا اللہ! ہم بھی تیرے رزق سے ملے ہوئے ہیں اور ہمیں بھی تیرے لطف و کرم کی عادت پڑی ہوئی ہے تو نے ہمیں دنیا میں عزت دی امید ہے آخرت میں بھی رسوائی سے ضرور بچائے گا۔ عزت و ذلت تیرے ہاتھ میں ہے تیرا عزت دیا ہوا کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ اے اللہ! کسی میرے جیسے انسان کو مجھ پہ مسلط نہ کرنا کہ اس سے بڑی ذلت کوئی نہیں تیرے ہی ہاتھ سے سزا پاؤں تو مجھے منظور ہے۔ تیری بارگاہ میں شرمندہ ہونا بندوں کے سامنے شرمندہ ہونے سے بہتر ہے۔ میرے سر پہ اگر تیری رحمت کا سایہ پڑ جائے تو اپنے آپ کو آسمان سے بھی بلند سمجھوں۔ اور جس کو تو لا نچا کر دے اس کو کوئی نیچا نہیں کر سکتا۔

## سبق

اس باب میں اللہ تعالیٰ سے التجا و دعا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے قرآن وحدیث میں دعا کی اہمیت کو بار بار واضح کیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے ادعونی استجب لکم۔ مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا کرماؤں گا۔

حدیث شریف میں دعا کو "مُخِ الْعِبَادَةِ" عبادت کی جان اور مغز قرار دیا گیا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب بندہ اللہ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹاؤں۔

دنیا کے سخی بار بار مانگنے سے ناراض ہو جاتے ہیں اور حضور عالیہ السلام فرماتے ہیں اللہ سے نہ مانگنے والا اللہ کو اپنے اوپر ناراض کر دیتا ہے۔





## کسی عزیز کے مرنے پر رونا

کسی عزیز خصوصاً ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں، پیر و مرشد اور استاد یا دوست میں سے کسی کے فوت ہوتے پر دلی تعلق کی بنا پر رونا بے اختیاری اور ناقابلِ گرفت عمل ہے۔ لیکن سر یا سینہ کو ٹٹا، پیٹنا، منہ پر تھپڑ مارنا، بال نوچنا، مرنے والے کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا، ہائے اوتے، فلاں یا تو مر گیا، ساڈا بیڑہ غرق ہو گیا، ایسے اجڑ گئے، مرنے والے کو بے وفائی سے یہ سب حرام ہے کہ یہ فوج میں داخل ہے۔ ممبر لشکر کے الفاظ کہنا یا میت کو ایسے الفاظ سے مختصر طور پر مخاطب کر کے کلام کرنا جائز ہے۔ آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ چونکہ بندے کے قبضے میں نہیں اس لیے اس پر عذاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ عذاب اختیاری گناہ پر ہوتا ہے۔ آنسو اختیاری ہیں اور نہ ہی ان کے بہنے پر گناہ ہے۔ بعض صورتوں میں رب ذوالجلال نے رونے کی اجازت دی ہے بلکہ خوف خدا اور گناہوں پر ندامت سے رونا، بخشش کا ذریعہ ہے۔ اطباء کہتے ہیں میت پر بالکل نہ رونے سے سخت بیماری پیدا ہو سکتی ہے آنسو بہنے سے دل کی گرمی نکل جاتی ہے۔ اس لیے ایسے موقع پر رونے سے منع نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ایسے مواقع پر نہ رونا سخت ولی کی نشانی ہے۔ یہ بات رسول کریم ﷺ کے عظیم فرامین میں سے ہے کہ ”جسے بندوں پر رحم نہیں آتا اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔“

تعزیت کے لیے بیٹھنا سنت ہے نیز تعزیت کے لیے مسجد میں بیٹھنا بھی جائز ہے۔ تعزیت کی حد تین دن ہے۔ کسی کے فوت ہو جانے پر میت والے گھر میں تین دن تک چٹائی یا دریاں بچھا تے ہیں لوگ تعزیت اور فاتحہ کے لیے آتے رہتے ہیں۔

رونے کی ممانعت نہیں:

(۱) "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے 'فرماتے ہیں

ماتت زينب بنت رسول الله ﷺ فيكث النساء فجعل عمر يضربهن بسوطه فاعمره رسول الله ﷺ بيده وقال مهلا يا عمر ثم قال ايا كن وتعين الشيطان ثم قال انه مهمما كان من العين ومن القلب فمن الله عز وجل ومن الرحمة وما كان من البدن من اللسان فعن الشيطان (مشكوة ص ۱۵۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۲۳ البيهقي والتهذيب جلد ۴ ص ۲۸۹)۔

(حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں تو عورتیں روئیں (جناب عمر (رضی اللہ عنہ) ان کو کوزے سے مارنا چاہتے تھے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا اے عمر چور و ہٹ جاؤ۔ پھر (عورتوں سے) فرمایا شیطان آواز سے پرہیز کرنا اور فرمایا جو کچھ اکٹھا کر اور دل سے ہو تو وہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔"

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان فی جنازة فواى عمر امرأة فصاح بها فقال النبی ﷺ دعها يا عمر فان العين دامعة والنفس مصابة والعهد قريب (ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۴ ص ۲۳۲ مسند ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۷۰ اسنن الکبریٰ المصنوع جلد ۲ ص ۷۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳)۔

"نبی کریم ﷺ ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے (حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک عورت کو دیکھا وہ رو رہی تھی تو آپ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے ڈانٹا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ) اسے رونے دو اس لیے کہ اس کی آنکھ رونے والی ہے اس کی جان کو تکلیف پہنچی ہے اور زمانہ قریب ہے (یعنی انجلی صدمہ ہوا ہے اور ایسے وقت میں دل پر اثر ہوتا ہے اور رونا بہت آتا ہے تو انسان مجبورہ و چاہتا ہے)۔

## آنسو اور دل کا غم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کچھ بیمار ہوئے تو نبی کریم ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے تو انہیں غشی میں پایا۔

فقال قد قضی قالوا لا یا رسول اللہ فکی النبی ﷺ قلما رای القوم یمکاء النبی ﷺ یکوا فقال الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولكن یعذب بهذا و اشار الی لسانه او یوحى وان المیت لبعذب یمکاء اہله علیہ (مشکوٰۃ ص ۱۵۰ اسنن الکبیری للشیخ جلد ۳ ص ۹۶ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۴ بخاری جلد ۱ ص ۷۴ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱)۔

”پوچھا! کیا وصال کر گئے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر رسول کریم ﷺ روئے۔ جب قوم نے نبی محترم ﷺ کو روئے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم سنے نہیں کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتا؟ پھر اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور میت کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔“ (اس روئے سے مراد وہ روئے ہے جس میں چیخا چلانا نوحہ اور بینا ہو)۔

(حضور ﷺ کا یہ روئے ان کی موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ ان کی تکلیف دیکھ کر رحمت کی بنا پر تھا اور یہ کلام حکیمانہ مبلغاً تھا کہ کسی کی بیماری یا موت پر بے مبری یا نوحہ نہیں کرنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ جو مصیبت پر حیرا لگی کر رہا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے نہ غلام یا تم کہتا ہے، نہ پایا تا ہے)۔

## زمین و آسمان کا رونا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 ما من مومن الا وله بابان باب يصعد منه عمله و باب ينزل منه  
 رزقه فاذا مات بكبا عليه فذلك قوله تعالى فما بكت عليهم السماء  
 والارض (مشکوٰۃ ص ۱۵۱ کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۴۱۸۔ ۳۲۷۱۸ ترمذی جلد ۲ ص  
 ۱۶۱ شرح الصدور ص ۱۰۱ احلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۵۳)۔

"ہر مومن کے لیے (آسمان) میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ وہ ہے جس  
 سے اس کے اعمال آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ دوسرا وہ ہے جس سے اس کی روزی اترتی  
 ہے۔ جب بندہ مومن مر جاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اس پر روتے ہیں۔ یہی رب العزت  
 کا فرمان ہے (یعنی آسمان و زمین کا فر کے لیے نہیں روتے بلکہ مومن کے لیے روتے ہیں)۔  
 حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ ارسلت  
 ابنة النبی ﷺ اليه ان ابنتي قبضت فأتنا فارسل يقرئ السلام ويقول ان لله  
 ما اعطى وله ما اعطى وكل عنده باجل مسمى فلتنصبر ولنحنسب فارسلت  
 اليه فتفسم عليه لباتيها فقام و معه سعد بن عبادہ و معاذ بن جبل و ابی بن  
 كعب و زيد بن ثابت و رجال فرفع الي رسول الله ﷺ الصبي و نفسه  
 تنففع ففاضت عيناه فقال سعد يا رسول الله ما هذا فقال هذه رحمة  
 جعلها الله في قلوب عبادہ فانما يرحم الله من عبادہ الرحماء (مشکوٰۃ ص  
 ۱۵۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱ مسند احمد جلد ۱ ص  
 ۲۶۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۶۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۱ ابن ماجہ ص  
 ۱۱۵ شرح السنن جلد ۳ ص ۲۸۳ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۶۷۰)۔

"وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی کریم

ﷺ کو بلا بھیجا کہ میرا بیٹا (جس کا نام علی بن حاسم بن ربیع رضی اللہ عنہ تھا) فوت ہو گیا ہے تو آپ ﷺ تشریف لائیں (آپ ﷺ نے سلام اور پیغام بھیجا) آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہی ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اس کے پاس ہر چیز کی میعاد مبین ہے۔" حضرت زینب نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں تشریف آوری کا دوبارہ پیغام بھیجا۔ (حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ اٹھے میں بھی اٹھا اور حضرت سعد بن عبادہ معاذ بن جبل ابی بن کعب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب مکان پر پہنچے تو لوگ بچے کو رسول کریم ﷺ کے پاس لائے اس کی روح سینہ میں مل رہی تھی (یعنی روح نکلنے کے قریب تھی) جیسے منگ میں پانی ملتا ہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ روئے۔ تو (حضرت) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیا معاملہ ہے؟ (یعنی آپ ﷺ رورہے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہے جو اس نے اولاد آدم میں رکھی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ان بندوں پر رحم فرماتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں۔" (رواہ اور ربیع کا کرنا خلاف شرع نہیں بلکہ وقت قلب اور نرم دلی کی نشانی ہے اور جسے ایسے موقعوں پر ربیع نہ ہودہ سخت دل انسان ہے)۔

جینئیں مار کر روٹنا منع ہے:

حضرت جابر بن عبدک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جاء بعد عبد اللہ بن ثابت فوجدہ قد غلب غلبه فصاح به قلم بحه قاسر جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال قد غلبنا علیک یا الربیع فصحن النساء وبکن فجعل ابن عبدک بمکنین فقال رسول اللہ ﷺ دعہن فاذا رجیت فلا تبکین یا کبہ قالوا وما الواجب یا رسول اللہ قال الموت قالت ایسہ ان کنت لا رجوان تکون شہد اللہ کنت فضیت جہازک قال رسول اللہ ﷺ فان اللہ عزوجل قد اوقع اجرہ علی فدائہ (نسائی جلد ۱۱)

"رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت (رضی اللہ عنہ) کی بیمار پری کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ بیماری ان پر غالب ہے۔ آپ ﷺ نے ان کو زور سے پکارا انہوں نے جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اننا لله وانا اليه راجعون" اور فرمایا "اے ابوالربیع تم ہم پر مغلوب ہو گئے۔" (یعنی قضائے الہی ہم پر غالب آگئی ہم تمہاری زندگی چاہتے تھے مگر تقدیر میں موت ہے)۔ یہ سن کر عورتوں نے جنہیں ماریں اور رونے لگیں (حضرت) جابر بن عتيك رضی اللہ عنہ ان کو چپ کرانے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو مگر جب ان پر واجب ہو جائے تو کوئی (چینیں مار کر) نہ روئے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) واجب ہونے سے کیا مرا ہے؟ فرمایا "مر جاتا" ان کی بیٹی نے (ان کے فوت ہونے کے بعد) کہا مجھے امید تھی کہ آپ شہید ہوں گے اس لیے کہ آپ جہاد کے لیے سب سامان تیار کر چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو ان کی نیت کے مطابق ثواب عطا فرمایا ہے۔"

### حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ان اباء فصل يوم احد قال فجعلت اكشف عن وجهه ولبكى والناس ينهونى و رسول الله ﷺ لا ينهانى وجعلت عمى تبكي فقال رسول الله ﷺ لا تبكيه مازالت الملائكة تظله باجنحتها حتى رفعتموه (البدلية والنهاية جلد ۳ ص ۴۲ کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۸۸۰ - نسائی جلد ۱ ص ۲۶۱) "میرے والد (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے غزوہ میں شہید ہو گئے تو میں ان کے منہ سے کپڑا ہٹاتا اور روتا۔ لوگ مجھے منع کرتے مگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہ فرمایا۔ پھر میری چھو بھی رونے لگی اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایاں پر مت رو۔ اس پر برابر فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے

ہوئے ہیں یہاں تک کہ تم نے اس کو اٹھایا۔“

صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

(1) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں: اخذ النبی ﷺ بيد عبدالرحمن بن عوف فانطلق به الى ابنه ابراهيم فوجدہ بجمود بنفسه فاخذه النبی ﷺ فوضعه فی حجره فیکى فقال له عبدالرحمن اتیکى اولم نکن نهبت عن البکاء قال لا ولكن نهبت عن صوتین احصیفین فاجرین صوت عند مصیبة وخمش وجوء وشن جیوب دونہ سلطان (جامع ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۶)

”نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کو اپنے پیارے بیٹے (حضرت) سیدنا ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کے پاس لے گئے اس وقت اننا پے نزع کا عالم طاری تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنی گود میں رکھ لیا اور رونے لگے۔ (حضرت) عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہ) عرض کرنے لگے 'کیا آپ ﷺ روتے ہیں؟ حالانکہ آپ ﷺ تو رونے سے منع فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا 'میں رونے سے منع نہیں کرتا تھا بلکہ میں تو دواحق قاجر آوازوں سے منع کرتا تھا۔ ایک کسی مصیبت کے وقت رونے کی آواز جس میں مذکا نوچنا پہننا اور گربان کا چیرنا پھارنا ہو۔ دوسرے شیطان کا نوحہ کرنا اور چیخنا پھلانا۔“

(2) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لماتوفی ابن رسول اللہ ﷺ ابراهيم بکى رسول اللہ ﷺ فقال له المعزى اما ابو بكر و اما عمر انت احق من عظم الله حقه قال رسول الله ﷺ تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول ما يخطئ الرب لولا انه وعد صادق وموعود جامع فان الاخر نابع للاول لو وجدنا عليك يا ابراهيم افضل ما وجدنا وانا بك المحزونون (وفى

بخاری ” و انما بفروا فک یا ابراہیم المحزونون (۱) ابن ماجہ ص ۱۱۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۶۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۴ بخاری جلد ۱ ص ۷۳ مسلم جلد ۲ ص ۲۵۹۔

”رسول کریم ﷺ کے بیٹے (حضرت) ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہوا تو نبی کریم ﷺ روئے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو آپ ﷺ کو تعزیت دے رہے تھے انہوں نے عرض کیا: آپ ﷺ سب سے زیادہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے حق کو جاننے والے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آ نکھ روٹی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے۔ ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے پروردگار ناخوش ہو۔ اگر قیامت کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور اس وعدے میں سب ملنے والے نہ ہوتے پھر فرمایا بعد میں فوت ہونے والا پہلے فوت ہونے والے کے چچے جاننے والا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے: ”اے ابراہیم (رضی اللہ عنہ) ہم تجھ پر زیادہ رنج کرتے ہیں اس رنج سے جتنا ہم نے کیا اور ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں (یعنی تیری جدائی کی وجہ سے)۔ کسی کے بچہ کے مرنے پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اذا مات ولد العبد قال اللہ تعالیٰ للملائکۃ قبضتم ولد عبدی فبقولون نعم فبقول قبضتم لمرۃ فوادہ فبقولون نعم فبقول ماذا قال عبدی فبقولون حمدک و اسرجع فیقول اللہ انو العبدی بیتا فی الجنة و سموہ بیت الحمد (ص ۱۵۱ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۵ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۸ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۳۷ درمنثور جلد ۱ ص ۱۵۷) جب کسی بندہ سے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں! تو (اللہ تبارک و تعالیٰ) فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟ فرشتے پھر عرض کرتے ہیں ہاں! (اللہ تبارک و تعالیٰ) پھر



فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد بیان کی اور (انما للہ) پڑھا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بناؤ اور گھر کا نام بیت الحمد رکھو۔

فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من عزیٰ لکلّی کسی بردا فی الجنة (مشکوٰۃ ص ۱۵۱) تیسری جلد ص ۱۳۸ ترجمہ حدیث نمبر ۱۰۷۶) جو فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی دے اس کو جنت میں جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی (اور اعزاز سے نوازا جائے گا)۔

رونا اور نوحہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منہیبت عن البكاء انما نهبت عن النوح (شرح النوح جلد ۳ ص ۲۹۸) بخاری حدیث نمبر ۱۲۹۶) میں تمہیں رونے سے منع نہیں کرتا بلکہ میں تمہیں نوحہ (اور بین) سے منع کرتا ہوں۔

نوحہ منع ہے:

حضرت یحکم بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: ان فیس ابن عاصم قال لا نوحوا علی فان رسول اللہ لم یبع علیہ مغمصرا (نسائی جلد ۱ ص ۲۲۲) حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنے (احباب اور گمراہوں سے) کہا مجھ پر نوحہ مت کرنا رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں ہوا۔

بین کرنے کی ممانعت:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الحیت بعدب بیکاء الحی اذا قالوا واعضداه واکسابہ وانا

صراہ واجبلاہ ونحو هذا یتبع (ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۱۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۶۲) (مختصر) السنن الکبریٰ للشیخ جلد ۴ ص ۷۱ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۱۲ حدیث نمبر ۳۲۳۳۲ انجم الکبیر للطبرانی فی جلد ۷ ص ۲۱۶ جلد ۱۲ ص ۲۳۳ (مختصر)۔ "زندہ کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ جب لوگ (نوحہ اور بین کے اعزاز میں روتے ہوئے) کہتے ہیں۔ اے میرے بازو! اے میرے گیزے! پہنانے والے! ہائے میری مدد کرنے والے! ہائے پہاڑ کی طرح قوت اور طاقت والے! یا اس کے مانند دوسرے کلمات کہتے ہیں تو (فرشتے) میت کو جھڑکتے ہیں "ڈانٹتے ہیں۔" (جبکہ مرنے والے نے مرنے سے پہلے نوحہ و بین کرنے کی وصیت کی ہو)۔

گال پیٹنے اور گرہ بان پھاڑنے کی ممانعت:

(۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں ان رسول اللہ ﷺ لعن الخاملۃ وجہها والشافقۃ جیبها والداعیۃ بالویل والیور (ابن ماجہ ص ۱۱۳)'' رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ نوچنے اور گر بیان پھاڑنے والی عورت پر لعنت کی ہے (اور اس پر بھی) جو خرابی، بربادی اور ہلاکت پکارتے' (یعنی یوں کہے جائے تبہ ہوگی، ہلاک ہوگئی، برباد ہوگی)۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ليس منا من شنى أو شق الجيوب وضرب الخدود ودعى بدعوى الجاهلية (ابن ماجہ ص ۱۱۳ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۵۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۷۷ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۸) جو شخص گریبان پھاڑے رخسار پیٹے اور جاہلیت کی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

(3) حضرت عبدالرحمن بن یزید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جب (حضرت) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور بے ہوش

ہوئے ان کی بیوی چلا چلا کر رو رہی تھی۔ جب انہیں ہوش آ باتو انہوں نے اس سے کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میں اس سے بیزار ہوں؟ جس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انا بوری معن حلق (ای شعرہ او راسہ) و سلفی و خرق (ان رفع صونہا عن المصیبة) (ابن ماجہ ص ۱۱۵ انسائی جلد ۱ ص ۶۳ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰ مسند ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۷ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۹ حدیث نمبر ۳۲۳۲۱۔) (جو کسی کے مرنے پر) سر منڈوا دے جو چلا چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (جیسے جابلوں کی عادت ہوتی ہے۔ میت وغیرہ ہونے پر منہ پینے پکڑے پھاڑنے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے شکایت کرنے اور بے مبری کے کلمات اور باتیں کرنے والا ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں میں سے نہیں یہ کام حرام ہے۔ ایسا کرنے والا سخت مجرم ہے۔ اس سے روافضی عبرت پکڑیں جن کے ہاں سیدہ کو بی اور حرام سرھیے پڑھنا عبادت ہے۔ (اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ) دور جاہلیت میں عرب میں بھی کسی کی موت پر سر منڈانے کا رواج تھا جیسے ہندو لوگ سر داڑھی اور مونچھیں سب کچھ منڈوا دیتے ہیں (جسے "بھدرا" کہتے ہیں)۔

نوح کی وجہ سے عذاب:

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: من بنح علیہ فانه بعدب بما بنح علیہ یوم القیامۃ (مشکوٰۃ ص ۱۵۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۶۱ جلد ۳ ص ۲۴۵) جس پر نوح کیا جائے اسے قیامت کے دن نوح کی وجہ سے عذاب ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ میت نے نوح اور پینے کی وصیت کی ہو۔ زمانہ جاہلیت میں مرنے والے وصیت کرتے تھے کہ مجھ پر نوح کر تاکہ مشہوری ہو جائے۔ اس دور جاہلیت میں نوح پر فخر ہوتا تھا۔ شہد کر بلا پر رافضی لوگ "نوح" اور "پنا کوئی" کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی اختراع ہے تو صرف امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوئی وصیت کی اور نہ ہی دیگر شہداء کر بلا نے اور نہ وہ اس سے راضی ہیں۔

(2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: المبت یعذب بما ینتج علیہ (ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۷ مجمع الرواد جلد ۳ ص ۱۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۳) 'میت کو اس نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے جو اس پر کیا جاتا ہے۔' (جبکہ مرنے والا نوحہ کی وصیت کر جائے۔ ہاں البتہ خود ہی سے نوحہ کرنے والے بھی قیامت کے دن پکڑے جائیں گے)۔  
نوحہ کرنے پر لعنت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں: لعن رسول اللہ ﷺ الناحیة والمستعة (ابوداؤد جلد ۱ ص ۹۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۱) 'رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔'  
ایک عورت کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں: مر النبی ﷺ بامرأة تبکی عند قبر فقال اتقی اللہ واصبری قالت البک عنی فأتک لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقبل لها انه النبی ﷺ قالت باب النبی ﷺ فلم تجد عنده بوابین فقال لم اعرفک فقال انما الصبر عند الصدمة الاولی (نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۲) 'نبی کریم ﷺ (ایک دفعہ) ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی (اس کے رونے میں چیخ و پکار اور نوحہ تھا) آپ ﷺ نے (اس عورت سے) فرمایا اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے ڈر اور صبر کر۔ (وہ عورت بے خبری اور شدت غم میں) بولی میرے پاس سے ہٹ جائیے آپ (ﷺ) کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی۔ اس عورت نے رسول کریم ﷺ کو پہچانا نہیں۔ (جب حضور نبی کریم ﷺ کچھ آگے چلے گئے تو) اس عورت کو بتایا گیا وہ تو نبی کریم ﷺ تھے۔ پھر وہ عورت رسول کریم ﷺ کے

مقدس آستانِ پاک پر حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مہر شروع صدے سے ہی ہوتا ہے۔ (چونکہ شروع صدہ پر دل میں جوش ہوتا ہے اس وقت اس جوش کو روکنا بڑے بہادروں کا کام ہے)۔

فرشتوں کا جھنجھوڑنا:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ما من میت بموت فبقوم یا کبھم فیقول واجبلہ واسبداہ و نحو ذلک الا وکل اللہ بہ ملکین بلہذا انہ وبقولان اھکذا کنت (مشکوٰۃ ص ۱۵۰، شرح النہ جلد ۳ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۳) ”جب کوئی (بندہ) فوت ہو جائے اور اس کے رونے والا اٹھ کر کہے ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار اور اسی طرح کی دوسری باتیں کہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اسے جھنجھوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟

جہالت کی چار باتیں:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اربع فی امتی من امر الجاہلیۃ لا ینر کونھن (۱) الفخر فی الا حساب (۲) والطعن فی الاتساب (۳) والا منقا بالنجوم و (۴) النباحۃ (مشکوٰۃ ص ۱۵۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۲۹، شرح النہ جلد ۳ ص ۲۹۲، کنز

العمال حدیث نمبر ۴۲۳۱) ”میری امت میں چار باتیں جہالت کی ہیں جنہیں وہ نہ چھوڑیں گے۔ (۱) قومی فخر (۲) نسب میں طعن (۳) ستاروں سے بارش مانگنی اور (۴) نوحہ اور فرمایا اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس پر ”زال“ کا لباس اور ”جرب“ کی قمیض ہوگی۔“ (جرب سخت خارش کرنے والا وہ کپڑا جو نوحہ کرنے والے کو قیامت کے دن پہنایا جائے اور نوحہ کرنے والی عورت پر اس دن خارش کا عذاب مسلط کیا جائے گا)۔

نوحہ نہ کرنے پر بیعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ اخذ علی النساء حین یابعنہن ان لا ینحنن فقلن یا رسول اللہ ان نساء اسعدنا فی الجاہلیۃ فتمسعدن فقال رسول اللہ ﷺ لا اسعد فی الاسلام (نسائی جلد اس ۲۶۲ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۹۷ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۶۰ کنز العمال جلد ۱۳ ص ۶۱۳ مختصراً) حدیث نمبر ۴۲۳۱) ”جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی اور نوحہ نہ کرنے کا اقرار کرایا تو عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) دور جاہلیت میں بعض عورتوں نے رونے پینے میں ہماری مدد کی تو کیا ہم بھی ان کی مدد کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام میں یہ چیز جائز نہیں۔“ (دور جاہلیت میں پینے کا عام رواج تھا اور اس پر فخر کیا جاتا تھا۔ اس دور میں رونے پینے کا بھی قرض ہوتا تھا۔ ایک عورت دوسرے کے یہاں موت پر بیت آتی تھی تو دوسری اس کے ہاں موت کے وقت پینے ضرور جاتی تھی)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عجب للمومن ان اصابه خیر احمد اللہ وشکروا وان اصابه مصیبة حمد اللہ وصبر فالمومن یوجز فی کل امرہ حتی فی اللقمة یرفعها الی فی امراته (مشکوٰۃ ص ۱۵۱ شرح التہذیب جلد ۳ ص ۲۹۴ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۸۲)

(۱۷۳۱ء)

”مومن کے لیے عجب (معاملہ ہے) اگر اسے بھلائی پہنچے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی حمد و ثناء اور شکر کرتا ہے اور اگر مصیبت پہنچے تو اللہ (جل جلالہ) کی حمد و ثناء اور صبر کرتا ہے۔ مومن کو ہر کام پر ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اگر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے تو اس پر بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔“

فوت شدہ کے گھر والوں کے لیے کھانا پکانا:

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ’فرماتے ہیں‘ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی خبر آئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما بسغلہم“ (ابن ماجہ ص ۱۱۶ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ مشکوٰۃ ص ۱۵۱) (حضرت) جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے لیے کھانا پکاؤ کیونکہ ان کے پاس وہ خبر آئی ہے جو (ان کو) کھانے سے باز رکھے گی۔“

آپ ﷺ نے کھانا پکانے کا حکم اپنے اہل بیت کو فرمایا ’یہ کھانا بھیجنا سنت ہے۔ کھانا پکانے والے کو خود میت والوں کے گھر کھانے لے کر جانا چاہیے اور ان کو کھانے پر بھی مجبور کرنا چاہیے اور خود بھی ان کے ساتھ کھائے اور ان کی ڈھارس بندھ جائے۔

رواج:

ہمارے معاشرے میں تین دن تک کھانا بھیجنے کا رواج ہے۔ جب کہ حدیث شریف کے مطابق جس گھر میں فوجیدگی ہو اس گھر میں صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے گا۔ (جس دن فوجیدگی ہو یا فوجیدگی کی خبر آئے)۔ یہ کھانا وہ لوگ کھائیں جو غم کی وجہ سے کھانا پکانہ سکیں یا میت کے گھر والوں کے باہر سے آئے ہوئے مہمان جو تجنیز و تکفین کے لیے آئے ہوں۔ اگر بطور محبت اور ہمدردی کسی رکی یا روائی تہ کے بغیر دوست احباب یا رشتہ دار کھانا دیں تو اس پر فتویٰ نہیں۔

نوحہ والے جنازہ سے پرہیز:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے 'فرماتے ہیں: نبھی رسول اللہ ﷺ ان تتبع جنازۃ معها رائۃ لے (ابن ماجہ ص ۱۱۶ مسند احمد جلد ۲ ص ۹۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۲ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳ مسند احمد جلد ۶ ص ۱۰۷) "رسول اللہ ﷺ نے اس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔"

فیصلہ کن ارشادِ حیّی چلائے بغیر روتا:

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن علیہ الرحمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے خبر دی کہ میں نے (ام المومنین) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا ان سے کسی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ:

ان السمیت لبعذب بیکاء الحی علیہ نفول یغفر اللہ لابی عبدالرحمن اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی اور اخطاء انما مر رسول اللہ ﷺ علی یہودۃ بیکى علیہا فقال انہم لیسکون علیہا و انہا لتعذب فی قبرہا (مشکوٰۃ ص ۱۵۱ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۲ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰ بخاری جلد ۲ ص ۱۷۲ مسلم جلد ۶ ص ۳۰۳)

"سمیت پر زندہ کے روکنے سے عذاب ہوتا ہے۔ تو (ام المومنین حضرت) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا کہ اللہ (جبارک و تعالیٰ) ابو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو بخشے (یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی گنبت ہے) بے شک انہوں نے اپنی طرف سے کچھ جھوٹ نہیں بنایا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہو گئی ہے۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت (جو مر گئی تھی) کے پاس سے گذرے جس پر لوگ رورہے تھے تو آپ نے فرمایا یہ لوگ تو رورہے ہیں اور اس پر عذاب قبر ہو رہا ہے۔ (یعنی سرکارِ کائنات ﷺ کا یہ فرمانا اس لیے نہیں تھا کہ جب زندہ لوگ



روتے ہیں تو ان کی میت پر عذاب ہوتا ہے۔ ہاں اگر فوت شدہ شخص وصیت کر جائے کہ میرے مرنے پر روٹا اور رونے والیاں بلانا اور چیخنا چلانا تو اس پر بالا تفاق عذاب ہوگا۔ حضرت امام ابو یوسفؒی ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور صحیح ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب و باجاتا ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کافر کا عذاب اہل خانہ کے رونے سے بڑھا دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تمہیں قرآن مجید کافی نہیں ہے؟ جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (نزعہ): ”کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔“

آسمان اور زمین کا روتا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: فاسرو بعبادی لیلا انکم متعون O و اتروک البحر و ہوا اتہم جند مغرفون O (الدخان: ۲۳-۲۳) ”ہم نے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کو حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ ضرور تمہارا چچا کیا جائے گا اور (جب دریا سے پار نکل جاؤ) تو دریا کو یونہی جگہ جگہ کھلا چھوڑ دینا (یعنی اس کو چلانا نہیں) بے شک وہ (فرعون) لشکر ڈبو دیا جائے گا۔“ جب فرعون اس کے بیروکار اور لشکر دریا میں ڈبوئے گئے تو ارشاد ہوا ”فما یکت علیہم السماء والارض۔“ (الدخان: ۲۹) ”تو ان (کے ڈوبنے) پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین۔“ اس آیت مبارکہ میں کافروں کی موت پر زمین و آسمان کے رونے کا ذکر ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں اس لیے کہ اگر کسی کے لیے بھی زمین و آسمان نہ روتے ہوتے تو رب کائنات یہ نہ فرماتا کہ جب فرعون اور اس کے لشکر والے ڈوب گئے تو نہ آسمان روئے نہ زمین روئی۔ اس آیت اور اس کے شان نزول کو پڑھنے کے بعد رسول کریم ﷺ کے ارشادات کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ مومن کی فوجی کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مومن کے لیے زمین و آسمان روتے ہیں)۔ کیونکہ ”فما یکت“

علیہم السماء والارض“ کافروں کے لیے فرمایا گیا ہے۔

(2) ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ ان سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد ”فما بکت علیہم السماء والارض“ کے بارے پوچھا گیا کہ کسی پر آسمان اور زمین روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اہر انسان کے لیے درد و راز سے ہیں ایک تو وہ جس سے اس کا عمل اوپر جاتا ہے دوسرا وہ جس سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب ہندہ مومن فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں درد و راز سے اس کے لیے روتے ہیں کیونکہ یہ بندہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ”واذا فسدہ مصلاہ من الارض الذی کان بصلی فیہ و بذکر اللہ فیہا بکت علیہ“ ”وہ زمین (کا ٹکڑا) جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا ذکر کرتا تھا روتی ہے“ لیکن چونکہ فرعون کی قوم کے لیے زمین میں اچھے نشانات نہ تھے اور نہ ہی اس کا کوئی عمل اچھا تھا۔ پس اس کے مرتے پر نہ آسمان رو یا نہ زمین (یعنی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد کے ”فما بکت علیہم السماء والارض“ (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

مومن کی گزرگاہ روتی ہے:

ابن جریر ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں شرح بن عبید حمزہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما مات مومن فی غروبہ غابت عنہ فیہا مواکبہ الابکت علیہ السماء والارض ثم قرأ: (فما بکت علیہم السماء والارض) ثم قال: انہما لا یکبان علی کافر“ ”جو مومن بھی مسافر میں مرتا ہے اور اس پر روتے والیاں نہیں روتیں تو اس پر آسمان اور زمین روتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ”فما بکت علیہم السماء والارض“ اور فرمایا ”یہ کافروں پر نہیں روتے“ (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

چالیس دن تک زمین کا روتا:

سعید بن منصور اور ابو نعیم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے

کہ: "ما من مومن بموت الانبکی علیہ الارض اربعین صباحا" "جب بھی کوئی مومن مرتا ہے تو زمین چالیس روز تک صبح کے وقت ہوتی ہے۔" (شرح الصدور ص ۱۰۲)

سجدہ کی جگہ روتی ہے:

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عطاء خراسانی سے روایت کی ہے۔ "ما من عبد یسجد للہ سجدة فی بقعة من بقاء الارض الا شہدت له یوم القیامۃ ویسکت علیہ یوم بموت" "جو بندہ مومن زمین کے گوشوں میں سے کسی گوشہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوتا ہے وہ گوشہ اس کی موت پر روتا ہے اور قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔" (شرح الصدور ص ۱۰۲)

ابن ابی الدنیا نے ابو سعید سلیمان بن عبد الملک کے مصاحب سے روایت کی ہے کہ (ترجمہ): "جب بندہ مومن فوت ہوتا ہے تو زمین کا گوشہ گوشہ پکار کر کہتا ہے "اللہ تبارک و تعالیٰ کا مومن بندہ فوت ہو گیا ہے تو زمین و آسمان دونوں اس پر روتے ہیں تو زمین سبحانہ و تعالیٰ پوچھتا ہے تم دونوں میرے بندے پر کیوں روتے ہو؟ تو وہ دونوں کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب وہ جس گوشے سے گزرتا تھا تیرا ذکر کرتا تھا (تجھے باؤ کرتا تھا)۔" (شرح الصدور ص ۱۰۲)

زمین و آسمان کیوں روتے ہیں؟:

سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ آسمان اور زمین مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے: "ما زال یصعد الی منہ خبر" و تفسول الارض ما زال یفعل علی خبر" "کہ اس کی نیکیاں براہم آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ براہم مجھ پر نیک عمل کرتا تھا۔" (شرح الصدور ص ۱۰۲)

نماز کی جگہ روتی ہے:

ابن ابی الدنیا ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: ان المومن اذا مات یکب علی مصلیہ

من الارض و بصعد عمله من السماء ثم نلا: فما بكت عليهم السماء والارض " جب بندہ مومن مرتا ہے تو اس کی نماز کی جگہ اس پر روتی ہے اور آسمان کی وہ جگہ روتی ہے جہاں سے اس کے نیک اعمال اوپر چڑھتے تھے۔ پھر یہ آیت پڑھی: فما بكت عليهم السماء والارض " (شرح الصدور ص ۱۰۲)

آسمان کے فرشتے روتے ہیں:

حضرت حسن علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ان اللہ اذا توفى المؤمن بسلاذ غریبه لم يعطيه رحمة لغریبه وامر الملائكة فنبكه لفیة بواکبه عنه واللہ اعلم " کوئی بندہ مومن (مسافر کی حالت میں) اجنبی شہر میں فوت ہوتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر عذاب نہیں کرتا بلکہ غریب الوطنی کی وجہ سے رحمت فرماتا ہے اور اس کے رونے والوں کے نہ ہونے کی وجہ سے فرشتوں کو اس کے لیے رونے کا حکم فرماتا ہے۔ " (شرح الصدور ص ۱۰۳)

یہ خدائی نظام ہے کہ بندہ مومن کے لیے زمین و آسمان بھی روتے ہیں بلکہ مومن کی موت پر درود و یار بھی روتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمان و زمین کو بندہ مومن اور غیر مومن فیہر صالح کو پہچاننے کا ادراک عطا فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے یہ جان پہچان اور علم رکھتے ہیں صبح پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

سورہ حمد میں حضرت نوح علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ موجود ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور فرمایا میں ظالموں بہت پرستوں کو ڈبو دوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا تو تنور سے پانی ایلنے لگے گا۔ حضرت نوح علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام نے حکم خداوندی کے تحت ایمان والوں کو کشتی میں سوار کیا آسمان پانی برسانے لگا زمین اپنا پانی اگلنے لگی جب تمام لوگ سوائے کشتی میں جینے والوں کے ذوب ہوئے تو رب ذوالجلال نے زمین و آسمان کو بایں انداز پکارا۔ و فیل بالارض ابلعی

مانک و یاسماء اقلعی (حدود: ۴۴) ”اور فرمایا اے زمین اپنا پانی نکال لے اور اے آسمان تھم جا۔“

جو نئی حکم خداوندی ہوا تو حکم کی بجا آوری کے لیے زمین نے پانی جذب کر لیا اور آسمان پانی پر سنانے سے رک گیا۔

سستی شان ہے اس مومن کی جس کی محبت میں اس کے فوت ہونے پر زمین و آسمان اور فرشتے روتے ہیں۔ کتنا چمکدہ دل ہے وہ شخص جس کی آنکھوں سے اس کے والدین یا بیوی بچوں کے فوت ہونے پر آنسو نہیں بہتے۔ جہاں درد و محبت کا قلبی اور روحانی تعلق ہوتا ہے وہاں موت کی وجہ سے رونا بے اختیار آ جاتا ہے۔

(ماخوذ از ماہنامہ سیدھا راستہ فروری 2005ء)



## (222) ایک دیوانے کی دعا

میرا (سعدی کا) جسم کانپ اٹھتا ہے جب مجھے حرم شریف میں ایک دیوانے کی دعا یاد پڑتی ہے۔ جو اللہ سے رور و کر کہہ رہا تھا۔ مسکین کو دستم تکیر دے اے اللہ! مجھے نہ گرا کیونکہ تو نے ہی اگر مجھے گرا دیا تو میرا ہاتھ کوئی نہ پکڑے گا۔

چاہے مجھے نواز دے یا بھگا دے میرا تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ میں مسکین و عاجز نفس امارہ کا متایا ہوا ہوں، نفس و شیطان کو تیری ہی طاقت سے دبا یا جاسکتا ہے ورنہ ان چیتوں کا مقابلہ ہم جیسی چیز نمایا کیا کریں گی۔ اپنے محبوبوں کے طفیل مجھے سیدھی راہ چلا اور ان دشمنوں سے بچا۔ اپنی بے مثل ذات اور بے مثال صفات کے طفیل، ہیبت اللہ کے حاجیوں کی لیبیک کے طفیل، گنبد حضرتؑ کے کعبین کے طفیل، مجاہدین اسلام کے طفیل، جن کے سامنے دشمن کے سر ڈھکے اور تیس دکھائی دیتے ہیں، بزرگوں کی عبادات اور جوانوں کی سچائی کے طفیل، ہمیں ایک سانس میں دو خدا ماننے کے شرک، ظلم و ظلم سے بچا، پاک لوگوں کا واسطہ مجھے گندگیوں سے بچا اور میری لغزش معاف فرما، جن بزرگوں کی کمر عبادت کر کر کے دھری ہوئی اور گناہوں کی شرم سے جن کی نظر قدموں پہ بھکی ہوئی ہیں، ان کے طفیل، موت کے وقت میری زبان پہ کلمہ شہادت جاری فرما۔ میرے راستے میں یقین کا چراغ روشن فرما اور مجھے ہدایت کی توفیق نہ دے جن چیزوں کو تو نے نہ دیکھنے کا حکم دیا ہے ان سے میری آنکھ پھیر دے اور ناپسندیدہ کاموں پر مجھے قدرت نہ دے تیری ذات واجب الوجود کے سامنے میں ممکن الوجود اور عدم محض کی کیا مشیت ہے۔ تیری مہربانی کے سورج کی مجھے ایک شعاع ہی کافی ہے۔ تیری عطا کے بغیر مجھے کون جانتا ہے کہ میں کیا ہوں؟ اگر تو نے میرے بارے میں عدل و انصاف کا فیصلہ کیا تو میں مارا جاؤں گا کیونکہ میں تو تیرے فضل کا طالب ہوں۔ مجھے ذلت

کے ساتھ اپنے دروازے سے نہ ہٹا کیونکہ میرے سامنے اور کوئی دروازہ نہیں۔ اگر میں اتنا عرصہ تیری بارگاہ میں نہیں آ سکا تو اب آگیا ہوں اپنے کرم کا دروازہ کھول دے۔ اپنے گناہوں کا تیرے سامنے کیا عذر پیش کروں بس اعتراف جرم کرتا ہوں اور ماجرا نہ التجا کرتا ہوں کہ مجھے فقیر کو میرے گناہوں کے جرم میں نہ پکڑ، بالہ اور جب فقیر کو دیکھتا ہے تو اس کو ضرور رحم آتا ہے اور تو تو ارحم الراحمین ہے۔ اگرچہ کمزور ہوں لیکن تیری بارگاہ کی مضبوط پناہ کا وہ سہارا لیا ہے۔ اگرچہ ہم نے غفلت سے تیرے عہد کو توڑا لیکن تقدیر میں بھی تو یہی لکھا تھا ناں پھر ہم سے اس کا مقابلہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تیری تقدیر کے سامنے ہماری تدبیر کس کام کی بس اپنی گتہ نگاریوں کا میرے پاس یہی بڑا عذر ہے، تیری تقدیر کے سامنے ہمارے تمام منصوبے ناکام ہو گئے۔

### سبق

نفس و شیطان کا مقابلہ کرنے کے لیے اللہ کی مدد و نصرت ضروری ہے۔ اس کی بارگاہ کے سہارے کے بغیر ان دشمنوں سے بچنا محال ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے بھی شیطان سے اللہ کی بارگاہ کی پناہ مانگی جاتی ہے گویا بندہ جتنی بڑی نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے شیطان اتنی ہی بڑی رکاوٹ کھڑی کر دیتا ہے گویا ہم نفس و شیطان کے سامنے بے بس ہیں اور اللہ ہی سے التجا کرتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ جیسے کسی کو ملنے جانا ہو اور اس کے گھر کے باہر کتا بیٹھا ہو تو اس کتے کے شر سے بچنے کے لیے اسی مکان والے کو ہی پکاریں گے کہ اس کے شر سے ہمیں بچا ہمارے اندر یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کی ایذا و رسائی سے بچ سکیں۔ اسی طرح نیکی کرنے سے پہلے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی ضروری ہے ورنہ نیکی ہو جانے کے بعد بھی برباد ہو سکتی ہے۔



## (223) سیاہ فام

ایک کالے سیاہ فام کو کسی نے بد صورت کہہ دیا! اس نے ایسا جواب دیا کہ کہنے والا ہکا بکا رہ گیا۔ اس نے کہا! کیا میں نے اپنی شکل خود بنائی ہے جو مجھے طعنہ دے رہا ہے، میری بد صورتی سے تجھے کیا کام! حسن و قبح کا خالق تو اللہ ہے! سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یا اللہ تو نے جو کچھ لکھ دیا ہے اس سے بال برابر بھی ادا نہ ہو سکتا، میں تو عاجز و مسکین ہوں تو ہی قادر مطلق ہے۔ تیری راہنمائی سے ہی کوئی نیکی کر سکوں گا ورنہ بھگتا پھروں گا۔ تیری مدد اگر شامل حال نہ ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔

## سبق

نیکی، بدی کی توفیق خدا کے ہاتھ میں ہے اپنی نیکیوں اور خوبیوں پر مشرور نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے نیکی کی توفیق دی ہے اور تجھے خوبیوں والا بنایا ہے اگر وہ چاہے تو اب بھی اس کا الٹ کر دے۔ یعنی تجھے بد صورت بنا دے اور بد صورت کو تیری صورت دے دے۔





## (224) درویش کی توبہ

تجربہ دست درویش ساری رات توبہ کرتا رہا اور صبح اٹھ کر توبہ بیٹھا، اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے عجیب بات کہہ ڈالی

گراد توبہ تشدد بمائد درست  
کہ بیان ما بے ثبات است دست

توبہ پر قائم رہتا بھی اس کی توفیق سے عی ہے ورنہ ہمارے عہد و بیان تو ہماری طرح کمزور ہی ہیں۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ دعا کرتے ہیں اے اللہ! تجھے تیرے حق کا واسطہ میری آنکھوں کو نا جائز نہ دکھا اور اپنے نور کا صدق مجھے عذابِ نار سے بچا۔ میرے گناہوں کی نحوست آسمان تک پہنچ چکی ہے اور رحمتِ برسا! تا کہ میرے گناہوں کا غبار مٹ جائے اور دل کا مطلع گناہوں سے صاف ہو جائے۔ اپنے گناہوں کی وجہ سے دنیا میں اپنا دھار رکھو بیٹھا ہوں جاؤں تو کہاں جاؤں کوئی دوسری دنیا ہی نہیں۔ تو گمگوں کے دل کی بات جانتا ہے میری اپکار بھی سن لے اور میرے زخمی دل پر مہم رکھو۔

### سبق

توبہ چاہتا تھا مست بھی خدا کی توفیق سے ہوتی ہے ورنہ انسان جہاں آجس کے عہد و بیان تو زودیتا ہے وہاں توبہ توڑتے ہوئے بھی زیادہ دیر نہیں لگتا۔



## (225) مجوسی کا قصہ

ایک بت پرست دنیا جہان سے بے خبر ہو کر بت خانے میں بت کی خدمت میں گن رہے لگا۔ چند سال بعد اس کو کوئی مشکل پیش آئی تو بت کے سامنے آہ وزاری کرنے لگا کہ میری مشکل آسان کر! بھلا جو اپنے وجود سے کبھی نہیں ہٹا سکتا وہ تیری مشکل کیسے آسان کر دے؟ جب روٹا دھوٹا پکار گیا تو بگڑ کر بت کو گالیاں دینے پڑا اور کہا! میں نے کئی سال تیری خدمت و عبادت میں گزارے ہیں اگر تو نے میری مدد نہ کی تو میں مسلمانوں کے خدا کو دھوکے لیے پکاروں گا۔ ابھی یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ اللہ نے وہیں کھڑے کھڑے اس کا مسئلہ حل کر دیا ایک سمجھدار بندہ یہ منظر دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی جلدی اس کی دھیکری فرمادی ہے کہ ابھی تو یہ کہینہ بت خانے کی شراب کے نشے میں مست ہے اور ابھی اس نے دل کو کفر سے اور ہاتھوں کو گناہوں سے بھی نہیں دھویا کہ اس کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ عقل مند ابھی اسی سوچ میں ہی تھا کہ اس کے دل میں اللہ نے القاء کیا کہ اس نے بت کے سامنے آہ وزاری کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا اگر میری بارگاہ سے بھی مایوس رہتا تو ضنم اور صدمہ میں فرق کیا رہ جاتا۔

## سبق

کوئی کافر اگر بھول کر بھی خدا کو پکارے تو اللہ اپنی بے نیازی کا جلوہ دکھا دیتا ہے۔ بلکہ کبھی ایسی پکار اللہ کی رحمت کے دریا میں ابل چل چلا جاتی ہے اور رحمت الہی لپک کر اس کو اپنے دامن میں ڈھانپ لیتی ہے۔

ۛ دل اندر صبر باید اے دوست بہت  
 کہ عاجز ترا انداز صنم ہر کہ بہت  
 دل کو اس بے نیاز (صبر) کے ساتھ وابستہ کر کیوں کہ اس کے سوا جو کچھ ہے بہت کی  
 طرح عاجز ہے۔ اگر تو اپنا سر اس بے نیازی کی بارگاہ میں رکھے تو محال ہے کہ وہ تجھے محروم رکھے۔  
 ۛ خدا یا مقصر ہمارے اندیم  
 گنہگار و امید دار اندیم  
 اے اللہ! ہم کم ہمت واقع ہوئے ہیں، اگرچہ گنہگار ہیں لیکن تیری رحمت کے  
 طلبگار و امیدوار ہیں۔



## (226) ایک مست اور مؤذن کی کہانی

ایک شخص خبیث (کجغوروں کا شربت جس میں کبھی نشہ بھی پیدا ہو جاتا ہے) کے نشے میں مست ہو کر مسجد میں گھس آیا اور حجرے میں جا کر رو کے دعا کرنے لگا۔ کہ یارب! فردوس اعلیٰ برم۔ اے اللہ! مجھے جنت الفردوس دے۔ مؤذن نے اس کا گریبان پکڑ کر کھینچا اور کہا مسجد میں کئے کا کیا کام؟ تو نے کونسی نیکی کی ہے جو بہشت بریں مانگ رہا ہے؟ یہ منہ اور مسوڑ کی وال؟ یہ کون سے من کر مست رہا اور مؤذن سے کہا! مجھے چھوڑ دے میری عقل ٹھکانے نہیں لیکن یہ تو بتا! کیا ایک گنہگار اللہ کی رحمت کا امیدوار نہیں ہو سکتا؟ میں تجھ سے تو کچھ نہیں مانگ رہا کہ اس قدر غصے میں آگیا ہے بلکہ اس سے مانگ رہا ہوں جس نے توبہ کا دروازہ ابھی تک بند نہیں کیا، میں اس کی بخشش کے مقابلے میں اپنے گناہوں کی کیوں بڑا کہوں؟ جو بڑھا پے میں گر جائے جب تک کوئی اس کا ہاتھ نہ پکڑے وہ نہیں اٹھ سکتا۔ میں بھی بڑھا پے میں گر گیا ہوں اللہ ضرور میری دشگیری فرمائے گا۔ میں یہ جیس کہتا کہ بزرگ اور صاحب مرتبہ ہو جاؤں مگر یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اگر کوئی انسان میری مغفرت دیکھ لے تو وہی مشر کرے جو اے مؤذن تو نے میرا کیا ہے اس لیے ہم انسانوں سے ڈرتے ہیں کہ انسان پر وہ رہے اور اللہ سب کچھ دیکھتا سنتا ہے مگر "ستار یوسف" ہے انسان بن دیکھے شور مچا دیتے ہیں کہ فلاں ایسا اور فلاں ایسا ہے اور اللہ جو ہر وقت بندے کے ساتھ ہے وہ اپنی ستاری کی وجہ سے بندے کو رسوا نہیں کرتا۔ غلام اگر نادانی سے غلطی کر لے تو آقا معاف کر دیتا ہے۔ اگر میرا رب جرم بخش کرے تو اس کے جو دو کرم سے کوئی بھی محروم نہ رہے اور اگر اے اللہ! تو ہمارے اعمال کے مطابق فیصلے شروع کر دے تو حساب اکتاب اور میزان کی کیا ضرورت ہے ویسے ہی روزخ میں بھیج دے کہ ہم اسی لائق

ہیں۔ تیری دھگیری سے مجھے کوئی مقام مل سکتا ہے اور اگر تو ہی مجھے گرا دے تو کوئی میری دھگیری نہیں کر سکتا۔ تو دے دے تو کسی کا زور نہیں چلتا اور تو خلاصی دے دے تو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میدان محشر میں تیکوں کے گروہ میں ہوں گا یا بروں میں۔ اگر تو مجھے سیدھی راہ پر لگا دے تو بڑی تعجب کی بات ہوگی کیونکہ میں نے تو آج تک سیدھا کام ہی کوئی نہیں کیا لیکن میرا دل بار بار مجھے امید دلا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں کا بہت حیا فرماتا ہے۔ یہاں تعجب کی بات ہے کہ اللہ مجھ سے شرم رکھے کیونکہ میں نے تو اس سے کبھی شرم نہیں کیا۔ اے اللہ! کیا یہ بات سچ نہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان پر ظلم کیا لیکن جب تو نے ان کو اقتدار کا اختیار دیا اور وہ تخت شاہی پر متمکن ہوئے اور ان کے بھائی مجرم کی حیثیت سے ان کے سامنے پیش ہوئے تو یوسف علیہ السلام نے نہ صرف ان کا جرم معاف کر دیا بلکہ ان کے کھونے سکے قبول کر کے حسن صورت کے حسن سیرت کا بھی ثبوت دیا۔ اے اللہ! تو تو یوسف کا بھی خالق و مالک ہے میں تجھ سے تیری رحمت کا زبردان یوسف سے زیادہ امید وار ہوں کہ میرے گناہوں سے درگزر فرما کر میرے عمل کے کھوٹے سکوں کو بھی شرف قبولیت بخش دے اور میری معافی کا لائحہ عمل فرما کہ اعلان عام کر دے

بشاعت نیا و مردم فا امید  
خدا یا ز غفوم حکم نا امید

تیری رحمت کی امید کے علاوہ میرے پاس کوئی یوچی نہیں ہے مجھے نا امید نہ فرما  
اور میرے گناہوں کو بخش دے۔

امین ثم امین بحسرة طنة و يس الذي هو رحمة  
للعالمين و خاتم النبيين و سيد المرسلين اللهم اغفر للمؤمنين  
و المؤمنات و المسلمين و المسلمات الا حياء مہم و الاموات  
اللهم تب علينا قبل الموت و ارحمنا عند الموت و سهل علينا  
مكرات الموت و لاتخذ منا بعد الموت و لبنا على الايمان اللهم  
اننا لك لفعل الحيرات و ترك المسكيات و حب

المساكين۔ اَللّٰهُمَّ اعِنَا عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحَسَنَ  
عَادَتِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا جَعَلْنَاكَ فِيْ لَحْوٍ وَهَوٍ مَّوْذِيْكَ مِنْ  
شُرُوْرِهِمْ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَةَ مَدِيْنَةِ الْمُنُوْرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَةَ  
مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَهَادَةَ فِى سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتَنَا وَ  
حَيَاتَنَا فِى يَدِكَ اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْ مَنْ نَصْرْتَ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا  
مُحَمَّدًا (ﷺ) وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ اَللّٰهُمَّ اخْذْ مِنْ خِذْلِ دِيْنِ سَيِّدِنَا  
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْنَا وَاَرْحَمْ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَانْتَ  
اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْنَا وَاَنْصُرْ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَانْتَ  
حَيُّ النَّصْرِيْنَ

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا وَارْزُقْ جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَانْتَ خَيْرُ  
الرَّازِقِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَافْتَحْ عَلَى جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ  
وَالْمُسْلِمَاتِ وَانْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا فِى عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ الصّٰبِرِيْنَ الْمُخْلِصِيْنَ  
الْمُذَكَّرِيْنَ الْغَافِقِيْنَ الصّٰدِقِيْنَ الْخَشَعِيْنَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ الْمُعْرِفِيْنَ  
الْمُنْتَظَرِيْنَ الْمُسْتَغْفَرِيْنَ بِاَلْسِنَارِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ تَوْبَةَ  
صُوحَاوٍ تَوْبَةً قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً  
بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَقُوْعَةَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْقُوْرَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ  
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْهُدٰى وَالتَّقٰى وَالْعَافَاةَ وَالْقَنٰى حَسْبَا اللّٰهُ  
وَنَعْمَ الْوَكِيْلُ نَعْمَ لِمَوْلٰى وَنَعْمَ النَّصِيْرُ

وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْ وَتَعَالٰى عَلَى رُسُوْلِهِ خَيْرُ خَلْقٍ نُّوْرٍ

عرشه و زینة فرشه سبدنا و موئنا و ماوانا و ملجانا و حبیبنا و حبیب  
ربنا و طبیبنا و طبیب فلوسنا و قرننا و قرۃ عبوننا و نورنا و نور  
ایماننا محمد والہ و اصحابہ و ازواجہ و ذرینہ و اہل بیتہ و اولیاء امنہ و  
علماء ملتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین.

طالب دعا

غلام حسن قادری

خادم دارالافتاء دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

۴ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۳ء/۹/۲۰ پر دہلی



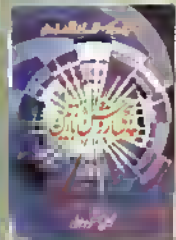
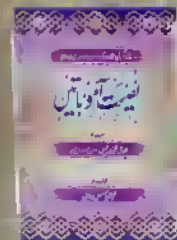
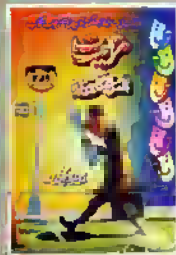
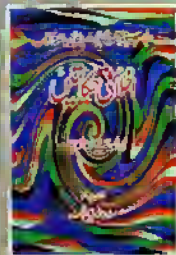
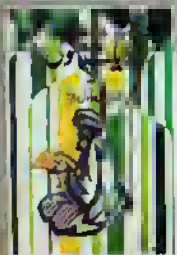
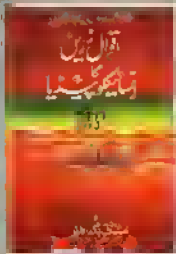
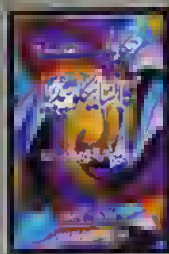
## شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی ایک پُرسوز دعا

من بندہ شرمسارم ' تو رحم کن رحما  
 درفش بے شمارم ' تو رحم کن رحما  
 اندر سرائے فانی ' کردم گناہ تو دانی  
 در ماندہ را تو دانی ' تو رحم کن رحما  
 شرمندہ روئے زردم ' جرم عظیم کردم  
 خود را بتو سپردم ' تو رحم کن رحما  
 نصیبت دروغ گفتنم ' غافل بے اعتنم  
 تو بے خطیستم ' تو رحم کن رحما  
 در وقت نزاع جانم ' گویا بکن زبانم  
 تا کلمہ بخوانم ' تو رحم کن رحما  
 از تن رو چو جانم ' بہت شود زبانم  
 بے پیارہ چوں بجانم ' تو رحم کن رحما  
 در گور چوں بجانم ' تنہا چوں بے کسانم  
 ہر دم ترا بخوانم ' تو رحم کن رحما  
 یارب بکن سرداں ' مگرم فراخ گرداں  
 از فضل تا قیامم ' تو رحم کن رحما  
 یارب گنہگارم ' پر عیب و شرمسارم  
 جز تو کسے نہ دامن ' تو رحم کن رحما



جنت بدو مرگاشم با جمله مومنانم  
 تاجاوداں بخوانم ، تو رحم کن رحما  
 عرم گذشت باطل کرده گناه حاصل  
 برایم فقیر غافل ، تو رحم کن رحما  
 من سعدی صفائیم بدین مصطفائیم  
 مردم ہمیں بخوانم تو رحم کن رحما





مستطاب کتابخانه  
کتابخانه